

اَعلامُ القرآن

یا

قرآنی شخصیتیں

تصنیف

حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی

صاحب تفسیر قرآن (انگریزی اُردو) مدیر صدق لکھنؤ

مجلس نشریات اسلام

1۔کے۔3۔ناظم آباد مینشن۔
ناظم آباد 1 کراچی 74600

اعلام القرآن

یا

قرآنی شخصیتیں

تصنیف:

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

صاحب تفسیر قرآن (انگریزی، اردو) مدیر صدق لکھنؤ

مجلس نشریات اسلام

۱، کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی ۷۴۶۰۰

نام کتاب ——— اعلام القرآن
تصنیف ——— مولانا عبدالماجد دریابادی
طباعت ——— مولائی پرنٹنگ پریس کراچی
اشاعت ——— ۲۰۰۳ء
ضخامت ——— ۱۷۶ صفحات
ٹیلیفون
۶۶۰۱۸۱۷

اسٹاکسٹ : مکتبہ ندوۃ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی
فون ۲۶۳۸۹۱۷

ناشر
فضل ربی ندوی
مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر۱ کراچی ۔۷۴۶۰۰

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دیباچہ

خدمتِ قرآن مجید کے تعلق سے انگریزی و اُردو تفسیر کے بعد جو متفرق رسالوں کا سلسلہ جاری ہے، اس میں تیسرے نمبر پر یہ رسالہ پیش ہو رہا ہے، اس کے قبل حیواناتِ قرآنی اور جغرافیہ قرآنی شائع ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید میں شخصیتوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے اور یہ شخصیتیں انسانی بھی ہیں جیسے آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ (علیہم السلام) فرعون، قارون وغیرہا اور غیر انسانی بھی مثلاً جبرئیل، میکال، ابلیس، لات، مناۃ، یغوث، یعوق وغیرہا، آئندہ صفحات میں اسی قسم کے اسماء کی فہرست حروفِ تہجی کے حساب سے ملے گی، ذیل کے التزامات کے ساتھ۔

۱۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے اس کا حوالہ بقید سورت و رکوع

۲ اُس شخصیت سے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے وہ اور قرآن سے باہر جو معلومات مل سکے خصوصاً بائبل کے صحیفوں میں، تاریخ کی کتابوں میں، وہ یکجا کر دیئے گئے ہیں

۳۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسری شخصیتوں سے متعلق قرآن مجید کے بیان کئے ہوئے قصے پورے کے پورے نقل نہیں کئے گئے ہیں بلکہ قصص القرآن کے لئے اُٹھا رکھے گئے ہیں، غالباً ماجد قصص القرآن کی تسوید کا آغاز نہ کر سکے۔

ان معروف و واضح اعلامِ قرآنی کے علاوہ بھی قرآن مجید کے صفحات میں متعدد

شخصیتوں کا ذکر آیا ہے، اُن کے نام اور لقب کے بغیر، لیکن قرآن مجید نے ان کی نشاندہی ایسے متعین طریقہ پر کردی ہے کہ وہاں مُراد کسی فردِ واحد یا کسی مخصوص مجموعہ افراد ہی سے ہو سکتی ہے مثلاً :۔

اصحابُ الفیل، الاعمٰی (اَن جَاءَهُ الأَعمٰی میں) الّتِی اَحصَنَت فرجَهَا الَّذِی حَاجَّ فِی اِبرٰهِیمَ ۔ الَّذِی عِندَهُ عِلمٌ مِّنَ الکِتٰبِ ۔ صَاحِبِ الحُوتِ رَسُولَ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ ۔ عَبدًا مِّن عِبَادِنَا وغیرہم ۔ کوشش کی گئی ہے کہ ایسے تمام الفاظ اور فقرے بھی اس مجموعے میں آجائیں بعض شخصیتیں ایسی بھی ملیں، جن کے وصفِ تعدّد کا بھی ذکر ہے، مثلاً ابنَیٰ اٰدَمَ (آدم کے دو بیٹے) اِبنَتَیَّ (میری دو بیٹیاں) اور اس طرح کے سارے الفاظ انشاءَ اللہ تعالےٰ "الأعدادُ فی القرآن" میں جگہ پائیں گے۔

بھول چوک لازمۂ بشریّت ہے اور پھر اس قسم کے مجموعہ میں تو انتخاب عنوانات میں اختلافِ خیال و اختلافِ ذوق کی بڑی گنجائش ہے، بہرحال جس خدائے برحق نے اپنے کلام کی کسی خدمت کی توفیق کسی حیثیت سے بھی عطا کی ہے، اسی سے یہ دُعا بھی ہے کہ غلطیوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

عبدالماجد

دریاآباد ۔ بارہ بنکی

محرم ۱۳۷۹ھ ؍ جولائی ۱۹۵۹ء

الف ممدودہ

① اٰدم (آدم)

البقرہ : ع ۴، ۵ بار - آلِ عمران : ع ۴، ع ۶ - الاعراف : ع ۲،۱۲ بار - بنی اسرائیل ع ۵ - الکہف ع ۷ - مریم ع ۴، طٰہٰ ع ۶ (۴ بار)

ذکر سترہ بار آیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں پہلی جگہ ذکر یوں ہے کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے آگے جھکو۔ دوسری جگہ یوں کہ اللہ نے آدم کو اسماء سارے کے سارے سکھا دیتے۔ تیسری بار یوں کہ آدمؑ کو حکم ملا کہ فرشتوں کے اِن اسماء کو بیان کردو۔ چوتھی بار یہ کہ اے آدم تم اور تمھاری بی بی اس جنّت میں رہو۔ اور پانچویں بار یہ کہ آدم نے اپنے پروردگار سے توبہ کے کلمات سیکھ لیتے۔ آلِ عمران میں پہلی بار یوں کہ اللہ نے برگزیدہ کیا اور نوح کو۔ اور دوسری بار یوں کہ عیسٰیؑ کی پیدائش بھی آدم ہی کی طرح مٹی سے ہوئی ہے۔ الاعراف میں ایک جگہ یوں ہے کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھکو، اور دوسری جگہ یوں ہے کہ اے آدمؑ! تم اور تمھاری بی بی جنّت میں رہو۔ بنی اسرائیل میں یہ کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھکو، اور یہی ذکر سورۂ الکہف میں بھی ہے مریم میں انبیاء کے تذکرہ میں ہے کہ نسلِ آدم سے تھے۔ سورۂ طٰہٰ میں ایک جگہ یہ کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السّلام کے آگے جھکو۔ دوسری جگہ یہ کہ آدمؑ سے عہد ہم اس سے قبل لے چکے تھے۔ تیسری بار یہ کہ ہم نے آدمؑ سے کہہ دیا کہ یہ شیطان تمھارا دشمن ہے۔ چوتھی بار یہ کہ شیطان نے آدمؑ سے کہا کہ میں تمہیں حیاتِ جاودانی کا درخت بتاتے دیتا ہوں۔ پانچویں مرتبہ یہ کہ آدم نے اپنے پروردگار کا قصور کیا، سو وہ غلطی میں پڑ گئے۔

آدم کے ضمن میں اشتقاقی تحقیق | نام کے اشتقاق کے بارے میں اہلِ لُغت کے اقوال مختلف ہیں، ایک

قول یہ ہے کہ زمین کے ادیم (جلد یا سطح) کی جانب منسوب ہے، دوسرا یہ کہ اس میں رنگ کے گندمی ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ تیسرا یہ کہ یہ اُدْمَۃٌ سے مشتق ہے، جس کے مفہوم میں مختلف قوٰی و عناصر کی ترکیب و تخلیط داخل ہے اور اقوال بھی راغب نے اپنے مفرداتُ القرآن میں نقل کئے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لفظ عربیُ الاصل نہیں بلکہ عبرانی سے معرّب ہو کر آیا ہے۔ بائبل کے علماء شارحین کا بیان ہے کہ عبرانی میں اس کے معنٰی انسان یا بشر کے ہیں۔)

قرآن مجید کی تصریحات و اشارات، سُطور و بین السطور سے نکلتا ہے کہ آدم سب سے پہلے انسان بھی تھے اور سب سے پہلے پیغمبر بھی، نسلِ انسانی کے مُورثِ اعلیٰ، جنّات اور ملائکہ کی تخلیق ان سے قبل ہو چکی تھی، ان کا قالب گیلی مٹی سے تیار کیا گیا۔ جو ہر قسم کی تبدیلی قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، جب وہ مٹی پُختہ ٹھیکری کی طرح آواز دینے لگی تو اس میں رُوحِ الٰہی پھُونک دی گئی اور وہی قالب ایک زندہ متحرّک، عقل و ہوش اور رُوح و ضمیر والا انسان بن گیا۔ خلقتِ آدم کی غایت آدم و نسلِ آدم کے ذریعہ سے زمین پر خلافتِ الٰہی کا قیام یعنی خدائی حکومت اور خدائی قانون کا نفاذ ہے اور قرآنِ مجید نے آدم کے وصفِ خلافت کو نمایاں کیا ہے اس مَنصَب پر سَرفراز ہو جانے کے بعد فرشتوں کو حکم ملا، اور جو مخلوق ان سے اَدنیٰ تھی یعنی جنّات وغیرہ، اُسے تو یہ حکم بدرجہ اَولےٰ ملا ہو گا۔) کہ سر اطاعتِ آدم کے آگے جُھکاؤ، سب نے تعمیل کی۔ صرف ایک جن ابلیس نامی نے نہ کی، وہ اکڑ گیا اور کہنے لگا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم مٹّی سے، خاکی کے آگے ناری کیسے جھک سکتا ہے، اس خود بینی و نافرمانی پر ابلیس جنّت نکالا گیا اور اس وقت سے وہ کھلم کھُلا اور نسلِ آدم کا دشمن ہو گیا۔

حضرت آدمؑ اور اُن کی زوجہ حضرت حوّا (علیہما السّلام) کو حکم مل چکا تھا کہ

جنّت میں آزادی سے جو چاہو، کھاؤ، پیئو، لیکن ایک خاص درخت سے الگ ہی رہنا۔ اب ابلیس نے وسوسہ اندازی کرکے دونوں کو پھسلایا، ورغلایا کہ اس درخت سے جو ممانعت تھی وہ عارضی تھی، اَب اس کا پھل کھانے میں کوئی مُضائقہ نہیں، بلکہ سَرتا سَر نفع ہی ہے کہ اس کے بعد ہمیشہ جنت ہی میں رہو گے، اور قربِ حق کے مزے لوٹتے رہو گے۔ حضرت آدم علیہ السّلام اس کی چال کا شکار ہو گئے اور اس اُمّید میں کہ اُس سے قُربِ حق کا دوام حاصل رہے گا۔ خلاف اجازت اس درخت کا پھل کھا بیٹھے، عتاب ہوا۔ اور دونوں کے جسم سے جنّت کا نورانی لباس معًا اُتر گیا۔ دونوں نے لجاجت سے مَعذرت پیش کی۔ قصور مُعاف ہوا۔ لیکن حکم ہوا کہ اَب جنت سے نیچے رُوئے زمین پر جاؤ، اُس پھل کے کھانے کے طبعی اثرات کے ظہور کے ساتھ جنّت میں نہیں رہ سکتے تھے۔

نزول بر سرِ زمین

آدم زمین پر آئے مگر اُس کے کِس حِصّہ میں؟ قرآن مجید بلکہ حدیثِ صحیح بھی اس میں خاموش ہے۔ بعض روایتیں سراندیپ (سیلون) سے متعلق بھی آتی ہیں، لیکن زیادہ قرینِ قیاس ملکِ عراق ہے یعنی دجلہ و فرات کا دُوآبہ، بہر حال زمین پر ایک خاص مدّت تک رہے، اور ان کی اولاد کثرت سے ہوئی۔ مشہور نام ہابیل اور قابیل (توریت کی زبان میں "قائن" ہیں۔ ایک اور نامور فرزند شیث کہلاتے جو مرتبۂ نبوت سے سَرفراز ہوئے۔ حضرت آدمؑ کی عُمر بعض روایات کے مطابق ایک ہزار سال کی ہوئی۔ یہ سارے مَعلومات قرآن مجید سے باہر کے ہیں۔

"قرآن مجید میں یہ صَراحت البتہ ہے کہ اللہ نے اولادِ آدم کو ایک معزز مخلوق بنادیا۔"

اسلام کے علاوہ یہودیت اور مسیحیت میں بھی حضرت آدمؑ کی حیثیت مقدس

اور بطور ابوالبشر کے تسلیم کی گئی ہے اور توریت میں یہ سلسلۂ بیان دُور تک چلا گیا ہے،
اور عہدِ عتیق کے اور صحیفوں میں بھی ان کا ذکر ہے، توریت کی کتاب پیدائش میں ان کا
مُسلسل ذکر تفصیل کے ساتھ ہے، شروع یوں ہوا ہے۔

"خداوند خدا نے زمین پر پانی برسایا نہ تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کی کھیتی کرے
اور زمین سے بُخار اُٹھتا تھا، اور تمام رُوئے زمین کو سیراب کرتا تھا، اور
خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں
زندگی کا دم پھُونکا، سو آدم جیتی جان ہوا۔ (پیدائش: ۲-۵-۷)

عہدِ جدید دمشق میں ذکرِ آدم

اسی کتاب پیدائش میں یہ تصریحات بھی ہیں کہ آدم کی عمر اُن کے پہلے فرزند کے تولّد کے
وقت ۱۳۰ سال کی تھی اور اُن کی کل عمر ۹۳۰ سال کی ہوئی اور یہ بھی ہے کہ :-

"خدا کی صُورت پر اُس کو پیدا کیا" (۱۱، ۲۷)

"جس دِن خدا نے آدم کو پیدا کیا، خدا کی صُورت پر اسے بنایا" (۵ : ۱۱)

عہدِ جدید کی کتابوں میں بھی حضرت آدم علیہ السّلام کا ذکر جا بجا موجود ہے۔

عہدِ جدید سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے معصیّت اور سزائے معصیت کا وُجود حضرت
آدم علیہ السّلام کے وُجود سے وابستہ ہے اور نجاتِ عیسیٰؑ مسیح کے دم سے۔ قرآن مجید
میں بھی ایک جگہ ذکر حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا ساتھ ساتھ آیا ہے مگر وہاں صرف کہا
گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا حال اللہ تعالےٰ کے ہاں حضرت آدمؑ ہی کی طرح ہے کہ اُنہیں بھی
اللہ تعالےٰ نے مٹی سے پیدا کر دیا تھا۔

② آزر (آذر)

سُورۃ الانعام : رُکوع ۹

نام قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اور وہ وقت یاد
کرو، جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ کیا تم بُتوں کو معبود قرار دیتے

ہو؟ صفاتی حیثیت سے یعنی حضرت ابراہیمؑ کے والد کی حیثیت سے ذکر دو مقامات پر اور بھی آیا ہے۔ ایک جگہ سورۃ براۃ میں اور دوسری جگہ سورۃ زخرف میں۔

حضرت ابراہیمؑ خلیل کے والد کا نام ہے۔ حضرت کا سال پیدائش جدید ترین اثری تحقیق کے مطابق ۲۱۶۰ ق م ہے اور توریت میں یہ تصریحات موجود ہیں کہ تارح کی ستر سال کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ہوئی اور تارح نے عمر ۲۰۵ سال کی پائی ہے اس حساب سے آزر، تارح کا زمانہ سنہ ق م تا سنہ ۲۰۲۵ ق م ٹھہرتا ہے۔

قیام قدیم کلدانیہ (موجودہ عراق) کے پایۂ تخت شہر اور میں رہتا تھا جو اپنے زمانے کا ایک بڑا مہذب و آراستہ شہر تھا، کلدانی قوم علاوہ آفتاب پرستی و ستارہ پرستی کے شرک میں بھی مبتلا تھی کہ آزر اپنے وقت کا نامور بت تراش بھی تھا۔

توریت میں ہے کہ موت شہر حران میں ہوئی، یہ عراق کے شمال و مغرب میں سرحد کے قریب دریائے فرات کی ایک شاخ جلاب نامے پر واقع ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا شمار عراق میں نہیں، یہ علاقہ شام میں ہے۔

نام کا املا قرآن مجید آزر آیا ہے اور یہود کے مقدس نوشتہ تالمود میں زارہ، توریت عربی و اردو میں نام تارح ملتا ہے۔ اور انگریزی میں TERAH فلسطین کے قدیم مسیحی مؤرخ یوسیبیس ۲۶۱ سنہ تا ۳۴۵ء کے ہاں رومی مذاق کے موافق تلفظ اثر یا ماتھر ملتا ہے، اور لسانیات کے طلبا۔ جانتے ہیں کہ ایک ہی نام مختلف زبانوں میں جا کر کیسے کیسے قالب اختیار لیتا ہے۔ آزر کی مماثلت زارہ اور آثر اور ماتھر سے تو بالکل ظاہر ہے، اور تارح سے بھی بہت دور کی نہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ سب ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں اور اختلاف صرف ہر زبان کی لسانی خصوصیات کے لحاظ سے واقع ہوا ہو، عربی اہل قلم نے ذکر آزر اور تارح دونوں کا بہ طور مبادل ناموں کے کیا ہے؟

كَانَ اسمُ ابيه تارح فعرب فجعل آزر (مفرداتُ القرآن، راغب)

تارخ د ھو ازر (المحبّر ، ابن حبیب)

تارح کی بُت پرستی کی تصریح عہدِ عتیق میں ملتی ہے۔

تمھارے باپ دادے تارح ابراہیم کا باپ اور نحور کا باپ قدیم زمانے میں نہر کے پار رہتے تھے اور غیر معبودوں کی بندگی کرتے تھے۔ (یشوع ۲۴ : ۲)

اور جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں اتنا اور ہے :-

"وہ علاوہ بُت پرست ہونے کے بُت ساز اور بُت فروش بھی تھا"

(جلد ۱۲ صہ ۱۰۷)

حسبِ روایت توریت، آزر کے دو لڑکے اور بھی تھے، نحور اور حاران ان میں سے حاران کا انتقال باپ کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔

اسرائیلی نوشتوں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ تارح، بادشاہ نمرُود کی فوج کا ایک افسر بھی تھا اور لشکر کشی کے وقت بادشاہ کے ساتھ ہی رہتا تھا اور یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ اپنے مُوحِد فرزند ابراہیمؑ کے خلاف اُسی نے بادشاہ سے یہ مخبری کی تھی کہ وہ مورتی پوجا کو بُرا کہتے ہیں، اور اسی پر بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اُنہیں آگ میں ڈلوانے کا حکم دیا تھا۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی فہمائش و تبلیغ کے باوجود یہ آخر تک ایمان نہ لایا اور حدیث شریف میں اس کے دوزخ میں معذّب ہونے کا ذکر بالتصریح ہے۔ آزر کا ذکر قرآن مجید میں آٹھ جگہ ابیہ کے تحت میں آیا ہے اور چار جگہ یا اَبَتِ کے تحت میں۔

۳ آل ابراھیم

آل ابراہیم، خاندانِ ابراہیم والے۔

آل عمران : رکوع ۴ - النساء ، رکوع : ۷

ذکر دو جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یہ کہ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندان

عمران کو دنیا جہان والوں سے (افضلیت کے لئے) چُن لیا۔ اور دوسری جگہ یہ کہ ہم نے خاندانِ ابراہیم کو کتاب (آسمانی) دی اور حکمت دی اور اُن کو بڑی سلطنت بھی دی۔

خاندانِ ابراہیمی کی یہ ساری فضیلتیں بالکل ظاہر ہیں، اس خاندان کی دو اہم اور بڑی شاخیں بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل ہیں اور ایک طرف نبوت اور علوم رُوحانی اور دوسری طرف مملکت و سلطنت جس حد تک انہیں خاندانوں میں رہیں۔ اس کی مثال کسی دوسرے خاندان میں مشکل ہی سے ملے گی۔

فرزندانِ ابراہیمؑ کی تعداد توریت سے حسبِ ذیل معلوم ہوتی ہے۔

بی بی ہاجرہؑ کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ

بی بی سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰقؑ

بی بی قتورہ کے بطن سے زمران، یقسان، مدان، مدیان، اسباق، سوخ

④ ال داؤد

آل داؤد (خاندانِ داؤد والے) (سبا۔ : رکوع ۳)

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کو جو نعمتیں عطا ہوتی تھیں، ان کے تذکرے کے بعد ارشاد ہوا ہے، اے خاندانِ داؤد والو! شکریہ میں (نیک کام) کرو۔

خاندانِ داؤدؑ یہود میں خاص طور پر بزرگ و مقدس سمجھا جاتا تھا اور اُن کے ہاں پیشگوئیاں تھیں کہ مسیح موعود اسی نسل سے پیدا ہوں گے۔ دنیوی جاہ و جلال کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ یہودیہ (جنوبی فلسطین) میں یہ خاندان ۴۰۰ سال تک حکمران رہا۔ شاید انہی برکتوں اور نعمتوں کی بنا۔ پر اُنہیں توحید الٰہی اختیار کرنے کا حکم خصوصیت کے ساتھ ملا ہے۔

⑤ اٰل عمران

آل عمران (عمران کے خاندان والے)

سورہ اٰل عمران : رکوع ۴

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے، یوں کہ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو دنیا جہان والوں پر برگزیدہ کیا، اور یہ برگزیدگی بہ لحاظ علمبردار توحید ہونے کے ہے۔

عمران کے نام کی تاریخی شخصیتیں دو گزری ہیں۔

(۱) ایک حضرت موسیٰؑ کے والد ماجد عمران بن یصہر

(۲) دوسرے اُن کے کئی صدی بعد حضرت مریم کے والد ماجد، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے جدّ مادری، عمران بن ماثان۔

مُراد دونوں سے ہو سکتی ہے لیکن جس سیاق میں یہ آیت آئی ہے، اس لحاظ سے ترجیح عمران ثانی ہے اور حسنؒ اور وہبؒ تابعین سے یہی منقول ہے۔

⑥ اٰل فِرعَون

اٰل فرعون (فرعون کے خاندان والے)

(البقرہ : رکوع ۶ (دوبار) آل عمران : رکوع ۳، الاعراف رکوع ۱۶، الانفال : رکوع ۷، (دوبار) ابراہیم : رکوع ۱، القصص : رکوع ۱، المؤمن : رکوع ۴ ورکوع ۵ (دوبار) القمر، رکوع ۳۔

آل لغت میں اہل کے مُرادف ہے اور اس سے مُراد علاوہ اہل وعیال کے رفیق اور پیرو بھی ہوتے ہیں اھلُ الرّجُل وعیالہ واتباعہ واولیاءہٗ (تاجُ العروس)

فرعون کے ساتھ یہ لفظ آل قرآن مجید میں ۱۳ بار آیا ہے اور اس سے ہر جگہ مُراد فرعون کے ماننے والے اور اس کے رفیق ولشکری ہیں۔ ہر جگہ اُن کا ذکر بھی فرعون ہی کے ضمن میں آیا ہے کہ وہ اس کے مل کر ظلم برپا کرتے تھے یا یہ کہ وہ اس کے ساتھ غرق ومُبتلائے عذاب ہوتے، یا یہ کہ وہ آخرت میں شدید ترین عذاب کے مستحق قرار پاتے۔ صرف ایک جگہ (سُورۃ المؤمن رکوع ۵)

یہ مضمون ہے کہ فرعون والوں میں سے ایک شخص نے جو درپردہ ایمان لاچکا تھا۔
نے آکر یہ کہا۔ الخ

⑦ آلِ لُوط

خاندان لُوط (الحجر: رکوع ۴، ۵) (النمل: رکوع ۴) (القمر: رکوع ۲)

ذکر کل چار جگہ آیا ہے، پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ ہم ایک مُجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، بجُز خاندان لُوط کے کہ ان سب کو ہم بچالیں گے، بہ استثناء اُن کی بیوی کے۔ دوسری جگہ اُس کے مُعًابعد ہے کہ وہ فرستادے، جب لُوط کے گھرانے میں آتے۔ تیسری جگہ قوم لُوط کی زبان سے ہے کہ لُوط کے خاندان کو اپنی بستی سے نکال دو، چوتھی جگہ معذب قوم لُوط کے سلسلے میں ہے کہ ہم نے ان پر پتھر برساتے، بجُز خاندان لُوط کے، اُنھیں صبح تڑکے ہم نے بچالیا۔

قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گرد وپیش کی بدکاریوں اور بداعتقادیوں سے حضرت لُوطؑ کے خاندان والے محفوظ تھے، اس لئے نزُولِ عذاب کے وقت وہ بچالیے گئے، باقی آپ کی بی بی چونکہ مجرموں کی شریک تھیں، عذاب سے محفوظ نہ رَہ سکیں۔

توریت میں حضرت لُوط علیہ السّلام کی دو لڑکیوں اور دو دامادوں کا ذکر آتا ہے اور اس بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں داماد تو عذاب میں گرفتار ہوکر ختم ہوگئے اور دونوں لڑکیوں نے (نعوذُ باللہ) خود اپنے والد ماجد سے اُن کے مخمُور ہونے کے وقت آئندہ نسل چلائی۔

⑧ آلِ موسٰی

خاندانِ مُوسٰی

⑧ آلِ ھارُون

خاندانِ ہارون (البقرۃ: رکوع ۳۲)

ذکر صرف ایک بار آیا ہے اور وہ یوں: اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جنھیں اولادِ

مُوسیٰ اور اَولادِ ہارون چھوڑ گئی ہیں

بنی موسیٰ کی تفصیل سے توریت خاموش ہے۔ صرف دو صاحبزادوں جرسوم اور الیعزر کے نام ضمناً اور مُنتشر طور پر آ گئے ہیں۔

(خروج : ۱۸، ۳، ۴) نیز : ۱۔ تواریخ ۲۳ : ۱۶، ۱۷)

بنی ہارون اپنی قوم میں بڑے مقدّس سمجھے گئے ہیں، توریت میں ہے :۔

"اور ہارُون اور اُن کے بیٹے سوختنی قربانی کے مَذبح پر اور بخور کی قربان گاہ میں قربانی چڑھاتے تھے اور پاک ترین مکان کی خدمت اور اسرائیل کے لئے کفّارہ دیتے تھے جیساکہ خدا کے بندہ موسیٰ نے ان سَب کو حکم کیا تھا" (۱۔ تواریخ : ۶ : ۴۹)

اور اُن کے نام حسبِ ذیل آتے ہیں :۔

۱۔ الیعزر ۲۔ فینحاس ۳۔ ابیسوح ۴۔ بقی ۵۔ عزّی ۶۔ زرافیاہ ۷۔ مرایوت ۸۔ امریاہ ۹۔ اخطوب ۱۰۔ صدُوق ۱۱۔ افمعض

⑨ آلِ یعقُوب

اَولادِ یعقوب

(سُورۃ یوسف : رکوع ۱۔ سُورۃ مریم : رکوع ۱)

نام دو جگہ آیا ہے، پہلی بار حضرت یعقوبؑ کی زبان سے حضرت یوسفؑ کو مخاطب کرتے ہوتے یوں : کہ اللہ اپنا انعام تمھارے اُوپر اور اَولادِ یعقوبؑ کے اُوپر پورا کرے گا۔ دوسری جگہ حضرت زکریا علیہ السّلام کی زبان سے دُعاء کے وقت کہ تو مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولادِ یعقوب کا بھی وارث بنے۔

آلِ یعقوب اپنے لفظی معنیٰ کے اعتبار سے بنی اسرائیل کا مرادف ہے، باقی صُلبی اَولاد حضرت یعقوبؑ کی بارہ کی تعداد میں تھی، توریت میں ان کے

نام حسبِ ذیل آتے ہیں۔

۱۔ رَدبن ۲۔ شمعون ۳۔ لادی ۴۔ یہوداہ ۵۔ دان ۶۔ نفتالی
۷۔ جد ۸۔ آشر ۹۔ آشکار ۱۰۔ زبلون ۱۱۔ یوسف ۱۲۔ بنیامین

اِن کے علاوہ ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام توریت میں دینہ آیا ہے، بنی اسرائیل میں آگے چل کر جو بارہ قبیلے ہوتے، وہ اُنہیں فرزندوں میں سے ایک ایک کی نسل سے چلے۔

الفِ مقصُورہ

⑩ ابراهيم

ابراہیم

(البقرہ : رکوع ۱۵، (۶ بار) رکوع ۱۶ (۷ بار) البقرہ ع ۳۵ (۴ بار) آل عمران : رکوع ۴، ۷ (۲ بار) رکوع ۹۔ آل عمران۔ رکوع ۱۰۔ النساء : رکوع ۱۸ النساء : رکوع ۲۲۔ الانعام : رکوع ۹ (بار ۲) رکوع ۱۰۔ التوبہ : رکوع ۱۴ (۲ بار) ہُود : رکوع ۷ (۴ بار) یوسف : رکوع ۱ - ۵ - ابراہیم : الحجر : رکوع ۴ - النحل : رکوع : ۱۶۔ (دو بار) مریم ، ع ۳ (دو بار) ع ۴ - الانبیاء : رکوع ۵ (۴ بار) الحج : رکوع ۴، ۶، ۱۰۔ الشعراء : رکوع ۴۔ العنکبوت : رکوع ۲، ۴۔ الاحزاب : رکوع ۱۔ الصّافات : ع۲ (۳ بار) ص : ع ۴، شوریٰ : ع ۲ - الزخرف : ع ۳ - الذاریات : رکوع ۲۔ النجم رکوع ۳ - الحدید : رکوع ۳ - الممتحنہ : رکوع ۱ الاعلیٰ : رکوع ۱۔

نام مبارک ۶۶ مرتبہ آیا ہے اور اُوپر جو مفصّل حوالے درج ہو چکے ان کی مدد سے کلامِ مجید میں بہ آسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی نام ابراہیم بن آذر ہے۔ لقب خلیلُ اللہ، پیدائش ملک عراق کی۔ پھر ہجرت کر کے ملک شام میں آ گئے، توریت میں نام کا املا۔ دو طرح آیا ہے

پہلے ابرام[۱]، پھر ابراہام[۲]

سلسلۂ نسب دس درمیانی واسطوں سے حسبِ بیان توریت حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے، آپ اُن کی گیارھویں پُشت میں تھے۔

سالِ پیدائش، برطانوی ماہر اثریات سرچارلس مارسٹن کی جدید تحقیق کے مطابق ۱۰۷۲ سنہ طوفانی یا ۲۱۶۰ سنہ ق م۔ عمر حسبِ روایت توریت ۱۷۵ سال پائی، سال وفات اس حساب سے ۱۹۸۵ سنہ ق م پڑتا ہے

عراق کو قدیم زمانے میں کلدانیہ (کالڈیا) اور بابل (بیبیلونیا) بھی کہا گیا ہے، ولادت اسی کے شہر اُور (UR) میں ہوئی، اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہے، صدیوں تک دنیا کے نقشہ سے ناپید رہنے کے بعد اَب اس بیسویں صدی میں پھر سے نمودار ہوا ہے۔ جنوبی عراق میں شہر بغداد کے جنوب مغرب میں اس سے ۲۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کی ایک شاخ پر واقع ہے۔

آذر کے تین لڑکے تھے۔ ۱۔ ابراہیم ۲۔ نحُور ۳۔ حاران

توریت میں نام اِسی ترتیب سے آئے ہیں، لیکن شارحین توریت کا بیان ہے کہ ابراہیم سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ترتیبِ بیان میں آپ کے نام کا تقدّم محض اظہار کے لئے ہے۔

عقد تین فرمائے، پہلی بیوی حضرت سارہ تھیں، آپ ہی کے خاندان اور برادری کی (توریت میں املا، سری اور سرہ، آیا ہے)، اُن کے بطن سے کبرسنی میں حضرت اسحٰق ؑ پیدا ہوئے، خود بھی پیغمبر اور بہت سے پیغمبروں کے مُورث اعلیٰ بھی، دوسری حرم محترم حضرت ہاجرہ رضؓ تھیں۔ غالباً عرب خاندان سے اُن کے بطن سے آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تولّد ہوئے خود بھی پیغمبر اور نبی الانبیاء حضرت محمدؐ کے جدِ اعلا بھی۔

تیسری بیوی حضرت قتورہ کے ساتھ عقد حضرت سارہ کی وفات کے بعد ہوا، جب حسبِ روایت آپ کا سن ۱۳۷ سال کا تھا۔ توریت میں اُن کے بطن سے آپ کی چھ اولادیں لکھی ہیں، یہ لوگ بنی قتورہ کہلاتے۔

آپ بڑے اقبال مند اور صاحبِ نصیب کثرتِ اَولاد کے اعتبار سے بھی تھے اور یہ اُس تمدّن میں تھی بھی بڑی فضیلت کی چیز، توریت میں اس کا ذِکر بار بار اور خدا کی طرف سے بطور ایک بشارت اور پیش خبری کے ہے۔ ایک جگہ ہے :۔

"اور خداوند نے ابرام کو کہا تھا۔ ۔ ۔ ۔ میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھ کو مُبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک برکت ہو گا، اور اُن کو جو تجھے برکت دیتے ہیں، برکت دوں گا اور اُس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے، لعنتی کروں گا، اور دُنیا کے سارے گھرانے تجھ سے برکت پاویں گے۔" (پیدائش : ۱۲ : ۲، ۳)

"خداوند نے ابرام سے کہا کہ اپنی آنکھ اُٹھا اور اس جگہ سے جہاں تُو ہے، اُتّر اور دکھن اور پُورب اور پچّھم دیکھ، کہ یہ تمام ملک جو تو اب دیکھتا ہے تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا اور تیری نسل کو میں زمین کی خاک کی مانند بناؤں گا کہ اگر کوئی آدمی زمین کی خاک کو گن سکے، تو تیری نسل بھی گنی جائے۔ (پیدائش : ۱۳ : ۱۴ - ۱۶)

قرآن مجید کے جامع و بلیغ الفاظ میں ابراہیم سے وعدۂ الٰہی ہے کہ :۔

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

میں انسانوں کا پیشوا تجھے بناؤں گا۔

چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ دنیا کی تین بڑی قومیں یہود، نصرانی اور مسلمان آپ کو اپنا مسلم ،

پیشوا مانتے ہیں اور آج سے نہیں، سینکڑوں ہزاروں برس سے مانتے چلے آتے ہیں۔

قبائلی تمدن کے دور میں شیخُ القبیلہ، حاکم یا امیر کے مُرادِف ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہجرت کے بعد اپنے علاقہ ملک کے شیخُ القبیلہ ہو گئے تھے۔ جاہ و اقتدار آپ کو ہر طرح حاصل تھا، قبیلہ کے ہر مُعاملہ میں آپ کا حکم فیصلہ ناطق تھا اور دَولت و ثروت کے لحاظ سے بھی آپ کا شمار متموّل افراد میں تھا۔ معاش و دَولت کا معیار اس وقت قبائلی تمدن میں گلّہ بانی تھی اور آپ جانوروں کے بہت سے گلوں کے مالک تھے، چنانچہ توریت میں ہے۔

ابراہم چارپائے اور سونے رُوپئے سے بڑا مالدار تھا۔ (پیدائش ۱۲ : ۳)

فیّاضی اور مہمان نوازی مشرقی تمدّن میں انسانیت کے جوہر خصوصی سمجھے گئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان دونوں اوصاف میں بہت ممتاز تھے، آپ کی مہمان نُوازی کے بہت سے قصّے مشہور ہیں، اور آج تک یہ ضربُ المثل چلی آتی ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ قرآن مجید ہی کے آپ کے دوسرے اوصاف، حِلم و تحمّل، توکّل و اعتماد عَلَے اللہ، عفو و شفقت علے الخلق کو بھی نمایاں کیا ہے

عراق (کلدانیہ) کا مذہب آپ کے زمانے میں شرک کا تھا۔ آفتاب پرستی، ماہتاب پرستی، کواکب پرستی کے ساتھ ساتھ مُورتی پوجا بھی جاری تھی اور آپ کے والد آزر تو بُت تراش و بُت فروش بھی تھے، آپ نے شروع ہی سے اس کے خلاف علم بغاوت کیا، اور ایک عام فہم استدلال سے جسے قرآن نے نقل کیا ہے، اس نتیجہ تک بآسانی پہنچ گئے کہ ستارے، چاند، سورج جیسی تغیّر پذیر اور غروب ہو جانے والی (حادث) ہستیاں ہرگز اس قابل نہیں کہ معبُود یا اللہ مانی جائیں، اس

توحید کی تبلیغ آپ نے اپنے والد پر بھی کی، وہ ناخوش ہوکر بولے کہ اگر تم اس بد مذہبی سے باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کرا دوں گا۔ اس پر بھی آپ نے ان کے حق میں دعا اور اُن پر تبلیغ جاری رکھیں، مشرک بادشاہِ وقت نے غضب ناک ہوکر آپ کو آگ کی بھٹی میں جھونکوا دیا۔ قدرتِ حق سے آگ آپ پر گلزار بن گئی۔

خانہ کعبہ کی بنیاد بھی آپ نے رکھی اور اپنے کم عمر صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ساتھ مل کر اُسے تعمیر کیا۔

(۱۱) ابلیس — ابلیس

(البقرہ : رکوع ۴) الاعراف : رکوع ۲) الحجر : رکوع ۳) بنی اسرائیل :ع ۷، الکہف : ع ۷) طٰہٰ : ع ۷) الشعراء : ع ۵) سبا : ع ۲) ص : رکوع ۵ (دوبار)

نام دس جگہ آیا ہے، پہلی آیت میں ہے کہ جب خلیفۃُ اللہ آدم کے آگے سر جھکانے کا حکم ہوا تو فرشتوں نے سر جھکا دیا، لیکن ابلیس نے یہ نہ کیا۔ اور وہ (اس لئے) کافروں میں شامل ہوگیا، دوسری آیت میں ہے کہ فرشتے آدم کے آگے جھکے بجز ابلیس کے کہ وہ جھکنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ (آگے ایک تفصیلی مکالمہ ہے) تیسری آیت کا مفہوم بھی یہی ہے، چوتھی جگہ اسی مضمون کی ذرا اور تفصیل ہے۔ پانچویں آیت میں ہے : فرشتے (آدم کے آگے) جھکے البتہ ابلیس نہ جھکا، وہ جنات میں سے تھا اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کر بیٹھا۔ چھٹے موقع پر ہے : فرشتے (آدم کے آگے) جھکے، مگر ابلیس (نہ جھکا) وہ انکار کر گیا (آگے مزید تفصیلات ہیں)

ساتویں جگہ ہے، پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کے لشکری سب اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے

آٹھویں آیت میں ہے : اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان (کافروں) کے حق میں صحیح پایا۔ نویں اور دسویں آیتوں میں ہے کہ : سارے فرشتے آدمؑ کے آگے جھک

گئے، البتہ ابلیس نہ جُھکا، وہ بڑائی میں آگیا اور کافروں میں شامل ہوگیا۔ (آگے ایک تفصیلی مکالمہ ہے۔)

ابلیس کے لفظی معنیٰ ہیں "یاس زدہ" قرآن مجید میں مصدر ابلاس اسی معنے میں مختلف موقعوں پر آیا ہے۔ ابلیس بروزن افعیل اسی سے مشتق ہے اور قرآن مجید میں بطور عِلم کے استعمال ہوا ہے۔

الإبلاسُ الحُزن المعترض من شدّۃ الیاس ومنه (اشتق إبلیس (راغب) إبلیس افعیل من الإبلاس وھو الایاس من الخیر والندم والحزن (ابن جریر)

ابلیس فرشتہ نہ تھا، جیساکہ روایات توریت وغیرہ کی بناء پر، اچھے پڑھے لکھے مسلمانوں میں بھی سمجھ لیا گیا ہے بلکہ جن تھا، جیساکہ سُورۃ الکھف کی آیت میں تصریح موجود ہے یہ ایک ناری مخلوق تھا (نہ کہ نُوری) جیساکہ قرآن مجید میں بار بار اُسی کی زبان سے منقول ہے خلقتنی من نّار۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ جب آدم کا پُتلا مٹی سے بن کر تیار ہوا تو حکم ہوا کہ دوسری مخلوقات بھی جن میں سب سے اشرف و افضل جنس ملائکہ تھی، اس خلیفۃُ اللہ کے آگے سجدۂ انقیادی کرے۔ سب نے تعمیل کی، صرف ایک جن ابلیس اکڑگیا اور حکم صریح کی صریح نافرمانی کر بیٹھا، حُجت کرنے لگا کہ مَیں آگ سے بنا ہوا ہوں، اور آدم خاکی مخلوق ہے تو مَیں اعلیٰ و اشرف ہوکر ادنیٰ و ارزل کے آگے کیسے جھکوں۔

قول تمام تر بے وقوفی کا تھا، اوّل تو اسی پر کوئی دلیل قائم نہیں کہ آگ ہر صُورت میں خاک سے افضل ہے اور پھر اگر ہو بھی تو کیا اشرف کو کسی حال میں بھی غیر اشرف کے آگے نہیں جُھکایا جاسکتا، اور سب سے بڑھ کر یہ حکم تو ارشاد حکیم مُطلق و حاکم مُطلق کا تھا، اس سے کسی حال میں بھی معارضہ کیسا؟ لیکن ابلیس اپنی ضد پر قائم رہا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ رحمتِ خداوندی سے ہمیشہ کے لئے محرُوم ہوکر جنّت سے نکالا گیا، چلتے چلاتے بولا کہ آج

سے میں آدم و بنی آدم کا دشمن ہوں، اُنہیں ہر طرح بہکاؤں گا، بھٹکاؤں گا، ارشاد ہوا کہ جا، اور اپنی والی سب کچھ کر دیکھ۔ جو ہمارے مُطیع و مخلص بندے ہیں، وہ ہرگز تیرے پھندے میں نہ آئیں گے، ابلیس ہی کا صفاتی نام شیطان یا الشیطان ہے۔

شیطان نے مردُود ہونے کے بعد دُھوکے سے اور جھوٹی قسمیں کھا کر آدم و زوجِ آدم کو اپنے اخلاص و ہواخواہی کا خیال دلایا، اور جس شجر کے قریب جانے سے اُنہیں ممانعت کی گئی تھی۔ اس کا ثمر اُنہیں کھلا چھوڑا، اسی وقت سے شیطان برابر بنی آدم کا دشمن چلا آرہا ہے اور کوئی کسر اُن کی دشمنی و بدخواہی میں اُٹھا نہیں رکھتا۔ البتہ جبر و اکراہ کی کوئی قوت اس میں نہیں، صرف ترغیب و ترہیب ہی کا سبز باغ دکھا کر اپنی پیروی پر آمادہ کرلیتا ہے، چنانچہ قیامت میں جب اس کے پیرو انسان اس پر الزام رکھیں گے کہ تجھی کمبخت نے تو ہماری راہ ماری، تو وہ جواب میں یہی کہہ کر الگ ہو جائے گا کہ کیا مَیں نے تم پر کوئی جبر کیا تھا، تم ہی خود ہی تو بُری راہ اختیار کرلی تھی۔

قرآن مجید نے اس کے پیروں، چیلوں، چانٹوں کے لئے جنُودِ ابلیس کا لفظ استعمال کیا ہے، قرآنی ابلیس ایک طرف تو یہود اور نصرانیوں کے باغی یا سرکش ملائکہ سے بالکل الگ ہے، اس لئے کہ وہ سرے سے کوئی ملک (فرشتہ) تھا ہی نہیں، جن تھا۔ اور فرشتے، بغاوت و سرکشی کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور دوسری طرف وہ مجُوس کے اَہرمن سے بھی بالکل علیحدہ ہے، اہرمن گویا ایک چھوٹا خدا ہے، ابلیس خدا کسی معنیٰ میں بھی نہیں، تمام تر مخلوق ہے، قوت صرف وسوسہ اندازی کی رکھتا ہے۔

(۱۲) ابنِ مریم

ابنِ مریم، مَریم کے بیٹے

المؤمنون: رکوع ۳ : الزخرف : رکوع ۶

پہلی آیت میں ہے کہ: "ہم نے ابنِ مریم اور اُن کی والدہ کو (اپنا ایک بڑا) نشان بنایا۔" اور دوسری میں ہے کہ: "جب ابنِ مریم کو بطور نمونہ پیش کیا گیا تو آپ کی قوم والے

یہ سُن کر (خوشی سے) اُچھل پڑے۔

مُراد دونوں جگہ حضرت عیسیٰ مسیح ہیں، جنھیں نصرانیوں نے ابنُ اللہ قرار دے لیا ہے، قرآن مجید نے اس مُشرکانہ غُلو کی اصلاح کے لئے آپ کو ایک عورت کا بیٹا بتایا ہے جس طرح ہر انسان اپنی ماں کا بیٹا ہوتا ہی ہے

اور جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے، مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم آیا ہے، محض ابن مریم، انہیں دو جگہ آیا ہے۔

دوسری آیت میں اشارہ اس طرف ہے کہ قرآن مجید میں جب دوسرے انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو بطور نمونہ یا مثال کے پیش کیا گیا تو مشرکین عرب جو آپ کا معبود ہونا سُن چکے تھے، بُول اُٹھے کہ جب مسیح باوجود اپنی معبودیت کے قابل مدح ہو سکتے ہیں تو پھر ہمارے دیوی، دیوتاؤں نے کیا قصُور کیا ہے ـــــــ احمقوں نے یہ نہ سوچا کہ مسیح کی معبُودیت اسلام نے کہاں مانی ؟ یہ عقیدہ تو عیسائیوں کا ہے اور قرآن تو اس عقیدہ کو کفر صریح قرار دیتا ہے۔

مسیحی روایات میں حضرت مریم علیہ السّلام کی دوسری اُولاد کا بھی آتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد ہوئی، لیکن قرآن کریم کو اس دعوٰی سے نفیًا و اثباتًا کوئی بحث نہیں۔ قرآن مجید میں ابن مریم سے مُراد صرف حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

(۱۳) ابنہ

اس کا بیٹا

ہُود : رکوع ۴

حضرت نوح علیہ السّلام اور اُن کے قصۂ طُوفان کے سلسلہ میں آتا ہے کہ:

اُنھوں نے اپنے بیٹے کو پُکارا، اور وہ کنارے پر تھا۔

اس بیٹے کا نام ہمارے یہاں کی روایتوں میں کنعان آیا ہے، یہ آپ کا مُطیع و مسلم نہ تھا، کافر تھا، اور اسی طوفان میں غرق ہو کر رہا۔ توریت میں کنعان ابن حام نام

حضرت نوح علیہ السّلام کے پوتے کا آیا ہے

⑭ **اَبُوكِ** (تیرا باپ) (سورہ مریم ؛ رکوع ۲)

حضرت مریمؑ جب نومولود حضرت عیسیٰؑ کو گود میں لے کر اپنے اپنے لوگوں کے سامنے آتی ہیں تو ان لوگوں نے کہا ہے کہ تمھارے باپ کوئی بُرے آدمی تو نہ تھے۔

مُراد حضرت مریمؑ کے والد ہیں جن کا نام عمران یا انگریزی تلفّظ (JOCHIM) آتا ہے، شرفائے اسرائیل میں تھے

⑮ **ابی لھب** (ابولہب۔ (سُورۃ اللّھب)

بطور بدُعا اور ہولناک پیش خبری کے ارشاد ہوا ہے دونوں ہاتھ ابُولہب کے اور وہ ہلاک ہوگیا، نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ شعلوں میں جلے گا۔

پورا نام مع نسب عبدُ العزّٰی بن عبدُ المطّلب مکّی ہاشمی قریشی (متوفی ۲ھ) رشتہ میں رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کا چچا اور عبدُ المطّلب کا بیٹا تھا، البتّہ اس میں اختلاف ہے کہ عبدُ المطّلب کے دس فرزندوں میں سے یہ کس نمبر پر تھا، ابن سعد کی ایک روایت کے مُطابق یہ چھٹے نمبر پر تھا۔ بہرحال اتنے جزو پر اتفاق ہے کہ عبدُ اللہ اور ابو طالب دونوں سے چھوٹا تھا، عرب میں کنیّت کا رواج عام تھا اور عبدُ العُزّٰی کا رنگ خوب سُرخ وسفید تھا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ باپ (عبدُ المُطّلب) نے اسی خوش جمالی کی بنا پر ابولہب کہہ کر پکارا۔ اہلِ تفسیر میں سے بعض اِدھر گئے ہیں کہ قرآن مجید نے یہ لفظ "شعلہ کا باپ" بطور کنیّت کے نہیں، بلکہ بطور پیش خبری کے استعمال کیا ہے کہ ایسے شخص کو آخر جہنمی ہوتا ہے۔

یہ نام ہی کا عبدُ العزّٰی نہ تھا بلکہ جاہلیّت کی بڑی دیوی عُزّٰی کا خاص پُجاری بھی

تھا، مؤرّخ ارزقی نے لکھا ہے کہ جب عُزّیٰ دیوی کا قدیم پُجاری افلح ابی نصر سلمی مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اور ابولہب اُس کی عیادت کو گیا تو اُس نے رنج اور حسرت کے ساتھ کہا کہ میرے بعد دیوی جی کے استھان کی آخر کون خبر رکھے گا، ابولہب اس پر بولا کہ تم غم نہ کرو، تمہارے بعد میں اُس کی ذمہ داری لیتا ہوں، چنانچہ اُس نے اپنے عہد کو نباہا۔ (تاریخ مکہ جلد اول ص۷۶)

مکہّ کی شہری مملکت میں مرتبہ خصوصی شرفاتے بنی اُمیّہ کے ساتھ ساتھ شرفاءِ بنی ہاشم کو حاصل تھا۔ اور عبدُ المطّلب کی وفات پر شیخ القبیلہ کی حیثیت اُن کے فرزندان ابُوطالِب و ابُولہب کو حاصل ہوتی۔ ابُوطالب نسبتاً مفلس تھے (شاید اس لئے کہ تجارتی کاروبار کچھ زیادہ نہیں چل رہا تھا۔) ابولہب اچھا خاصا سرمایہ دار تھا۔ اور حسبِ روایت ابنِ سعد فیاض بھی۔ اور یہ فیاضی عرب معاشرہ میں بہت بڑا وصف سمجھی جاتی تھی۔ دوسرا معیار بزرگی ان کے ہاں سن وسال کا تھا۔ ان دونوں اسباب کی بناء پر سرداری اور مشیخت کا مستحق ابولہب اپنے ہی کو قدرۃً سمجھ رہا تھا۔ جب برادر زادہ محمّد بن عبدُ اللہ نے دعوائے نبوت کیا اور خلقت کو توجہّ اس طرف ہونے لگی تو ابولہب اُسے اپنے عقائد آبائی کے علاوہ اپنی سرداری و اقتدار پر بھی ایک ضرب کاری سمجھا اور بھتیجے کی مخالفت میں اس کے غم و غصّہ کی آگ پوری طرح بھڑک اُٹھی۔

چچا ہونے کے علاوہ یہ رسولُ اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا سمدھی بھی تھا، قبل نبوت آپؐ کی دو صاحبزادیاں اُس کے لڑکوں عُتبہ و عُتیبہ کو بیاہی جا چکی تھیں، گویا قرابت کے حق جو پہلے ہی کیا کم تھے، اب دوچند ہو گئے تھے، اس کے باوجود شدّتِ عناد کا یہ عالم تھا کہ ۷ھ نبوی میں جب قریش کے دوسرے قبیلوں نے مِل کر رسولُ اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے گنے چُنے پیرؤوں کا مُقاطعۂ شدید کیا ہے اور سارے بنو ہاشم نے بلالحاظِ عقائد محض برادری کے خیال سے آپ کا ساتھ دیا، اور سب شعب ابی طالب

میں محصور ہو گئے تو یہ ابولہب ہی اکیلا تھا، جس نے ساری برادری کو چھوڑ کر باہر رہ جانا گوارا کر لیا تھا۔ عرب کے معیار، قرابت و صلۂ رحم سے یہ ایک شدید ترین جرم تھا، اور شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے سارے اعداء و معاندینِ رسولؐ میں نام لے کر ذکر صرف ابولہب کا کیا ہے۔

ابولہب کا مکان بھی رسول اللہؐ کے مکان کے برابر تھا۔ یہ خود اور عقبہ بن ابی معیط دو موذی پڑوسی غلاظت لا لا کر کاشانۂ رسولؐ کے دروازے پر ڈال دیتے تھے، یہ روایت ابن سعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ہے اور سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر پر آپ کو ستاتے تھے، ان میں ایک ابولہب بھی تھا۔ ابن سعد میں یہ روایت بھی درج ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معاند تو اور بھی تھے۔ ابوسفیان بن حرب وغیرہ، مگر دو چار شخص جو عملی مخالفتوں کے ساتھ ساتھ سبّابی بھی کرتے رہتے تھے، ان میں ایک ابولہب بھی تھا، سیرۃ ابن ہشام میں یہ روایت بھی درج ہے کہ سفر طائف سے واپسی کے بعد جب آپ نے حج کے موقعہ پر منیٰ میں ایک ایک قبیلہ کے سامنے پیامِ توحید پیش کیا ہے تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا اور لوگوں سے کہتا جاتا تھا کہ اس کی نہ سننا، یہ شخص ابولہب تھا۔

(۱۶) **احمد** (احمد) (سورۃ الصف : رکوع ۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ادا ہوا ہے کہ میں تمھیں ایک رسولؐ کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور اُن کا نام احمد ہو گا۔

برنابا نامے ایک صحابی حضرت مسیحؑ کے تھے۔ اُن کے نام سے جو انجیل منسوب ہے، اس میں احمد رسول اللہؐ سے متعلق پیشگوئیاں کھلے لفظوں میں موجود ہیں، یہ انجیل صدیوں تک ناپید رہنے کے بعد، ابھی بیسویں صدی مسیحی کے آغاز میں

از سرِ نَو دریافت ہوئی ہے اور اِس وقت اُس کے ترجمہ انگریزی، ہسپانوی، عربی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

اس "غیر مُستند" انجیل سے قطع نظر جو انجیلیں موجودہ مسیحیوں کو مسلّم ہیں، ان میں سے انجیل یوحنّا میں جو لفظ اس رسُول آخر زمان سے متعلق ہے، اُس کا ترجمہ مسیحی اَہلِ قلم کبھی "مَددگار" سے کرتے ہیں کبھی "وکیل" سے کبھی "شفیع" سے، اور اسی سے ظاہر ہے کہ صحیح ترجمہ نہ ہونے کے باعث وہ کیسے مضطرب رہتے ہیں۔

اصل یونانی لفظ میں جس کے یہ سَب ترجمے ہیں، کہا جاتا ہے کہ (PERICLUTOS) ہے اور مُسلمان محققین کا بیان ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ ہی ہے، بہ معنی محمّد و ستودہ

⑰ اُخْتُكَ

تیری بہن۔ (طٰہٰ : رکوع ۴)

حضرت مُوسٰی علیہ السّلام کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ (یہ اُس وقت ہوا) جب تمہاری بہن چلتی ہوئی (فرعون کے محل میں) آئیں، اور بولیں کہ میں تمہیں ایسی (مُرضعہ) کا پتا بتا دوں جو (اس بچّے کو) اچھی طرح پالے۔

جَب فرعونِ قاہر کے خوف سے حضرت موسٰیؑ کی والدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا، اور صندوق بہتا ہوا قصرِ فرعون کے نیچے پہنچا، اور آپ اس سے نکال لئے گئے، لیکن اب مشکل رضاعت کی پڑی، آپ کسی کی گود کو قبول نہیں کر رہے تھے، اس وقت حضرت موسٰی علیہ السّلام کی یہ بڑی بہن اپنے کو اجنبی اور انجان بنا کر شاہی محل میں داخل ہوئیں اور خوش تدبیری کے ساتھ اپنی اور اُن کی ماں کو رضاعت کے لئے وہیں بُلوا لیا۔

توریت میں ہے کہ اُن کا اسم مُبارک مریم تھا، اور شارحین توریت نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسٰی علیہ السّلام سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ توریت میں یہ قصّہ یوں درج ہے:-

"تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی کو کہا، کہتے تو میں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تمھارے پاس لے آؤں تاکہ وہ تیرے اس لڑکے کو دودھ پلاتے، فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ جا، وہ چھوکری گئی اور لڑکے کی ماں کو بُلالے آئی۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ اس لڑکے کو لے، اور میرے لیتے دودھ پلا، میں تجھے دَرماہہ دوں گی، اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔" (خروج: ۴-۷-۹)

توریت کا بیان ہے کہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ بھی نبیّہ تھیں اور شادی شدہ تھیں اور اُن کے شوہر کا نام کالب بن جفنہ آیا ہے اور اُن کے فرزند کا نام حور۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

توریت میں اُن کے اَور بھی کارنامے درج ہیں مثلاً یہ کہ فرعون و لشکرِ فرعون کی غرقابی کے وقت یہ خواتین اسرائیل کی سرداری و رہنمائی کر رہی تھیں اور نغمۂ حمد و مناجات میں لگی ہوئی تھیں، لیکن توریت ہی میں اُن کے کمالات و مناقب کے ساتھ ساتھ ان کے مثالب بھی درج ہیں۔ قرآن مجید کے طالبِ علم کو ان سارے قصّوں سے کوئی واسطہ نہیں

اسرائیلی روایتوں میں ان کی طرح طرح کی کرامتیں بیان ہوئی ہیں۔

اور یہ بھی کہ حضرت داؤد علیہ السّلام اُنھیں کی نسل میں ہوئے ہیں، توریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی وفات دونوں بھائیوں کی زندگی ہی میں دشتِ صین کے مقام قادس میں ہوئی۔

"بعد اس کے بنی اسرائیل کی ساری جماعت پہلے مہینہ میں دشتِ صین کو آئی اور قادس میں رہنے لگی۔ مریم وہاں مری اور وہاں گاڑی گئی۔" (گنتی: ۲۰:۱)

(۱۸) **اُختہٗ** — اسکی بہن سے (سُورۃ القصص: رکوع ۱)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کو جب خبر پہنچی کہ نومولود موسیٰؑ کو

قصرِ فرعون میں بہتے ہوتے صندوق سے نکال لیا گیا ہے تو آپ نے اپنی دختر و ہمشیرہ موسٰی علیہ السلام سے کہا کہ ذرا موسٰیؑ کا تو پتہ تو لگانا، سو انہوں نے موسٰی کو دور سے دیکھ لیا اور فرعون والے (اس حال سے) بے خبر تھے۔

(ملاحظہ ہو عنوان بالا : اُخْتُكَ

⑲ اُختِ ھارون

ہارون کی بہن (سورۃ مریم : رکوع ۲)

جب نومولود حضرت عیسٰی کو گود میں لے کر حضرت مریم اپنی قوم والوں کے سامنے آتی ہیں تو اُنہوں نے کہا کہ اے ہارون کی بہن، نہ تمہارے والد بُرے آدمی تھے اور نہ تمہاری والدہ ہی بدکارہ تھیں۔ گویا قرآن مجید نے یہ لفظ حضرت مَریم کے لئے یہود کی زبان سے نقل کیا ہے

اَخ کی طرح اُخت کا اطلاق بھی عربی میں عام ہے دِین، وطن، صناعت، ہر قسم کے تشابہ و اشتراک کے لئے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ہارون کون سے تھے، جن کی بہن حضرت مریمؑ کو کہا گیا ہے؟ عجب نہیں کہ وہی نبی حضرت ہارون بن عمران ہوں جو اپنے تقدّس و پاکیزگی کے لئے اسرائیلیوں میں، حضرت موسٰیؑ سے بھی کچھ بڑھ کر ضرب المثل تھے اور مریم کو عِصمت و پاکیزگی میں تشبیہ اُنہیں سے دی گئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کوئی اَور ہارون حضرت مریم کے معاصر ہوں، جن کا تقوٰی اس عہد کے لوگوں میں معروف و مُسلّم ہو۔ اور یہ بھی ناممکن نہیں کہ حضرت مریمؑ ہی کے کوئی صالح و متقی بھائی ہارون نام کے ہوں۔ جبکہ عمران (والدِ مریمؑ) کی اَولاد کی تفصیل کہیں محفوظ نہیں۔ احتمالات تینوں ہی قابلِ قبول ہیں۔

⑳ اخوانِ لُوط

(لوط کے بھائی بند۔ لُوط والے) (ق : ع ۱)

قریش وغیرہ معاصر منکرینِ رسولؐ کے سلسلہ میں ہے کہ اُن کے قبل تکذیب کر چکے ہیں ---------- فرعون اور لُوط والے مُراد حضرت لُوط

علیہ السّلام نبی کی اُمّت ہے۔ (ملاحظہ ہو عنوان : لُوط)

ادریس (سورۃ مریم : ع ۴۔ سُورۃ الانبیاء : ع ٦)

(۲۱) اِدریس

پہلی آیت میں ہے کہ آپ (اُس) کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے، بیشک وہ بڑے راستی والے تھے۔ نبی تھے اور ہم نے اُنہیں بُلند مرتبہ تک پہنچایا، دوسری آیت میں ہے کہ اسمٰعیل و ادریس اور ذوالکِفل کا تذکرہ کیجئے، یہ سَب ثابت قدم رہنے والوں میں تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاص) میں داخل کرلیا تھا۔

یہ وہی نبی ہیں، جن کا ذکر توریت میں حُنُوک (ENOCH) کے نام سے آیا ہے، یہ یارد بن محلّل ایل کے فرزند اکبر تھے اور حضرت آدم علیہ السّلام سے ساتویں پُشت میں توریت میں ہے :۔

اور یارد ایک سو باسٹھ برس کا ہوا کہ اُس سے حُنوک پَیدا ہوا ...... اور حنوک پینسٹھ برس کا ہوا کہ اس سے متوسلح پیدا ہوا اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حُنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ (پَیدائش : ۵ : ۱۸ : ۲۳)

بعض مُورخین نے اُن کا زمانہ ۳۳۸۲ ق م تا ۳۰۱۷ ق م میں کیا ہے، واللہ اعلم

توریت ہی میں یہ بھی ہے :۔

"اور حُنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا" (پیدائش : ۵ : ۲۳)

یہودی نوشتوں میں آیا ہے کہ عِلم نجُوم، عِلم حِساب، خیاطی اور فنِ تحریر و کتابت کے مُوجد آپ ہی ہوتے ہیں، یہودی اور مسیحی دونوں عقیدوں کے لحاظ سے آپ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے :۔

"اور حُنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا، اس لئے کہ خدا نے

اسے لے لیا۔" (پیدائش : ۵-۲۴)

آسمان سے حنوک اٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے اور چونکہ خدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا، اس لئے اس کا پتہ نہ ملا۔" (عبرانیوں : ۱۱-۵)

قرآن مجید یہ دعوای نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی حدیث صحیح ہی آپ رفع جسمانی کے باب میں آتی ہے، البتہ بعض مفسرین نے اسرائیلیات عقیدۂ رفع جسمانی سے متاثر ہو کر آیتِ قرآنی وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے منطبق کیا ہے، لیکن رازی، بیضاوی آلوسی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہ رفعت اور مکان اور عُلو سب معنوی ہیں، جسمانی نہیں اور یہاں سے مقصود محض شرف مرتبہ اور تقرّب عنداللہ ہے، جو ہر نبی کو حاصل رہتا ہے۔

۲۲ **اَزْوَاجَكَ** (آپ کی بیبیاں) (سورۃ الاحزاب : رکوع ۶)

نبی کو مخاطب کر کے آیا ہے کہ ہم نے آپ کی یہ بیبیاں جن کے مہر آپ دے چکے ہیں، آپ پر حلال کی ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی بیبیوں کی تعداد اور اُن کے نام عنوان نِسَآءَ النّبی کے تحت میں درج ملیں گے۔

۲۳ **ازواجك** (آپ کی بیبیاں) (سورۃ التحریم : رکوع ۱)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ آپؐ نے اپنی بیبیوں کی خوشنودی کے لئے کیوں اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، جس کو اللہ نے جائز کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو عنوان : نساءَ النّبی)

۲۴ **ازواجه** (اپنی (کسی) بیوی سے) (سورۃ التحریم : رکوع ۱)

ارشاد ہوا ہے کہ :-

جس وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے اپنی کسی بیوی سے چُپکے سے کوئی بات کہی تھی حدیث میں ان بی بی صاحبہ کا نام حضرت حفصہ بنت عمرؓ آیا ہے۔

۲۵ اَسبَاط
ذرّیّت (البقرہ : رکوع ۱۶ (دوبار) آل عمران : رکوع ۹)

پہلی آیت میں مسلمانوں سے خطاب کرکے فرمایا ہے کہہ دو: کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اُتارا گیا۔ اور جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب و اسباط (یعقوب) پر اُتارا گیا۔ دوسری آیت میں اہل کتاب سے خطاب ہے کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط (یعقوب) یہُودی یا نصرانی تھے ؟ اور تیسری آیت میں پھر وہی مضمون دُہرا دیا ہے جو پہلی آیت میں آچکا ہے۔

اسباط اپنے لفظی معنیٰ میں عام ہے ہر اولاد اور اولاد کے لئے اور پوتے، نواسے کسی کے بھی ہوں۔ اس سے مُراد ہو سکتے ہیں، لیکن سیاق قرآنی میں اس سے ہر جگہ نسلِ یعقوب ہی مُراد ہے، اس نسل میں نبوّت بہتوں کو ملی، اس لئے اسباط یعقوب کا ذکر بھی اسمائے انبیاء سے متّصل و ملحق ہی آیا ہے۔

فرزندانِ یعقوب کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : آل یعقوب

۲۶ اِسحٰق
اسحٰق

(البقرہ : رکوع ۱۶ - الانعام : رکوع ۱۰ - ہود : ع ۷۔
یوسف : ع ۱ - ابراہیم : ع ۴ - مریم : ع ۳ - الانبیاء : ع ۵۔
العنکبوت : ع ۳ - والصّٰفّٰت : ع ۳ (دوبار)

اسم شریف دس بار آیا ہے، پہلی آیت میں ذکر صرف ضمناً آیا ہے، فرزندان یعقوب اپنے والد سے ان کی موت کے وقت کہتے ہیں کہ ہم پرستش کریں گے۔ آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کے معبُود (اسی) معبُود واحد کی۔ دوسری آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے متعلق ہے کہ ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور یہ سب ہمارے ہدایت یافتہ تھے۔

تیسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس اللہ تعالےٰ کے فرشتے پہنچے اور اُن کی بیوی بھی وہیں کھڑی ہوئی تھیں تو ہم نے اُنہیں خوش خبری دی، اسحٰق کی (ولادت کی) اور اسحٰق کے آگے یعقوب کی۔

چوتھی آیت میں حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہما السّلام سے اُن کے بچپن میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنا انعام یوسف علیہ السّلام پر اور اولادِ یعقوب پر پورا کریگا جیساکہ اُس کے قبل ابراہیمؑ واسحٰق پر پورا کرچکا ہے

پانچویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے محل حمد وشکر پر ادا ہوا ہے کہ ساری حمد اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے کبرسنی میں اسمٰعیل واسحٰق (دو فرزند) عطا کئے۔

چھٹی آیت میں پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہی کے سلسلے میں ہے کہ ہم نے اُنہیں اسحٰق ویعقوب عطا کئے اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا، اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت عطا کی اور ہم نے ان سب کا نام نیک اور بُلند کیا۔

ساتویں آیت میں بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کے ذکر میں ہے کہ ہم نے انہیں اسحٰق (فرزند) عطا کیا اور یعقوب پوتا اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔

آٹھویں موقع پر بھی تقریبًا اسی کی تکرار ہے

نویں اور دسویں مقام پر ایک بار پھر حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں ہے کہ ہم نے اُنہیں اسحٰق کی بشارت دی کہ وہ نبی اور نیک بندوں میں ہوں گے اور ہم نے اُن پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں۔

یہ نبی ابن نبی، اسحٰق بن ابراہیم، حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ کے فرزند تھے، حضرت سارہ کے بطن سے، مَولد عراق اور مَسکن شام، زمانہ جدید ترین، تخمینہ کے از ۲۰۶۰ ق م تا ۱۸۸۰ ق م، عمر حسبِ روایت ۱۸۰ سال کی پائی، توریت ہی میں ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو سال کی تھی، آپ کی نبوّت کی

تصدیق یہود و نصارٰی بھی کرتے ہیں، آپ کے صاحبزادوں میں سب سے زیادہ شہرت حضرت یعقوبؑ نے پائی، جو نبوّت سے بھی سرفراز ہوتے۔

عربی اور اُردو توریت میں نام کا املاء اضحاق آیا ہے اور توریت میں ذبیح آپ ہی کو بتایا گیا ہے۔ (پیدائش: ۲۲ : ۷) قرآن مجید نے اسی غلطی کی تصحیح کے لئے حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے کو اس صراحت سے بیان کیا ہے، توریت ہی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لڑکپن کا زمانہ کنعان کے قریب بیر شیبہ نامے مقام میں گزرا (پیدائش : ۲۱ : ۱۴) یہ بیر شیبہ ایک زمانے میں اسرائیلیوں کا بڑا اہم مرکز رہ چکا ہے۔ اور اب ایک اُجڑا ہوا گاؤں سا رہ گیا ہے، ملک یہودیہ کے بالکل جنوب میں وادی السبع کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ عہد عتیق دوسرے یہودی نوشتوں میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ موجودہ خلیل الرحمٰن سے ۲۸ میل جنوب و مغرب میں واقع ہے

یہود آپ کی نبوت کے پوری طرح قائل ہیں بلکہ اُن کے نوشتوں میں آپ کے معجزات و کرامات کثرت سے درج ہیں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ دنیا کے اُن تین انسانوں میں ہیں، جن پر نہ شیطان کبھی قابو پا سکا اور نہ ملک الموت ہی، چنانچہ خود حق تعالےٰ نے آپ کا بوسہ لیا، اور اُس پر آپؑ کی رُوح جسم سے نکل آئی، روایات یہود میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ صورتاً حضرت ابراہیمؑ سے بہت مشابہ تھے، کنعان یا فلسطین کے ملک میں آپ کی زندگی بڑی خوش حالی میں گزری، زراعت اور گلہ بانی ان دونوں ذریعوں سے خوب فراغت آپ کو حاصل رہی، چنانچہ توریت میں ہے:۔

اضحاک ابی ملک پاس جو فلسطینیوں کا بادشاہ تھا۔ جرار تک گیا اور خداوند نے اس پر ظاہر ہو کے کہا کہ ــــــــــ مَیں تیرے ساتھ ہوں گا اور تجھے برکت بخشوں گا

کیونکہ میں تجھے اور تیری نسل کو یہ سب مُلک دوں گا اور میں اس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہام سے کی ہے، وفا کرونگا۔" (پیدائش: ۲۶: ۲،۳)

اور اضحاق نے اس زمین میں کھیتی کی اور اسی سال سوگنا حاصل کیا، اور خداوند نے اُسے برکت بخشی اور وہ مَرد بڑھ گیا اور اُس کی ترقی ہوتی چلی جاتی تھی، یہاں تک کہ بہت بڑا آدمی ہوگیا اور وہ بھیڑ، بکری اور گائے، بیل اور بہت سے چاکروں کا مالک ہوا اور سارے فلسطینیوں کو اس پر رشک آیا۔ (پیدائش: ۲۶: ۱۲: ۱۴)

لیکن عصمت یہودی عقیدۂ میں لازمۂ نبوت نہیں، یہُود کے ہاں نبوت کا اصل جوہر صرف اخبار بالغیب یا غیب کی خبریں بتانا اور پیش گوئیاں کرنا ہے، اسلئے دوسرے انبیاء سلسلہ کی طرح آپ کی زندگی بھی۔ اسرائیلی صحیفوں کے صفحات میں بڑی داغدار نظر آتی ہے، یہاں تک کہ توریت بھی آپ کے مثالب و مطاعن سے خالی نہیں۔

(ملاحظہ ہو پیدائش: ۲۶: ۷: ۱۱ وغیرہا)

قرآن نے جو بار بار آپ کے صالح و ہدایت یاب ہونے پر زور دیا ہے اس کی ایک کھُلی ہوئی مصلحت بھی ہے۔

توریت ہی کا بیان ہے کہ آخر عُمر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی اور یوں ہوا کہ "جب اضحاق بوڑھا ہوا اور اُس کی آنکھیں دُھندلا گئیں ایسا کہ وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔" (پیدائش: ۲۷: ۱)

زوجہ محترمہ بی بی ربقہ ایک عراقی خاتون آپ کے عزیزوں میں سے تھیں۔ آپ نے اُن کے بطن سے اپنے دو فرزند چھوڑے۔ عیص (عیسو) اور حضرت یعقوب (علیہ السّلام)

(۲۷) اسرائیل

اسرائیل (یعقوب)

(آل عمران: رکوع ۱۰ : سورۂ مریم: رکوع: ۴)

مشہور پیغمبر حضرت یعقوب کا دوسرا نام ہے توریت میں ہے :۔

اور خدا نے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے، تیرا نام آگے کو یعقوبؑ کہلائیگا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا، سو اس سے اس کا نام اسرائیل رکھا۔"

(پیدائش : ۳۵ : ۱ : ۱۱)

زمانہ جدید ترین تخمینہ کے مطابق ۲۰۰۰ ق م تا ۱۰۵۳ ق م

نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یہود کے جواب میں کہ :

ہر غذا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھی، بجز اسکے جو خود اسرائیل نے اپنے اُوپر حرام کرلی تھی۔ قبل اس کے کہ توریت اُترے، اور دوسری جگہ : پچھلے پیغمبروں کے سلسلۂ بیان میں کہ : ان میں سے بعض ابراہیم و اسرائیل کی نسل میں ہیں۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاصر یہود کہتے تھے کہ مُسلمان جب اپنے کو دین ابراہیم کا پیرو کہتے ہیں تو وہ غذائیں اپنے لئے کیوں حلال سمجھتے ہیں جو حضرت ابراہیم کے وقت سے چلی آرہی ہیں، قرآن نے جواب میں بتایا کہ یہ دعوٰی سرے سے غلط ہے اور ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر ہی نہیں، نزولِ توریت سے قبل حضرت اسرائیل (یعقوبؑ) کے زمانے تک بھی ساری غذائیں حلال تھیں، بجز ان چند کے جو حضرت نے از خود چھوڑ رکھی تھیں، اور ان سے اشارۃً اُونٹ کے گوشت، دودھ وغیرہ کی طرف ہے جن کا استعمال حضرت یعقوبؑ نے بعض طبّی مصلحتوں سے ترک کر رکھا تھا۔

مُلاحظہ ہوں عنوانات : آلِ یعقوب، بنی اسرائیل، یعقوب

(۲۸) اِسمٰعیل

اسمٰعیل

(البقرۃ : رکوع ۱۵) (دوبار) البقرہ : رکوع ۱۶ (۳ بار)

الانعام : رکوع ۱۶ - (مریم : رکوع ۴) - (ص : ع ۴)

ذکرِ مُبارک آٹھ جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یوں کہ : ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کی طرف

حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے دوسری جگہ یوں: (وہ وقت یاد کرلو) جب ابراہیمؑ خانہ (کعبہ) کی بنیادیں بُلند کررہے تھے اور اسمٰعیل (بھی) تیسری بار یہ کہ (فرزندانِ یعقوب) بولے کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم اور اسحٰق اور اسمٰعیل کے معبُود کی، چوتھی جگہ یہ کہ: کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اُس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور جو اُتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل پر۔ پانچویں جگہ یوں: کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل یہودی یا نصرانی تھے۔ چھٹی جگہ دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر کہ: ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو۔ ساتویں بار یوں کہ اس کتاب میں یاد کیجیئے اسمٰعیل کو کہ وہ وعدہ کے سچے نبی اور رسُول تھے، آٹھویں مرتبہ یوں کہ: اور یاد کیجیئے اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو۔

یہ پیغمبر جلیل حضرت ابراہیمؑ خلیل کے فرزند اکبر تھے۔ سال ولادت غالباً ۲۰۷۴ق م یا ۱۹۳۷ق م: عمر حسبِ روایت توریت ۱۳۷ سال کی پائی۔ بارہ فرزند ہوئے۔ توریت میں اُن کے نام درج ہیں اور یہ تصریح بھی کہ

"یہ اپنی اُمتوں کے بارہ رئیس تھے" (پیدائش ۲۵: ۱۲)

اور ان سے بارہ نسلیں چلیں، عرب کا مشہور و عالی نسب قبیلہ قریش آپ ہی کی نسل سے ہے اور اس لئے آپ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے مُورث اعلیٰ بھی ہوئے، آپ کی اُمت حسبِ تصریح مؤرّخین قدیم بنی جُرہم تھے جو اصلاً یمین کے تھے مگر آپ وادی مکّہ میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ شاہِ مصر کی صاحبزادی تھیں اور یہ مصر کا شاہی خاندان بھی عرب ہی تھا، جو عراق سے منتقل ہو کر مصر آگیا تھا۔ اور خود آپ کی زوجہ محترمہ مصر ہی کی تھیں جیسا کہ توریت میں ہے۔

اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اُن کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس کے بیاہنے کو لی۔ (پیدائش ۲۱ : ۲۱)

قرآن مجید نے آپ کے تین اوصاف صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

۱۔ تعمیرِ کعبہ میں آپ بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ شریک رہے۔

۲۔ آپ وعدہ کے بڑے سچے تھے۔

۳۔ اپنے والوں کو بھی نماز و زکوٰۃ (یعنی عبادت بدنی و مالی) کا حکم دیتے رہتے تھے۔

یہود نے آپ کو ہر طرح بدنام کرنا چاہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام کی دُعا اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ اب تک توریت میں محفوظ چلا آتا ہے۔

"اور ابراہام نے خدا سے کہا کہ کاش اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے"۔

(پیدائش : ۱۷ : ۱۸)

"اور اسمٰعیل کے حق میں مَیں نے تیری سُنی، دیکھ مَیں اُسے برکت دوں گا اور اُسے آبرومند کروں گا۔ اور اُسے بہت بڑھاؤں گا" (۱۷ : ۲۰)

"اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ مَیں اس کو ایک بڑی قوم بناؤنگا"۔ (۲۱ : ۱۸)

اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا، کیا اور تیرانداز ہوگیا" (پیدائش : ۲۱ : ۲۱)

(۲۹) اَصحٰبُ الاُخدُود (خندق والے) (سُورۃ البُروج)

ارشاد ہوا ہے کہ :۔

غارت ہو گئے خندق والے، ایندھن کی آگ والے

تلمیح ایک تاریخی واقعہ کی جانب ہے، جس سے اہلِ عرب بخوبی واقف تھے ظہور اسلام سے ذرا قبل ۵۲۳ء میں یمن کے تخت پر حمیری شاہی خاندان کا ایک

قاہر و جابر فرد ذو نواس متمکن تھا۔ جس نے دینِ یہود اختیار کیا تھا، مذہبِ حق اس وقت دینِ مسیح تھا۔ یعنی توحید حضرت عیسٰی کی اصل وغیر محرّف تعلیم کے مطابق پھر اس بادشاہ کو مسیحیوں سے خاص کد پیدا ہوگئی اور اُن پر اس نے شدید ستم توڑنا شروع کئے یہاں تک کہ ایک بڑی سی خندق کھُدوا کر اور اُس میں آگ بھر کر ان مظلوموں کو اس میں جھونکنے لگا، رُومہ کے تخت پر اس وقت مشہور مسیحی شہنشاہ جسٹینین جلوس افروز تھا، اس کی تحریک اور ایماء سے حبشہ کے مسیحی والی و حاکم نجاشی نے یمن پر حملہ کر کے بالآخر اس پر قبضہ کر لیا، اور ذو نواس شکست کھا کر بھاگ گیا تو سمندر میں کُود کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

گبن وغیرہ انگریزی مؤرخوں نے بھی اس تاریخی تعدی کا ذکر کیا ہے اور قرآن مجید کی اس تلمیح نے اس کی اہمیت پر مہرِ تصدیق لگا دی ہے، ذو نواس کی حمایت و دفاع میں جو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا میں موجود ہے۔)

مُلاحظہ ہو، جُغرافیہ قرآنی، عنوان : اُخدود۔

(۳۰) اَصحٰبُ الأیکہ

اَیکہ والے، بَن والے

(الحجر: ع ۵ ؛ الشعراء: ع ۱۰ - ص: ع ۱ - ق: ع ۱)

پہلے موقعہ پر قوم لُوط کے ذکر کے ہی ہے کہ بیشک اَیکہ والے بڑے ظالم تھے سو ہم نے اُنہیں ٹھیک کر دیا۔ اور دونوں بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ ایکہ والوں نے بھی پیمبروں کو جھٹلایا۔ تیسری آیت میں ہے کہ ان سے پہلے بھی ---- ثمود اور قوم لُوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا تھا۔ چوتھی آیت میں دوسری مہذب قوموں کے شمول میں ہے کہ ------ فرعون اور لُوط والے اور ایکہ والے اور قوم تبع۔ یہ سب پیغمبروں کی تکذیب کر چکے۔

قرآن مجید نے صرف اتنا بتایا ہے کہ قوم لُوط کی طرح اصحاب ایکہ کی بستی بھی

شاہراہ پر واقع تھی، گویا عرب سے شام کے راستہ میں، جہاں سے عرب قافلے اکثر گزرتے رہتے تھے، اس کے آگے تعیین میں اہلِ علم مختلف ہیں۔

نولڈیکی وغیرہ اہلِ فرنگ نے اصحابُ الایکہ اور اصحابُ الرّس کو متحد قرار دیا ہے ہمارے اہلِ تفسیر کے ہاں یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں۔ گویا ہم منتقارب۔

ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی: عنوان ایکہ

(۳۱) اَصحٰبُ الحِجر

(حجر والے) (سورۃ الحجر: رکوع ۶)

نام قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے، بالیقین حجر والوں نے (بھی) ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

الحجر اس علاقہ کا نام ہے جو شمالی عرب اور شام کے درمیان واقع ہے یہ مسکن قومِ ثمود کا تھا جو حضرت صالح کی اُمّت تھی، شام کی طرف سے مدینہ کو آیئے، تو سب سے پہلے ارضِ لوط پڑے گی۔ پھر مدین یعنے سرزمین شعیب ملے گی اور سب سے آخر میں مسکن قوم ثمود، یعنی علاقۂ حجر، تینوں ملک ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔

ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی: عنوان، حجر۔

(۳۲) اَصحٰبُ الرّس

(رس والے) (الفرقان: ع ۴) (ق: رکوع ۱)

پہلے موقعہ پر معذّب قوموں اور ان کی ہلاکت کے سیاق میں ہے کہ: "ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا، عاد اور ثمود اور اصحابِ رس اور اُن کے درمیان میں بہت سی قوموں کو" دوسری آیت میں بھی ایسے ہی بیان میں ہے کہ قوم نوح اور اصحابِ رس، اور ثمود۔ یہ سب پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں۔

رسّ کے لفظی معنٰی کوئیں کے ہیں لیکن اکثر اہلِ تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ کسی مقامِ متعیّن کا نام ہے، کہاں واقع تھا؟ اس میں پھر مختلف اقوال ہیں، ترجیح اس قول کو ہے کہ یہ یمامہ کے علاقہ میں کوئی شہر تھا اور یہاں قوم ثمود کا کوئی قبیلہ آباد تھا۔

موجودہ نقشہ میں یہ شہر وادی رُمہ کے علاقہ میں ملتا ہے۔ طُولُ البلد مشرقی ۴۲۔ عرضُ البلد شمالی ۲۶ (ملاحظہ ہو، جغرافیہ قرآنی، عنوان : رَس)

(۳۳) اَصحٰبُ السَّبتِ (سبت والے) (سُورۃ النساء: رکوع ۷)

اس موقع پر صرف اتنا ہے کہ یا ہم اُن پر لعنت کریں، جس طرح ہم نے سَبت والوں پر کی تھی۔

اور یہ سَبت والے کون تھے؟ اُس کی کچھ اجمالی تفصیل پارۃ اوّل: سُورۃ البقرہ : آیت نمبر ۶۵ میں ملتی ہے :۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (اور کچھ ذکر پارۃ ۹ سُورۃ الاعراف، آیت ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں ہے)

یَوْمُ السَّبْتِ (سنیچر) شریعتِ ہُود میں ایک مقدّس دِن تھا۔ اس روز ہر دنیوی کاروبار کی اُنھیں سخت ممانعت تھی۔ مگر یہ سَرکش لوگ طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے سَبت کا قانون توڑنے اور شکار وغیرہ میں مشغول ہو جایا کرتے، روایتوں میں آتا ہے کہ جن لوگوں کو سَزا ملی، یہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانے میں تھے، (آپ کی حکومت کا زمانہ ۱۰۱۲ق م تا ۹۷۳ ق م ہے اور یہ مَقام جہاں یہ لوگ آباد تھے، ایلہ یا ایلات تھا، ایلہ، اردم کے قدیم علاقہ میں، بحرِ احمر کے مَشرقی خلیج میں لبِ ساحل آباد تھا، فلسطین کے جنوب میں اور شمالی عرب کی عَین سَرحد پر۔ موجودہ نقشہ میں اس کا نام عُقبہ ہے اور یہ خلیج عُقبہ کی مشہور بندرگاہ ہے۔

ملاحظہ ہو جغرافیۂ قرآنی ؛ عنوان : قَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ۔

(۳۴) اَصحٰبُ الفِیل (ہاتھی والے) (سُورۃ الفیل ۱)

تقویم مسیحی کا ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء تھا۔ اور ولادت نبوی کو ابھی چند ہفتے باقی تھے (ایک روایت کے مطابق ۴۰ دن) کہ حجاز کے پڑوس

یمن سمندر پار حبشہ کی جو پُر قوت مسیحی حکومت قائم تھی اور جس کی وسعت حُدودِ عرب کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے تھی، اس کا نائبُ السّلطنت (وائسرائے) یمن میں رہتا تھا۔ اور اُس وقت جو عہدے دار تھا، اُس کو ابرہۃُ الاشرام کہتے تھے، اُس نے کعبہ کے جوڑ پر ایک عبادت گاہ صنعاء میں بھی بنوائی، کسی عرب نے اس کی بے حرمتی کردی، اس پر اس نے غضب ناک ہو کر خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لئے شہرِ مکّہ پر فوج کشی کردی، حبشہ کی اس فوج میں کم سے کم ایک ہاتھی بھی تھا، جو عرب کے لئے ایک نئی چیز تھا۔ عربوں نے اس کی اہمیت اتنی محسوس کی کہ اس کا نام ہی عام الفیل رکھ دیا، اور گویا اس سے اپنے سنہ کا آغاز کیا۔

حملہ آوروں کو اپنے مقصد میں سخت ناکامی ہوئی، اُلٹا اُنہیں کا لشکر برباد ہو گیا سمندر (بحرِ احمر) کی طرف سے یک بیک پرندوں کا ایک ٹڈی دَل آیا۔ جن کے پنجوں میں کنکریاں تھیں اور اُن کی زَد ان سپاہیوں پر پڑنے لگی۔ اَبرَہہ پریشان ہو کر یمن کو بھاگا۔ اور صنعاء پہنچتے ہی پھنسیوں سے لدا ہوا اس دنیا سے رُخصت ہو گیا۔

۳۵ اَصحٰبُ القَریَۃِ (بستی والے) (سورہ یٰس : رکوع ۲)

رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ آپ اُن کے سامنے قصہ بیان کیجیئے ایک بستی والوں کا جب کہ اُن کے پاس رسُول آئے۔

اَلمُرسَلُونَ سے کہا گیا ہے کہ یہاں اصطلاحی رسل یا پیغمبر مُراد نہیں، بلکہ نبیٔ وقت حضرت عیسیٰ مسیح کے بھیجے ہوئے مبلّغ یا نائب مُراد ہیں۔ واللہ اعلم

اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ اس بستی سے مُراد شام کا مشہور شہر انطاکیہ (ANTIOCH) ہے، یہ یروشلم سے شمال میں دو سو میل کے فاصلے پر اور حلب سے ۵۷ میل مغرب میں ہے۔ رومیوں کے زمانے میں انطاکیہ پورے صوبے کا بھی نام تھا۔ اور دارُالحکومت

کا بھی مسیحیوں کی تاریخ میں اس شہر کی بڑی اہمیت ہے۔ خود "مسیحی اور مسیحیت" کی پیدائش اسی شہر میں ہوئی۔ عہدِ جدید میں ہے :-

"اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلاتے، انہیں دنوں میں چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آتے۔" (اعمال : ۱۱، ۲۶، ۲۷)

اس کے قبل مسیحیت کا شمار محض یہودیت کی ایک شاخ کی حیثیت سے تھا

(۳۶) **اَصحٰبُ الکھفِ وَالرَّقِیمِ** (غار اور کتبے والے) (الکہف : رکوع ۱)

نام اُس قید و تصریح کے ساتھ صرف ایک جگہ آیا ہے، یوں کہ: کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں حیرت انگیز تھے۔

باقی ان کا پورا قصہ بہت دُور تک قرآن مجید میں چلا گیا ہے۔

اَلکَھفُ اور الرَّقِیمِ دونوں مقامات کے لئے ملاحظہ ہوں، یہ دونوں عنوانات جغرافیۂ قرآنی میں۔

الرَّقِیمِ کے معنیٰ، علاوہ ایک جغرافیائی مقام کے، کتبہ یا لوحِ مزار کے بھی لئے گئے ہیں، اصحابِ کہف کے مزار پر ایک برنجی تختی لگا دی گئی تھی، جس پر اُن کے نام، نسب اور مختصر حالات درج تھے اور یہ اَصحاب کہف اسی مناسبت سے اصحابُ الرقیم بھی کہلائے۔

تاجُ العروس میں یہ معنٰی سہیلی محدث اور جوہری لغوی کے حوالے سے درج ہیں اور مفسر ابنِ جریر نے بھی ابنِ عباس صحابی رضؓ اور سعید بن جبیر تابعی وغیرہ کے حوالہ سے یہ درج کیا ہے

قِصہ غالباً ڈی سی اس دقیانوس رُومی متوفی ۲۸۱ء کے زمانے کا ہے اور جس شہر کے کھنڈروں میں شہر سے باہر اُنھوں نے پناہ لی تھی، اس شہر کا نام شہر افسوس

(بکسرۂ اوّل) یا انگریزی املا میں (EPHESUS) آیا ہے، موجودہ شہر ایا سلاک یہیں قائم ہے، ایشیائے کوچک میں سمرنا سے ۴۶ میل اور ساحلِ سمندر سے ۶ میل کے فاصلہ پر

ملاحظہ ہو، عنوان : فِتْيَةٌ

(۳۷) اَصْحٰبُ مَدْيَنَ (مَدین والے) (سُورۃ التوبہ : رکوع ۹)

نام صرف ایک جگہ آیا ہے، معذّب قوموں کے سلسلہ میں کہ کیا اُنہیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو اُن سے قبل ہو چکے ہیں مثلاً قومِ نوح و عاد و ثمود اور قومِ ابراہیم اور اہلِ مَدین۔

اہلِ مَدین سے مُراد اُمّت حضرت شعیبؑ ہے۔

مُلاحِظہ ہو عنوان : شعیب نیز مُلاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی، عنوان : مَدین

(۳۸) اَصْحٰبُ مُوْسٰی (موسٰی والے) ہمراہیانِ موسٰی) (الشعراء : ع ۴)

جب فرعون کا لشکر حضرت موسٰی علیہ السلام اور اُن کی قوم کے تعاقب میں لبِ بحر پہنچا ہے تو جب دونوں جماعتوں نے ایک ایک دوسرے کو دیکھا تو مُوسٰی علیہ السّلام کے ہمراہی بولے، کہ بس اَب تو ہم پکڑ لئے گئے۔ اور عام اسرائیلی انبوہ کا اپنے سامنے شاہی باقاعدہ فوج کو دیکھ کر گھبرا اُٹھنا۔ تھا بھی ایک امرِ طبعی۔

توریت میں اس منظر کی تفصیل یوں آئی ہے :۔

"اور جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اُوپر کیں، اور مصریوں کو اپنے پیچھے آتے ہوتے دیکھا اور وہ شدّت سے ڈرے، تب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی۔ اور موسٰیؑ سے کہا کہ کیا مِصر میں قبروں کی جگہ نہ تھی کہ تو وہاں سے ہم کو بیابان میں مَرنے کے لئے لایا۔ تو نے ہم سے یہ کیا معاملہ کیا، کہ ہم کو مِصر سے

نکال لایا، کیا یہ وہی بات نہیں جو ہم نے مصر میں تجھ سے کہی تھی کہ ہم سے ہاتھ اٹھا، تاکہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کہ ہمارے لئے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر تھا" (خروج ۱۴: ۱۱، ۱۲)

اصحاب قرآن مجید میں متعدد معنوں میں آیا ہے، یہاں مراد رفیقوں سے ہے۔

۳۹ (اَل) اَعمٰی | (نابینا) (سورۃ عبس)

صیغۂ معرفہ میں بطور کسی متعین شخص کے وصف کے صرف ایک جگہ آیا ہے کہ (رسولؐ نے) چین بہ جبیں ہوکر منہ پھیر لیا، جب کہ نابینا اُن کے پاس آیا،

یہ صحابی ایسے وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کچھ سوال کرنے لگے تھے، جب آپ کے پاس بعض اکابر قریش بیٹھے ہوتے تھے، اور آپ اُنہیں تبلیغ کر رہے تھے، ان کا نام عمرو بن قیس بن زائدہ تھا۔ عام شہرت اُن کی کنیت ابن اُمِّ مکتوم سے ہے، متوفی ۱۶ھ بمطابق ۶۳۷ء زوجۂ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت خدیجہ رضؓ کے ماموں زاد بھائی بھی تھے۔ ایک زمانے تک مدینہ میں مؤذن رہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی کے زمانے میں مدینہ منورہ میں آپ کی نیابت بھی کی۔

۴۰ اللہ | (اللہ) (سورۃ الفاتحہ)

سورۃ فاتحہ کے الحمدُ للہ، بلکہ بسمِ اللہ سے لے کر سورۃ اخلاص کے اَللہُ الصَّمَد تک یہ لفظ قرآن مجید میں اس کثرت سے آیا ہے کہ احاطہ و استقصاء دشوار ہے۔

اسم ذات ہے خدا یا معبودِ برحق کے لئے، کسی اور پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ فارسی کے "خدا" یا انگریزی کے "گاڈ" کی طرح اسم نکرہ نہیں، کہ کوئی بھی معبود اس سے

مُراد لے لیا جاتے نہ اس کی جمع آتی ہے نہ یہ کسی اَور لفظ سے مشتق ہے اور نہ اس کا بالکل صحیح ترجمہ کسی زبان میں ممکن ہے۔

اہلِ عرب شروع ہی سے اللہ کے قائل رہے ہیں، اِن کے قدیم کتبوں میں یہ نام ملتا ہے، البتہ وہ اُسے صرف معبودِ اعظم سمجھتے تھے یعنی دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا قرآنِ کریم نے اسی تخیّل کی بیخ کنی کی، اور بتایا کہ بڑا اور چھوٹا کیا معنیٰ؟ کوئی دوسرا خدا بجز اللہ کے سِرے سے وجود ہی نہیں رکھتا، وہ کیا اپنی ذات اور کیا صفات کمالیہ کے لحاظ سے یکتا ہے، کوئی اس کا نظیر و مثیل یا سہیم و شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا مظہر یا مثیل ہو سکتا ہے۔

(۴۱) الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا

(وہ عورت جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔)
(سُورۃ الانبیاء : رکوع ۶)

بغیر نام کے محض صفاتی ذکر ایک اسی آیت میں ہے کہ :-

بی بی (اُن بیوی کا بھی ذِکر کیجئے) جنھوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، پھر ہم نے اُن میں اپنی رُوح پھونک دی، اور ہم نے ان کو اور اُن کے فرزند کو دنیا جہاں کے لئے نشان بنا دیا۔

اسی سے ملتی ہوتی آیت پارہ ۲۸ سُورۃ تحریم کے آخر میں ہے مگر وہاں نام کی تصریح موجود ہے

مُراد حضرت مریمؑ سے ہے: قوم والوں نے آپ کی عصمت پر اتّہامات لگاتے اور قوم یہود کے نوشتوں میں یہ ذِکر آج تک اسی بُرائی کے ساتھ چلا آرہا ہے، قرآن مجید نے اس گندے الزام کی قطعی طور پر تردید کی اور تصریح کے ساتھ ان خاتون کا وصف خصوصی ہی یہ بیان کیا کہ اُنہوں نے ناموس کو محفوظ رکھا۔

ملاحظہ ہو: عنوان : مریم

۴۲ اَلَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا

وہ عورت جس کے گھر میں وہ (یوسفؑ) تھے۔

(سورہ یوسف : رکوع ۳)

حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر آکر بک چکے ہیں تو وہ عورت جس کے گھر میں تھے، اُنہیں اپنی خواہشِ نفس حاصل کرنے کو پھسلانے لگی۔

اشارہ عزیزِ مصر کی زوجہ کی جانب ہے جس کا نام ہماری روایتوں میں زلیخا آتا ہے، یہ عورت عجب نہیں جو سن میں یوسفؑ سے بڑی ہو جیسا کہ عزیزِ مصر کے قول اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (یا ہم اُسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں) سے مستنبط ہو سکتا ہے، یہ عورت جو کہا جاتا ہے کہ حسین بھی تھی، بُری طرح حضرت یوسفؑ پر مائل ہو گئی اور اُن سے اپنی خواہشِ نفس پورا کرنے پر تُل گئی۔ توریت میں ہے :-

"اور اُس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جورو کی آنکھ یوسف پر لگی اور وہ بولی کہ میرے ساتھ ہمبستر ہو" (پیدائش : ۳۹ : ۷)

اور وہ ہر چند یوسفؑ کو روز روز کہتی رہی، پر اُس نے اس کی ایک نہ سُنی کہ اُس کے ساتھ سووے یا اُس کے ساتھ رہے" (پیدائش ۳۹ : ۱۰)

آج کل کی فرنگی تہذیب کی طرح مصری جاہلی تہذیب میں حرامکاری بجائے خود کوئی بڑا عیب نہ تھی، اور قرآنی لفظ بَیْتِهَا سے اشارہ یہ ہے کہ گھر عزیز کا نہیں، زوجۂ عزیز کا تھا، مصری تمدّن میں عورت یوں بھی بڑی حد تک آزاد و خود مختار تھی۔

ملاحظہ ہو عنوان : عزیز

۴۳ اَلَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا

وہ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں۔

(سورۃُ الاعراف : رکوع ۲۲)

قصہ شروع اِن الفاظ سے ہوا ہے کہ :-

اُن لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں

عطا کی تھیں پھر وہ ان سے بالکل نکل گیا۔"

اس کے بعد پورا قصہ درج ہے :۔

یہ شخص کون تھا ؟ کب تھا ؟ کہاں کا تھا ؟ اس پر کوئی اجماع واتفاق ارا۔ منقول نہیں ۔حضرت ابن عمرؓ صحابی سے نقل ہوا ہے کہ اشارہ معاصرِ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اُمیہ ابن ابی الصلت کی جانب ہے (ابن جریر) لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور قرآن فہم تابعین کی رائے کے مطابق اشارہ ایک مشہور اسرائیلی زاہد بلعم باعور کنعانی کی جانب ہے جو بعد کو مرتد ہو گیا تھا۔"

توریت میں بلعم بن بعور کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے (گنتی باب ۲۲ و باب ۲۴) اور اس کا ذکر عہدِ عتیق کے متعدد صحیفوں میں آیا ہے ، یہود کے اور نوشتے بھی اس کے قصے سے لبریز ہیں ۔خلاصہ یہ کہ حضرت موسٰی علیہ السّلام کا یہ معاصر کوئی بڑے مرتاض قسم کا کاہن اور منجم تھا ، جسے قوت کشف تکوینی حاصل تھی ۔ اسرائیلیوں کے دشمن اور مُوآبیوں کے بادشاہ بلق نے اُسے توڑ کر اپنی طرف ملالیا تھا ، اور اس سے حضرت موسٰی علیہ السّلام کے لئے بد دعا کرائی اور بالآخر یہ ۳۲ سال کی عمر میں اسرائیلیوں کے ہاتھ سے کیفرِ کردار کو پہنچا اور قتل ہو کر رہا ۔ توریت میں ہے :۔

"(اسرائیلیوں نے) بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔" (گنتی ۳۱ : ۸)

اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی جو نجومی تھا ، بنی اسرائیل نے ان کے درمیان جو اُن سے مقتول ہوئے ، تلوار سے قتل کیا۔" (الیشوع ۱۳ : ۲۲)

جیوش انسائیکلو پیڈیا میں بہت سے قصے رطب و یابس ، بلعم سے متعلق مختلف ماخذوں سے درج ہیں اور بائبل کی ہر ڈکشنری اور انسائیکلو پیڈیا میں اس پر مفصل مقالے موجود ہیں ۔

۴۴ اَلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ

وہ شخص جس پر اللہ نے فضل کیا اور آپ نے بھی عنایت کی۔ (سورۃ الاحزاب : ع ۵)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ :۔

(وہ وقت بھی یاد کیجئے جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے، جس پر اللہ نے اپنا فضل کیا اور آپ نے بھی عنایت کی کہ تو اپنی بیوی کو (اپنی زوجیت میں) رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔)

وہ کون قابلِ رشک ہستی تھی، جس پر اللہ کے فضل کی بھی صراحت آگئی ہے اور رسول ؐ کی بھی عنایت کی ---------- مراد حضرت زید رضی اللہ عنہ صحابی تھے، جیسا کہ قرآن ہی کی اسی آیت میں آگے چل کر تصریح ہے۔ یہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کا عقد قریش کی ایک عالی نسب اور حسن و صورت میں ممتاز خاتون حضرت زینب بنت جحش رض کے ساتھ ہوا۔ جو آنحضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں لیکن نباہ اُن سے نہ ہو سکا۔ یہ وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے لئے خود بڑے سوچ وبچار کا تھا، ایک طرف حالات ایسے ہو گئے تھے۔ کہ اب تعلقِ عقد باقی رہنا ناممکن سا تھا، لیکن دوسری طرف حضرت زینب رض کے لئے یہ امر انتہائی دل شکنی اور سُبکی کا باعث ہوتا، کہ وہ عمر بھر ایک آزاد شدہ غلام کی مطلقہ کہلائیں، اس وقت عرب کے معاشرہ میں یہ بات انتہائی غیرت کی تھی۔ اشک شوئی کی صورت صرف یہ تھی کہ بعد طلاق، آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے عقد میں لے لیں۔ لیکن اس میں دشواری یہ تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ آنحضورؐ کے منہ بولے بیٹے بھی تھے اور ان کی مطلقہ سے عقد کر لینا عرب معاشرہ میں ایک سخت عیب تھا تو آپ اسی تردّد و تذبذب میں تھے کہ وحی قرآنی نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضؓ کے عقد سے نکال کر آنحضرتؐ کے عقد میں دے دیا۔ (ملاحظہ ہو عنوان : زیدٌ)

۴۵ اَلَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ

(وہ جس نے ان لوگوں میں سے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصّہ لیا۔) سورۃ النور: ع ۲)

ذِکر یوں آیا ہے :۔

"وہ جس نے اُس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصّہ لیا۔ اور اُسے عذاب بھی سخت ہونے والا ہے"

اشارہ عبدُاللہ بن اُبَیّ بن سَلُول عَوفی خزرجی مَدنی (متوفی ۹ھ) کی جانب سے جس نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی ایک حرم مُبارک کے متعلّق ایک طوفان تفضیح اُٹھایا تھا۔ اور اُس کے شریک کچھ اَور لوگ بھی ہو گئے تھے، یہ عبدُاللہ اپنے قبیلے کا سردار ہونے کے علاوہ منافقین مدینہ کا سَب سے بڑا سرغنّہ تھا، اور یہ وہی ہے، جس نے جنگ اُحد میں ایک نازک موقع پر اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکرِ اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس کی نمازِ جنازہ خود حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے پڑھا دی تھی، اس لئے کہ اس وقت تک منافقین کے جنازہ پڑھانے کی ممانعت والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی"

۴۶ اَلَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھِیْمَ فِیْ رَبِّہٖ

(وہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے رَب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا) (البقرہ : ع ۳۵)

ارشاد ہوا ہے کہ :۔

(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے حال پر نظر نہیں کی، جس نے ابراہیم علیہ السّلام

سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا، اس برتے پر کہ اللہ تعالےٰ نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی۔ (ہاتھ سے: بھروسے)

دو باتیں تو ظاہر ہی ہیں، ایک یہ کہ یہ بادشاہ بابل (یا عراق) کا تھا اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا معاصر تھا۔ قرآن مجید یہ بھی تصریح کر رہا ہے کہ یہ جھگڑا اس نے مسئلہ رُبوبیت میں نکالا تھا، گویا توحیدِ الٰہی کا منکر تھا، وہ بادشاہ، دنیا کے بہت سے مشرک اور جاہلی فرمانرواؤں کی طرح اپنے کو دیوتا، یعنے خدائی مظہر یا اوتار سمجھ رہا تھا۔ اہلِ سیر اور اہلِ تفسیر نے اُس کا نام نمرود لیا ہے اور اتنی تصریح توریت میں ملتی ہے کہ یہ ایک بڑا جابر بادشاہ تھا۔

"اور کوش سے نمرود پیدا ہوا اور زمین پر جبّار ہونے لگا، خداوند کے سامنے وہ صیاد و جبّار تھا۔ اسی واسطے مثل ہوئی کہ خداوند کے سامنے نمرود سا صیاد و جبّار" (پیدائش: ۱۰: ۹۸)

"اور کوش سے نمرود پیدا ہوا، وہ زمین پر جبّار ہونے لگا" (تواریخ: ۱۰: ۶۰)

اور روایاتِ یہود میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ نمرود اپنے قبیلہ والوں کی مختصر فوج سے اہلِ یافث کو شکست دینے کے بعد زمین کا بادشاہ ہو گیا اور آزر کو اس نے اپنا وزیر بنایا، اس کے بعد وہ اپنی عظمت کے نشہ میں خدا سے بیگانہ ہو کر بہت سخت قسم کا مشرک ہو گیا" (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

۴۷ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

وہ جسے علم کتاب حاصل تھا۔
(سورۃ النّمل: رکوع ۳)

ذکر حضرت سلیمان علیہ السّلام کے قصّہ میں یوں آیا ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ ملکہ بلقیس کا تخت جلد سے جلد کون لے آئیگا۔ تو جواب میں وہ شخص جسے علم کتاب حاصل تھا، بولا کہ مَیں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا، قبل اس کے کہ آپ کی

پلک جھپکے۔

یہ کہنے والا کون تھا؟ جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ وزیر سلطنت آصف بن برخیا۔ قال اکثر المفسرین ھو اصف بن برخیا، معالم قالہ الجمھور (بحر)

یہ آصف بن برخیا روایاتِ یہود میں اپنی حکمت و دانائی کے لئے مشہور چلے آتے ہیں اور طبیات پر ایک کتاب سفرِ آصف کے نام سے اُن کی جانب منسوب ہے۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

۴۸ الَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ

وہ شخص جو ایک بستی پر گزرا تھا۔
(سُورۃ البقرۃ : رکوع ۳۵)

ذکر یوں آیا ہے کہ :-

(اس شخص کے بھی حال پر نظر کی) جو ایک بستی پر گزرا تھا، اس حال میں کہ وہ بستی اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی، اور آگے ایک خارقِ عادت قصہ ان سے متعلق بہ تفصیل درج ہے۔

"یہ کون صاحب تھے؟ اور اُن کا گزر کس بستی پر ہوا تھا"

اہلِ سیر اور اہلِ تفسیر نے نام دو صاحبوں کے خاص طور پر لئے ہیں۔

۱۔ حضرت عزیر نبی (توریت کے املا میں عزرا) متوفی ۴۵۸ ق م بائیبل میں ان کا نام عزرا کاتب یا کاتب توریت کی حیثیت سے آتا ہے، اس لئے کہ انہیں اصل نسخہ توریت کے ضائع ہو جانے کے بعد اُسے از سرِ نو لکھا اور ۴۵۰ ق م، یہ ڈیڑھ ہزار (۱ ۱/۲) ہزار) یہود کو قید اور جلا وطنی سے چھڑا کر عراق سے فلسطین لائے تھے۔ سِلسلہ اسرائیل کے ایک مشہور پیغمبر گزرے ہیں، تابعین میں ضحاک، قتادہ و سدّی وغیرہم اور صحابہ کرامؓ میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اُنہیں کا نام مروی ہے۔ (رُوح المعانی)

۲۔ دوسرے حضرت یرمیاہ نبی۔ یہ بھی سلسلۂ اسرائیلی کے ایک پیغمبر ہوتے ہیں اور ان کا زمانہ ساتویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ حضرت باقرؒ اور وہب تابعیؒ نے اشارہ انہیں کی جانب سمجھا ہے۔ (رُوح المعانی)

منہدم بستی کی تعیین میں بھی نام مختلف شہروں کے لئے گئے ہیں، اکثریت یروشلم یا بیتُ المقدس کی جانب گئی ہے۔ (بحر المحیط) یہ شہر بخت نصر تاجدار بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ء ق م میں پوری طرح برباد ہو چکا تھا

۲۹ الیاس / الیاسین (الیاس)

الانعام: رکوع ۱۰۔ والصّٰفّٰت: ع ۴ (دوبار)

الیاس اور الیاسین دونوں ایک ہی نام کے دو تلفظ ہیں مُراد ایک ہی شخصیت ہے۔ نام تین بار آیا ہے، پہلی جگہ دوسرے انبیاء کرام پر عطف ہو کر ہم نے ہدایت دی، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السّلام کو۔ یہ سب صالحین میں تھے۔ دوسری آیت میں یوں کہ: بیشک الیاسؑ (بھی) پیغمبروں میں تھے۔ اور تیسری جگہ یوں کہ: ہم نے یہ بات اُن کے پیچھے آنے والوں کے لئے رہنے دی کہ سلام ہو الیاسین پر۔ وہ بے شک ہمارے صاحبِ ایمان بندوں میں تھے۔

ان کا نبی ہونا تو قرآن مجید میں صراحتاً آگیا، اب سوالات صرف اس قسم کے رہ جاتے ہیں کہ یہ کس زمانے میں تھے اور کہاں تھے؟ ان کے صحیح اور پورے جوابات سے تاریخ ابھی خود لاعلم ہے، غلبۂ ظن البتہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ وہی اسرائیلی نبی تھے، جن کا نام عہدِ عتیق کے متعدد صحیفوں میں ایلیاہ نبی کر کے آیا ہے۔ (۱۔ سلاطین ۲۔ سلاطین ۲۔ تواریخ وغیرہ میں) اور اُن کے خوارق و کرامات بہت سے مذکور ہوتے ہیں، انگریزی کے تلفظ میں (ELIJAH)

ان کا زمانہ ۸۷۰ء ق م تا ۸۴۰ء ق م خیال کیا گیا ہے۔

ان کا قیام فلسطین اور شام کے غربی وسطی علاقہ میں رہتا تھا اور اُن کا خصوصی کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنی قوم سے بَعل پرستی کی لعنت کو دُور کیا۔

ایک یہُودی عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک آتشین گاڑی پر بٹھا کر آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

⑤⑩ الیسع

(الیسع) (سورۃ الانعام : رکوع ۱۱)

دوسرے پیمبروں کے ساتھ ذکر یوں آیا ہے کہ ؛ ہم نے ہدایت دی تھی (حضرت) اسمٰعیل اور الیسع اور یونُس (علیہم السّلام) کو اور ان میں سے ہر ایک کو فضیلت دی تھی دنیا جہاں والوں پر"۔

ان کے نبی ہونے کی تو صراحت قرآن مجید میں آگئی ہے، توریت کا بیان ہے کہ یہ الیسع بن سفط الیاس نبیؑ کے جانشین تھے۔

خداوند نے اسے فرمایا نکل اور بیابان کی راہ لے ---- اور ابیل محولہ کے الیسع بن سفط کو ممسوح کر کہ تیری جگہ نبی ہو ---- چنانچہ اُس نے وہاں سے روانہ ہو کے سفط کے بیٹے الیسع کو پایا جو ہل جوتتا تھا ---- سو ایلیاہ اس کے برابر سے گزرا اور اپنی چادر اس پر ڈال دی، ---- تب وہ اٹھا اور ایلیاہ کے پیچھے روانہ ہوا اور اس کی خدمت کی"۔ (۱۔سلاطین ۱۹ : ۱۶، ۲۱)

توریت میں ان کا ذکر بار بار آیا ہے اور اُن کے خوارق و معجزات کثرت سے نقل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ یہ کہ اُن کی وفات کے بعد بھی ان کی دفن شدہ ہڈیوں کے مس ہو جانے سے مُردہ جی اُٹھا ہے۔

اس وقت الیسع اس بیماری میں گرفتار ہوا کہ جس سے وہ مر گیا، بعد اس کے الیسع نے انتقال کیا اور اُنھوں نے اُسے دفن کیا اور نئے سال کے شروع میں مُوآب کی فوجیں ملک میں گھسیں اور ایسا ہوا کہ جس وقت وہ ایک مُردہ کو گاڑا چاہتے تھے،

تب دیکھو، ایک فوج نظر آئی، اور اُنہوں نے اس شخص کو الیسع کی قبر میں ڈال دیا، اور جب وہ شخص گرایا گیا اور الیسع کی ہڈیوں سے لگا تو وہ جی اٹھا تو وہ پاؤں پر کھڑا ہو ہوا" (۲۔سلاطین : ۱۲ : ۱۴ : ۲۱)

ایک متموّل کاشت کار کے فرزند تھے، علاقہ سامرہ تھا جو مُلک کنعان میں یروشلم کے شمال و مغرب میں بحرِ رُوم کے ساحل کے قریب واقع ہے، نبوّت کے علاوہ اپنی سیاسی سوجھ بوجھ اور معاملات حرب میں خوش تدبیریوں کے لئے ممتاز تھے

(۵۱) اِمْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ

(عورت ان پر حکومت کرتی ہوئی)
(سورۃ النمل : رکوع ۲)

حضرت سلیمان علیہ السّلام کے دَربار میں آکر ھُدھُد نے یہ خبر سُنائی ہے کہ:

"مَیں (ملک سبا سے ایک تحقیقی خبر لایا ہوں، میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا، وہ ان پر حکومت کر رہی ہے اور اسے ہر طرح کا سامان مُیسّر ہے اور اُس کے پاس بہت بڑا تخت ہے"

یہ مَلکہ جُنوبی عرب کے ملکِ سبا کی حکمران تھی، اور حضرت سُلیمان کی معاصِر رہی ہے، جہاں آج یمن، حضر موت وعسیر کے علاقے واقع ہیں، اپنے زمانے میں ایک بڑا متمدّن، متموّل، اور زرخیز ملک تھا اور اس ملکہ بلقیس کی دولت و امارت کے قصّے افسانوی حد تک مشہور رہیں، حُسن وجمال میں بھی ممتاز تھی۔

عہدِ عتیق میں اس کے ملک و مال کی تفصیل مکرر آئی ہے، ایک جگہ ہے:۔

اور وہ بڑے جلو کے ساتھ اور اُونٹوں کے ساتھ جن پر خوشبوئیں لدی تھیں، اور نہایت بہت سونا اور مہنگ مولے جواہر ساتھ لے کے یروشلم میں آئی ـــــــ اور اس نے بادشاہ کو ایک سو بیس قنطار اور مصالحہ کا بڑا ڈھیر اور جواہر دیئے اور جس وفور سے کہ سبا کی ملکہ نے

مصالحے سلیمان بادشاہ کو عنایت کئے پھر کبھی کسی سے نہ ملے" (۱۔سلاطین ۱۰-۱-۱۰)
اور دوسری جگہ ہے :۔
بڑے انبوہ کے ساتھ یروشلم میں داخل ہوئی، اس کے ساتھ بہت سے
اُونٹ تھے، جن پر خوشبویات لدی تھیں اور نہایت بہت سونا تھا
اور مہنگ مولے جواہر تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس نے ایک سو بیس
قنطار سونا اور بہت سی خوشبویاں اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، اور
کبھی پھر ایسی خوشبویاں سلیمان ؑ کو میسّر نہ ہوئیں، جیسی سبا کی ملکہ نے سلیمان
بادشاہ کو دیں" (۲۔تواریخ - ۹ : ۱ : ۹)

اسرائیلی روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ اس ملک کی مٹی سونے سے زیادہ قیمتی تھی اور یہاں جو گرد تھی وہ چاندی کی ہوتی تھی۔

یہ مشرک قوم ستارہ پرستی وغیرہ میں مبتلا تھی، معبودِ اعظم سورج دیوتا تھا، ملکہ کے شرک اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے کا تفصیلی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

(۵۲) اِمْرَأَةُ الْعَزِیْزِ

عزیز کی بی بی (یوسف : رکوع ۴ و ۷)
ذکر دو جگہ آیا ہے :۔

پہلی بار قصۂ یوسفی میں خواتین شہر کی زبان سے کہ :۔

عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے پھسلا رہی ہے اور اس کے عشق میں دیوانی ہوگئی ہے۔ دوسرے موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ثابت ہو جانے پر، عزیز کی بیوی بولی، کہ اَب تو حقیقت کھل چکی، مَیں نے ہی انہیں اپنی خواہش نفس سے پھسلانا چاہا تھا۔ اور وہ بے شک سچے ہیں"

اس لفظ کے ساتھ ذکر انہیں دو مقامات پر آیا ہے، نفس تذکرہ مختلف

طریقوں سے بار بار آیا ہے اور پورا قصہ قرآن مجید میں بہت دُور تک چلا گیا ہے۔"
ملاحظہ ہوں، عنوانات : اَلَّتِیْ ھُوَ بَیْتِھَا : عَزِیْزٌ

(۵۳) اِمْرَأَۃُ عِمْرَانَ

(عمران کی بی بی) (سورۃ آل عمران : ع ۴)

اس لقب کے ساتھ ذکر ایک ہی موقع پر ہے
(وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار! میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے، اس (بچّے) کی، جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاتے گا۔"

یہ خاتون حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی نانی اور حضرت مریم کی ماں تھیں، مسیحی نوشتوں میں اُن کا نام حنّہ (HANNAH) آیا ہے اور ہمارے مفسّرین نے بھی یہی اِملا قبول کیا ہے۔
اسرائیلیوں میں اس وقت دستور یہ تھا کہ اپنی چہیتی اولاد کو یروشلم میں ہیکل خداوندی کی خدمت اور مجاوری کے لئے وقف کر دیتے اور اسے ہر طرح کے دنیوی کاروبار سے فارغ رکھتے، دُعا میں "آزاد" رکھنے سے مُراد بھی مشاغل سے آزاد رکھنا ہے۔

ملاحظہ ہوں، عنوانات : اُمِّكَ ، عِمْرَان

(۵۴) اِمْرَأَۃِ فِرْعَوْنَ

فرعون کی بی بی (القصص : ع ۱ - التحریم : ع ۲)

ذکر دو جگہ آیا ہے :-
" پہلی دفعہ یوں کہ قصرِ شاہی کے نیچے بہتے ہوتے تابوت سے نکلے ہوتے بچّے کو دیکھ کر فرعون کی بی بی (فرعون سے) بولیں کہ یہ (بچّہ) میری اور تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اُسے قتل نہ کرنا۔"
ایک دوسری جگہ یوں ہے :-
اللہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے، مثال بیان کرتا ہے، فرعون کی بیوی کی، جبکہ اُنہوں نے دعا کی کہ (اے میرے پروردگار! میرے

جنّت میں اپنے قُرب میں مَکان بنادے، اور مجھ کو فرعَون اور اس کے عمل (کے وبال) سے بچادے "

ان بیوی صاحبہ کا نام اسلامی روایات میں آسیہ آیا ہے، یہ مؤمنہ تھیں توریت میں ان کا ذکر فرعون کی بیٹی کی حیثیت سے آیا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں توریت محرّف کی اور بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے، اس غلطی کی بھی تصحیح کردی ہے، اور جتلادیا ہے کہ یہ خاتون فرعونِ وقت کی شاہزادی نہیں، ملکہ تھیں۔

یہ بھی آسانی ممکن ہے کہ یہ شاہزادی فرعون سابق کی ہوں، یعنے فرعون وقت کی بہن۔ اور فرعون وقت نے شادی انہیں کے ساتھ کرکے اُنہیں ملکہ بنالیا ہو، قدیم شاہی خاندانوں میں محرّمات کے ساتھ نکاح کرلینے کا رِواج اچھا خاصا رہا ہے بلکہ مِصر کے شاہی خاندانوں میں تو بادشاہ کی بہن عموماً ہی اس کی ملکہ بَن جایا کرتی تھی، بادشاہ کی ہم کفو عورت سوا اس کی بہن کے کوئی اَور خیال ہی نہیں کی جاتی تھی۔

۵۵ اِمْرَأَتَكَ (تیری بی بی) (سُورَۃُ العنکبوت : رکوع ۴)

یہ لفظ دو جگہ آیا ہے :۔

پہلی جگہ فرشتوں کی زُبان سے کہ : اَے لوط ---- آپؑ ہی کے کسی حصّہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کر نہ دیکھے گا، مگر ہاں! آپ کی بی بی (کہ وہ دیکھے گی)

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں فرشتوں کی زبان سے :۔

ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچالیں گے، بجز آپ کی بی بی کے، کہ وہ (عذاب میں) رَہ جانے والوں میں سے ہوگی "

ملاحِظہ ہوں : عنوانات : اِمْرَأَۃُ لُوْط ، اِمْرَأَتُہٗ ، عَجُوْزًا

۵۶ امراۃ لوط (لوط کی بی بی) (التحریم : رکوع ۲)

پیمبر نوحؑ کی کافر بیوی کے ساتھ پیمبر لُوطؑ کی بھی کافر بی بی کا ذکر ایک ہی سلسلہ میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، ان کے لئے اللہ مثال بیان کرتا ہے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کی کہ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں، لیکن اُنہوں نے اُن کے حقوق ضائع کئے تو اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں وہ دونوں (نیک بندے) ذرا اُن کے کام نہ آسکے اور اُن سے کہا گیا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں عورتیں بھی داخل ہو جاؤ۔

یہ حضرت لُوط علیہ السلام کی بیوی نافرمان اور کافرہ تھی، جب آپ کی قوم پر عذاب کا وقت آیا تو عذاب لانے والے فرشتوں نے آپ سے کہہ دیا کہ اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کرے گی، نہ یہ ہماری ہدایت پر عمل کرے گی، اس کا دل کافروں میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ نزولِ عذاب کے وقت ان کی ہمدردی میں پیچھے مُڑ کر دیکھے گی، اور خود بھی عذاب کا شکار ہو کر رہے گی۔

توریت میں ہے کہ:۔

"مگر اُس کی جورُو نے اس کے پیچھے سے پھر کر دیکھا اور نمک کا کھمبا بن گئی۔" (پیدائش: ١٩: ٢٦)

انجیل میں لُوط کی بی بی کا ذکر بطور ضرب المثل کے آیا ہے:۔

اور لوطؑ کی بیوی کو یاد رکھو جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوئے گا اور جو کوئی کھوتے وہ اُسے زندہ رکھیگا۔ (لُوقا: ١٧: ٣٣)

⑤⑦ اِمْرَأَةَ نُوحٍ (نوح کی بی بی) (التحریم: ع ٢)

ذکر پیغمبر لوطؑ کی کافرہ بی بی کے ساتھ اور اسی سلسلے میں پیغمبر نوحؑ کی بھی بی بی کا آیا ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان: اِمْرَأَةَ لُوطٍ

حضرت لُوط علیہ السلام کی نافرمان بی بی کا ذکر تو کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتاً

قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السّلام کی نافرمان بی بی کا ذکر صرف یہیں ہے، توریت میں اس بی بی کو حضرت نوح علیہ السّلام کے لڑکوں اور بہوؤں کی طرح نجات یافتہ بتایا گیا ہے" (پیدائش : ۶، ۱۸)

اور ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو یہ ذکر لانے سے اسی غلطی کی اصلاح مقصود ہو"

۵۸ امرأتُهٗ

(ان کی بی بی)

(الحجر : ع ۴ - النمل : ع ۴ - الاعراف : ع ۱۰ - عنکبوت : ع ۵)

چاروں جگہ مُراد حضرت لُوط علیہ السّلام کی بی بی کا ہونا بالکل ظاہر ہے

ملاحظہ ہوں عنوانات : امرأتك : امرأة لُوطٍ ، وعَجُوز

۵۹ امرأتُهٗ

(اُن کی بی بی)

(ہود : ع ۷ : والذاریات : رکوع ۲)

پہلی جگہ قصّۂ ابراہیمی کے سیاق میں ہے کہ جب انسان نُما فرشتوں نے ان کے ہاں آکر اُنہیں ولادتِ فرزند کی خوشخبری سنائی ہے تو ان کی بی بی (جو) کھڑی ہوئی تھیں، ہنس پڑیں۔

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں ہے کہ ان کی بی بی بولتی پکارتی ہوئی آئیں اور ماتھے پر ہاتھ مار کر بولیں کہ (مجھ) بڑھیا بانجھ (کے اولاد)

مُراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بڑی بی بی صاحبہ حضرت سارہ رضہ ہیں، جنھیں قدرتاً اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ اب اس سن میں ان کے اولاد ہوگی۔

توریت میں ہے :-

"اور ابراہیمؑ اور سرّہ جو بوڑھے اور بہت دن کے تھے اور سرّہ سے عورتوں کی معمولی عادت موقوف ہوگئی تھی، تب سرّہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ بعد اس کے کہ میں ضعیف ہوگئی اور میرا خاوند بھی بوڑھا

ہوا۔ کیا مجھ کو خوشی ہوگی"۔ (پیدائش : ۱۸۔ ۱۱۔ ۱۲)

اسرائیلی روایات کے مطابق آپ بڑی حسین خاتون تھیں اور بہت بڑی عمر تک اولاد سے محروم رہی تھیں۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

شہر ہبرون یا خلیلُ الرّحمٰن میں اپنے شوہر نامدار کے قریب مدفون ہیں۔

(۶۰) اِمْرَأَتُہٗ (اس کی بی بی) (سُورۃ اللّہب)

ابولہب کے ذِکر میں آیا ہے کہ وہ یقیناً ایک (سخت) شُعلہ زن آگ میں پڑے گا اور اس کی بی بی بھی، لکڑیاں لاد کر لانے والی، اس کی گردن میں ایک رسّی پڑی ہوگی، خوب بٹی ہوئی۔

رسُولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے چچا لیکن جانی دشمن ابُولہب کی بی بی تھی، مشہور کُنیّت اُمّ جمیل ---------- ایک دوسرے معاند سردارِ مکّہ ابُوسفیان صخر بن حرب کی ہمشیرہ تھیں، خاندانِ بنو اُمیّہ کی لڑکی ہونے کی بناء پر یوں بھی رسولِ ہاشمی سے اُسے بغض وعناد تھا اور پھر شوہر ملا ابُولہب

روایتوں میں آتا ہے کہ ایذاءِ رسول اس کا نمبر اور بھی بڑھا ہوا تھا، رسُولُ اللہ (صلّے اللہ علیہ وسلّم) کی راہ گزر میں کانٹے بچھا دیتی تھی، اور چونکہ مکان پڑوس ہی میں تھا، اس لئے اس قسم کی شرارتوں اور اذیّت رسانیوں میں کسی خاص اہتمام کی ضرورت بھی نہ پڑتی ہوگی۔

قرآن مجید نے اس کے جس انجام کی پیشین گوئی کی ہے، اس کا تعلّق عالمِ آخرت سے ہے، لیکن اہلِ سیر کا بیان ہے کہ دنیا میں بھی اس کا تحقّق ہوا۔ واقعتًا بھی اس عورت کی موت گلے میں پھندا لگنے سے ہوئی۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا لفظ فارسی کے ہیزم کُش کی طرح عربی میں تمام مفسدین کے لئے آتا ہے لیکن مفسّرین نے لکھا ہے کہ شدّتِ بخل کی بناء پر یہ واقعتًا ہیزم برداری

کرتی، اور جنگل سے لکڑیاں چُن چُن کر لاتی تھی، اس لئے یہاں لفظی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے

ملاحظہ ہو، عنوان : اَبِی لَهَب

(اپنی بی بی (سے) (سورۂ یوسف) ع ۲)

(۶۱) **امرأته** قصۂ یوسفی میں ہے کہ عزیزِ مصر نے یوسفؑ کو خرید کر اپنی بی بی سے کہا کہ اِسے خاطر سے رکھنا، کیا عجب کہ ہم اس سے نفع حاصل کریں، یا اسے اپنا بیٹا بنالیں، مُراد زُلیخا زوجہ عزیزِ مصر تھی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اَلّتی هُوَ فی بَیتِهَا ۔ وَامْرَاَۃُ الْعَزِیز

(میری بی بی) (اٰلِ عمران : رکوع ۴ : سورہ مریم : رکوع ۱ (دوبار)

(۶۲) **اِمْرَأَتی** لفظ تینوں بار حضرت زکریا علیہ السّلام کی زبان سے ادا ہوا ہے

پہلی بار یوں کہ :-

اَے میرے پروردگار ! میرے لڑکا کس طرح ہوگا، درآنحالیکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے اور میری بی بی بانجھ ہے، دوسری جگہ یوں کہ :" میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ رکھتا ہوں۔ اور میری بی بی بانجھ ہے" اور تیسری بار یوں کہ : اَے میرے پروردگار! میرے لڑکا کس طرح ہوگا، درآنحالیکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میرا بڑھاپا انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

مُراد ظاہر ہے کہ حضرت زکریا (علیہ السلام) ہی کی بی بی ہیں، جن کے عقم (بانجھ پنے) کا ذکر تینوں موقعوں پر ہے اور اسرائیلی معاشرہ میں عقم عورت کے لئے ایک سخت ترین عیب تھا۔

انجیل میں ان کا نام الیشبع آیا ہے، انگریزی تلفظ میں الزبھتہ یہ آلِ ہارون میں سے تھیں، اور روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت مریم علیہ السّلام کی بہن تھیں، سِن میں ان سے بہت بڑی۔ اپنے صاحبزادہ حضرت یحییٰ (علیہ السّلام) کی طرح خود بھی زہد و

تقویٰ میں مشہور تھیں۔

اُن کے عُقم اور سِن رسیدگی کا ذکر انجیل میں بھی ہے :-

"ذکریا نے فرشتہ سے کہا، مَیں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ مَیں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی سن رسیدہ ہے" (لُوقا : ۱۰ - ۸۱)

"ان کے اَولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے" (لوقا ۱ : ۷)

۶۳ اُمّكَ

(تیری ماں) (طٰہٰ : ع ۲ (دوبار)

دونوں جگہ خطاب حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) سے ہے۔ پہلی جگہ یہ کہ، ہم نے تمھاری ماں کو الہام کیا، جو کیا، اور دوسری جگہ یہ کہ ہم نے تمھیں واپس کر دیا، تمھاری ماں کی طرف۔ ایک محترم صاحب الہام بی بی تھیں

مُلاحظہ ہو عنوان : اُمِّ مُوسیٰ

۶۴ اُمُّكِ

(تیری ماں) (سُورہ مریم : رکوع ۲)

حضرت مریمؑ سے اُن کی قوم والوں کا خطاب: تمھاری ماں تو کبھی بدکارہ نہ تھیں، حضرت مریمؑ کی والدہ کا حسنہ آیا ہے اور اُنہیں کی پاکبازی کی تصدیق رجالِ اسرائیل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو، عنوان : امرأۃ عِمرَان

۶۵ اُمِّ مُوسیٰ

(موسیٰ کی ماں) (سُورۃ القصص : رکوع ۱) دوبار

پہلی جگہ ہے کہ :-

"ہم نے مُوسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اُنہیں دودھ پلاؤ" اور دوسری جگہ ہے کہ "جب مُوسیٰ کی ماں ان کو تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال چکیں تو ان کا دل بے قرار ہوا"

دونوں جگہ مزید تفصیلات بھی بیان ہوئی ہیں۔

توریت میں اس واقعہ کا بیان یوں آیا ہے :-

وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹے کو جنم دیا اور اُس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا، اور جب آگے کو نہ چھپا سکی تو اس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر لاسا اور رال لگایا، اور لڑکے کو اس میں رکھا، اور اس نے اُسے دریا کے کنارے پر جھاؤ میں رکھ دیا۔" (خروج: ۲، ۱، ۳)

توریت میں ہے کہ یہ خاتون لاوی بن یعقوب کی نسل سے تھیں۔

مُلاحظہ ہو عنوان : اُمّكِ

(ان کی ماں) (المائدہ: رکوع ۳-۱۰) (المؤمنون: رکوع ۷)

(٦٦) **اُمّہٗ** پہلی جگہ ہے کہ: "اللہ کو کون روک سکتا ہے اگر وہ مسیح بن مریم اور ان کی ماں کو ہلاک کر دینا چاہتے"۔ اور دوسری جگہ یہ کہ "(مسیح کی) ماں بڑی پاکباز و صالحہ عورت تھیں"۔ اور تیسری جگہ یہ ہے کہ "ہم نے ابنِ مریم اور ان کی ماں کو ایک نشان بنا دیا"۔

لفظ صدیقہ کا پورا مفہوم اُردو لغت میں وَلیّہ یا وَلی بیوی ہی سے ادا ہوتا ہے"۔

ملاحظہ ہو، عنوانات : مَرْیَم

(ان کی ماں) (سُورۃُ القصص : رکوع ۲)

(٦٧) **اُمّہٖ** حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ذکر میں ہے کہ :-

پھر ہم نے انہیں واپس کر دیا، اُن کی آل کے پاس"

توریت میں اس موقعہ پر ہے :-

--- چھوکری گئی اور لڑکے کی ماں کو بُلا کر لے آئی، فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا میں دَرماہا دوں گی، اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا"۔

(خروج : ۲- ۸ - ۹)

مُلاحظہ ہوں عنوانات : اُمّكَ وَ اُمِّ موسٰی

(۶۸) **اُمّيَ** (میری ماں) (المائدہ : رکوع ۱٦)

روزِ حشر کے سلسلہ میں ہے کہ : "جب اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ : اَے عیسٰی ابن مریم ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بنالو"

کھلا ہوا اشارہ حضرت مریم (علیہ السّلام) کی جانب ہے جو مسیحیوں کے بعض فرقوں کے ہاں اُلوہیت کی تیسری اقنوم ہیں اور جن کی کھلی ہوئی پرستش ان فرقوں میں ہوتی ہے اور بعض اَور فرقوں میں بھی ان کی نیم معبودانہ حیثیت مثل دیوی کے ہے۔۔

مُلاحظہ ہو عنوان : مَریَم

(۶۹) **اَهلَ لبَیتِ** (گھروالے) (سورۃ ہُود : رکوع ۷)

فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے گھر میں : اَے تم اللہ تعالےٰ کے نام میں تعجب کر رہی ہو۔ اَے (نبی کے) گھروالو! تم پر (تو) رحمت (خصوصی اور برکتیں (نازل ہی ہوتی رہتی ہیں)۔

اصلاً مخاطب حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ اُولےٰ حضرت سارہ رضہ ہیں۔

(۷۰) **اَهلُ البیتِ** گھروالے (سُورۃ الاحزاب : ع ۴)

زَوجِ النّبیؐ کے سلسلے میں : اللہ تعالےٰ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اَے (نبی کے) گھروالو! تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو خوب نکھار دے۔

سیاق میں کھلی ہوئی مُراد اَزواجِ مُطہرات سے ہے اور یہی معنےٰ سَلف سے منقول بھی ہیں۔

نَزلَت فی نساۤءِ النّبی خاصّۃً (ابن کثیر۔ عن ابن عبّاس رض) ارَادَ باَھلِ البیت نساۤءَ النّبی (معالم۔ عن ابن عباس رض) نزلتْ فِی

نساءِ النّبی صلّی اللہُ علیہ وسلّم خاصّۃً (ابن جریر، عن عکرمہؓ)

لیکن محقّقین اہلِ سنّت نے لکھا ہے کہ لفظ کی وسعت مفہوم رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں اور نواسوں اور داماد کو بھی شامل ہے اور اس معنٰی کی سند حدیث نبوی میں موجود ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : بَعْضُ اَزْوَاجِہٖ ۔ نِسَآءَ النّبی

۷۱ اَھلِ مدین

(مَدین والے) (طٰہٰ : ع ۲ ۔ القصص : ع ۵)

پہلی جگہ حضرت مُوسٰی علیہ السّلام سے خطاب ہے کہ تم (کئی سال) مَدین والوں کے درمیان رہے ہے۔ دوسری جگہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے خطاب ہے کہ نہ آپ مَدین والوں کے درمیان مقیم رہے کہ اُنہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سُناتے۔

ملاحظہ ہو عنوان : اصحٰبُ مدین

نیز ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی : عنوان : مَدین

۷۲ ایُّوب

(ایوبؑ) (النساء : ع ۲۲، انعام : ع ۱۰ ۔ انبیاء : ع ۶ ۔ ص : ع ۴)

نام نامی پہلی جگہ دوسرے انبیائے کرام کے ساتھ یں آیا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ اور ایوب اور ۔۔۔۔۔۔ پر وحی بھیجی تھی۔ دوسری جگہ بھی ذکر اسی طرح آیا ہے کہ اور ابراہیمؑ کی نسل سے اور داؤد اور سُلیمان اور ایوب ۔۔۔۔۔۔ تیسری آیت میں یوں کہ : اور ایوبؑ کا ذکر کیجیے، جب اُنھوں نے اپنے پروردگار کو پُکارا کہ مَیں آزار میں مبتلا ہوں اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے چوتھے مقام پر ہے کہ : ہمارے بندہ ایوبؑ کا ذکر کیجیے، جب اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پُکارا کہ شیطان نے مجھے رنج و آزار پہنچایا ہے۔

یہ (حضرت) ایوبؑ پیمبر اسرائیلی نہ تھے لیکن ابراہیمی و اسحاقی تھے، یعنے

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے پانچویں پشت میں تھے۔ حضرت اسحٰق کے بڑے صاحبزادے اور حضرت یعقوبؑ کے بڑے بھائی عیص کی نسل سے، قیام سرزمین عوص (ی ما) میں تھا۔ عرب کے شمال و غرب میں اور فلسطین کی مشرقی سرحد سے متصل

آپ کی عمر روایات یہود میں ۲۱۰ سال کی آئی ہے اور آپ کا زمانہ فرزندان یعقوبؑ کی ہمعصری کا تھا۔

آپ امیر کبیر اور بڑے صاحب ثروت تھے، عہد عتیق میں ہے۔

"عوص کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا، اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے، ایسا کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا" (ایوب ۱: ۱، ۳)

اور پھر اسی کتاب ایوب کے اسی باب اور ابواب مابعد میں آپ کی بدترین آزمائشوں اور اس کے بعد دوبارہ دنیوی نعمتوں سے سرفراز کرنے کا بھی ذکر ہے۔

قرآن مجید میں اجمالاً صرف اتنا ذکر ہے کہ ان پر ایک سخت وقت آزمائش کا آیا اور مصائب نے ان پر ہجوم کیا لیکن وہ صبر و شکر ہی سے دم لیتے رہے، بالآخر انہیں حکم ملا کہ ایک ٹھنڈے پانی کے چشمہ میں غسل کریں، اس سے پئیں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے فضل و رحمت میں ڈھانپ لیا۔ اور مصائب سے نجات دے کر انہیں فضل و عطا سے ازسرنو مالا مال کر دیا، خانماں بربادی اور تنگدستی اور جسمانی بیماریاں سب دور ہو گئیں اور وہ بڑے صابر و شاکر بندے نکلے، تفسیروں میں ان واقعات کی بڑی تفصیل آئی ہے۔

ب

۷۳ **بَشَرٌ** (فلاں) انسان (سُورۃُ النّمل :ع ۱۴)

بشر، مُطلق انسان کو کہتے ہیں اور اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے، لیکن اس مقام پر اشارہ ایک متعیّن فرد کی جانب ہے ارشاد ہوا ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں (فلاں) آدمی سکھایا جاتا ہے۔

عرب منکرین قرآن کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ قرآن سے غیر متاثر رہیں، متاثر تو بہر حال ہوتے، اور آخر میں جز بز ہو کر یہ کہنے لگتے کہ اتنا مؤثر کلام ان اُمّی کا تو ہو نہیں سکتا۔ یہ کوئی نہ کوئی سکھا پڑھا جاتا ہے اور جب اس "کوئی نہ کوئی" کی تلاش شروع ہوئی تو بوکھلاہٹ میں نام کبھی اس کا لے دیتے اور کبھی اُس کا۔ آخر اپنے نزدیک بڑی ریسرچ کرکے بولے، کہ یہ کام تو فلاں رُومی نصرانی غلام کا ہے، یہ ابن الحضرمی کا غلام تھا اور انجیل وغیرہ سے واقف تھا۔ رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی باتوں کو شروع ہی سے توجہ و دلچسپی سے سنتا تھا اور اسی لئے آپ بھی کبھی کبھی اس کی دوکان پر جا بیٹھتے تھے اس کا نام ابنِ ہشام نے جبیر لکھا ہے، شدّتِ عناد میں اُنہیں اتنی موٹی بات بھی نہ سوجھی کہ ایک رُومی کی زبانِ عربی اتنی فصیح و بلیغ ہو کیوں کر ہو سکتی ہے۔

۷۴ **بَعْضُ اَزْوَاجِہٖ** (اپنی کسی بیوی سے) (التحریم : ع ۱)

ملاحظہ ہو عنوان : اَزْوَاجِہٖ

۷۵ **بَعْلًا** (بعل) (سُورۃُ الصّٰفّٰت : رکوع ۶)

لفظ بطورِ علم کے ایک ہی بار آیا ہے، حضرت الیاس ؑ نبی اپنی قوم والوں سے کہتے ہیں۔ کیا تم بَعل کو پکارتے ہوئے ہو اور احسنُ الخالقین کو

کو چھوڑے ہوتے ہو،

بعل فینیقی قوم (PHONICIANS) کے سب سے بڑے دیوتا کا نام تھا بعض کے نزدیک یہ سورج دیوتا کا مرادف تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرزند احی اب (AHUB) نے جس کا عہدِ حکومت ۸۷۶ ق م تا ۸۵۳ ق م ہے، غیر قوموں سے بیویاں لانا شروع کیں، تو ان میں سے کوئی اپنے ہمراہ بعل پرستی بھی شاہی محل میں لے آئی اور یوں بعل پرستی اسرائیلی قوم میں آگئی، انبیاء اسرائیل نے اس نئے شرک کا مقابلہ پوری قوت سے کیا اور ان میں سب سے ممتاز نام الیاس نبی کا ہے، آپ کی قوم فلسطین کے غربی وسطی علاقہ سامرہ (SAMARIA) میں آباد تھی، اور وہیں بعل کی پوجا زور و شور سے جاری تھی،

توریت اور عہدِ عتیق کی دوسری کتابوں میں بعل پرستی کا ذکر بڑی کثرت سے آیا ہے، بائبل کے محققین نے لکھا ہے کہ بعل کے لفظی معنے "مالک" کے ہیں اور یہ نام کسی ایک متعین دیوتا کا نہ تھا، بلکہ ہر علاقہ کے مختلف بعل ہوا کرتے تھے، یہ اگر صحیح ہے تو اس سے قرآن مجید کے لفظ بعلاً کے صیغہ تنکیر کی معنویت پر پوری روشنی پڑجاتی ہے

ملاحظہ ہو عنوان : الیاس

(۷۶) بَنَاتی

(میری بیٹیاں) (سورۃ ہود : ع ۷) الحجر : ع ۵)

یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حضرت لوط علیہ السلام نبی کی زبان سے، پہلی جگہ وہ اپنی قوم کے بدکاروں کے مجمع کے سامنے کہتے ہیں کہ:

"اے میری قوم والو! یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں، یہ تمھارے حق میں پاکیزہ ہیں"

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں:۔

"یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں، اگر تمھیں کچھ کرنا ہی ہے"

حضرت لُوط علیہ السّلام کی صُلبی بیٹیاں حسبِ روایت توریت کل دو تھیں، جو شادی شدہ تھیں، اور ان کے متعلق توریت میں ایک گندہ قِصّہ درج ہے، قرآنی سیاق میں مُراد صُلبی بیٹیاں نہیں بلکہ اُمّت کی عام عورتیں مُراد معلوم ہوتی ہیں، جو پیغمبر کے لئے بمنزلہ بیٹیوں ہی کے ہوتی ہیں، تابعین سے لے کر ساتویں آٹھویں صدی کے اکابر مفسّرین تک نے یہی قول اختیار کیا ہے اور اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے ذکر صیغہ جمع میں کیا ہے۔ صُلبی بیٹیاں اگر مُراد ہوتیں تو صیغہ تثنیہ ہونا تھا اور اس گفتگو سے جو مقصود حضرت لُوط علیہ السّلام کا تھا، وہ بھی کل دو بیٹیوں سے کسی طرح نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔

(۷۷) بنُو اِسرائیل

(بنی اسرائیل) (یونس : ع ۹)

اس خاص صیغہ کے ساتھ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے، فرعون اپنی عین غرقابی کے وقت کہتا ہے کہ مَیں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان ، بنی اسرائیل، اولادِ اسرائیل کے لئے۔

ملاحظہ ہو، عنوان : آل یعقوب

(۷۸) بنی آدم

(بنی آدم) سورۃ الاعراف : ع ۳ (۳ بار) وع ۴)

پہلی آیت میں خطاب یوں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا۔ جو تمہارے پردہ والے بدن کو چھپاتا ہے اور (موجب) زینت بھی ہے، معًا بعد دوسری آیت میں ہے کہ اَے بنی آدم! نہ ہو کہ شیطان تمھیں کسی خرابی میں ڈال دے، جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنّت سے نِکلوا دیا۔ تیسری آیت میں ہے کہ اَے بنی آدم، ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ، پیو، لیکن اسراف سے کام نہ لو، اور چوتھی جگہ ہے کہ بنی آدم! اگر تمہارے

پاس تمھیں میں سے رسول آتیں جو تم سے میرے احکام بیان کریں۔

مُراد ساری نسلِ انسانی ہے، اسلام میں سارے انسانوں کی پیدائش خواہ وہ کسی نسل، کسی قوم، کسی ملک کے ہوں حضرت آدم علیہ السّلام اور اُن کی زوجہ حضرت حوّاء ہی سے مانی گئی ہے اور لفظ بنی آدم پوری نسل انسانی کی وحدت اور اس کے باہمی بھائی چارے پر دلالت کر رہا ہے۔

توریت میں نام کے ساتھ حضرت آدمؑ کے تین لڑکوں کا ذکر ہے، قائن (قابیل) ہابل (ہابیل) اور سیت (شیث) اور مطلق صورت میں ہے کہ اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔" (پیدائش ۵:۵)

۷۹ بنی اسرائیل

(بنی اسرائیل)

سورۃ البقرہ سے لے کر سورۃ الصف تک تقریباً چالیس (۴۰) بار یہ لفظ آیا ہے اکثر بصورت خطاب

اسرائیل دوسرا نام حضرت یعقوبؑ (۲۰۰۰ق م تا ۱۸۵۰ق م) کا ہے، آپ کے بارہ فرزندوں سے جو نسل آگے چلی، وہی بنی اسرائیل کہلائی اور اس کا مذہب یہودیت ہے۔ ایک مذہبی نسل کے اعتبار سے تاریخ میں اس کی عظیم الشان اہمیت ہے، توحید کے علمبردار یہ بحیثیت ایک قوم و نسل کے بھی ایک مدت تک دنیا میں رہی ہے اور سو دو سو سال تک نہیں، تقریباً دو ہزار سال تک اس نسل کے اندر انبیاء و مرسلین پیدا ہوتے رہے اور دنیوی عروج بھی اسے صدیوں تک حاصل رہا۔ (حضرت) داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) جیسے عظیم الشان بادشاہ اور یوسف جیسے عظیم المرتبت وزیرِ سلطنت اسی قوم سے اُٹھے، قرآن مجید میں یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے، مُراد حضرت یعقوب علیہ السّلام کے صُلبی بیٹے نہیں، بلکہ نسلِ اسرائیل ہے۔

ظہورِ اسلام کے وقت یہ لوگ اپنے وطن شام (یا اگر اُسے محدود کر دیجئے تو فلسطین) سے نکل کر ایک طرف عراق اور دوسری طرف مصر وغیرہ اطراف شام میں پھیل چکے تھے اور اُن کے بعض قبیلے حجاز میں آ بسے تھے خصوصًا شہر یثرب (جس کا نام ہجرتِ نبوی کے بعد مدینۃ النبی پڑا) کے حوالی میں یہ لوگ مالدار تھے، ساہوکار تھے اور تجارت کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ سحر، کہانت اور عملیات وغیرہ میں ممتاز تھے، مشرکینِ عرب ان کے علم و فضل کے قائل تھے۔ اُن کی تہذیب و تمدن سے متأثر تھے اور مالی و معاشی معاملات میں بھی اُنہیں حاجت رَوا سمجھتے تھے۔

قرآن مجید نے بار بار ان پر اللہ تعالےٰ کے انعامات خصوصی کا ذکر کیا ہے اور تکرار کے ساتھ ان کی افضلیت کی صراحت کی ہے اور مشرکین کو بار بار ان کی طرف رجُوع کرنے کی ہدایت کی ہے، ساتھ ہی قرآن مجید نے ان کی بداعمالی اور زبوں حالی، بد دیانتی، حَرام خوری، بَدعہدی، مُسلم آزاری، سنگدلی، پیغمبر کُشی اور پیغمبر آزاری کی پردہ دری بھی شدّ و مد سے کی ہے۔

⑧⓪ بَنِیہِ

(اپنے بیٹوں (کو) اپنے بیٹیوں (سے)

(البقرۃ : رکوع ۱۴ (دو بار)

لفظ دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے، پہلی جگہ : اور اسی (توحید) کا حکم کر کے ابراہیمؑ اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ کو بھی۔ دوسری جگہ حضرت یعقوبؑ کے ذکر کے بعد کہ : جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم کس کی پرستش کرو گے میرے بعد۔

فرزندانِ ابراہیم کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : 'ال ابراھیم

فرزندانِ یعقوب کے لئے ملاحظہ ہو۔ عنوان : 'ال یعقوب

ت

⑧١ تُبَّع

(قوم تُبَّع) (الدخان : ع۲) ق : ع۲)

پہلی جگہ ہے کہ آیا یہ لوگ (یعنی قریش) بڑھ کر ہیں یا تبّع والے، دوسری جگہ : مکذّب اُمتوں کے ذکر میں ہے کہ ثمود اور عاد اور فرعون اور لُوط والے اور اہلِ ایکہ اور قوم تُبّع، سب تکذیب پیغمبروں کی کر چکے تھے۔

پچھلی تاریخ میں جنوب عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کے ایک خاندان کا لقب تُبّع ہوا ہے، جس طرح مُلوک وسلاطین، مِصر کے ایک خاندان کا لقب فرعون تھا، یہ خاندان اپنے وقت کے عظیم الشان وجلیل القدر فرمانرواؤں کا تھا اور ان کے حُدودِ سلطنت علاوہ حمیر، حضرموت اور علاقہ سبا کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک وسیع تھے، اس خاندان میں فرمانروائی تقریباً ڈھائی سو سال تک رہی، ان کے زمانے کا تخمینہ ظہورِ اسلام سے سات آٹھ صدیوں قبل کا کیا گیا ہے۔

مؤرخ ابن حبیب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جس تبّع کا ذکر آیا ہے اس کا نام زید بن یمال تھا اور ابن ہشام میں ہے کہ اس نے مدینہ منورہ سے یمن تک سڑک بنوادی تھی، جب مشرق سے مدینہ تک آیا تھا اور اُسی سڑک سے اپنے وطن کو آنا جانا تھا، عرب، تُبّع کی عظمت، جلالت سے واقف ہی نہ تھے، بلکہ اُن کے ہاں یہ بطورِ ضربُ المثل مشہور و زبان زد تھی۔

ث

⑧٢ ثمود

ثمود (الاعراف : رکوع ۱۰) (التوبۃ : رکوع ۹)

(ہود: رکوع ۶) (۳ بار) (ہُود : ع ۸) بنی اسرائیل : ع ۷) (الفرقان :ع ۴)
(الشعراء : ع ۴) النمل : رکوع ۴) (عنکبوت : ع ۴) (ص : ع ۱)
(المؤمن : ع ۴) (حمٓ السجدہ : ع ۲ (دو بار) (ق : ع ۱) (والذاریات: ع ۲)
(والنجم: ع ۳) (والقمر: ع ۲) (الحاقہ : ع ۱) (دو بار) (الفجر: ع ۱) (والشمس: ع ۱)
ذکر کل ۲۳ بار آیا ہے، پہلی بار یوں کہ :

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔

دوسری بار یوں کہ :۔

کیا اِن (اہلِ عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو اِن سے قبل ہو چکے ہیں"

تیسری مرتبہ یوں کہ :

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا)

چوتھی اور پانچویں بار یوں کہ :۔

خوب سُن لو کہ قومِ ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، خوب سُن لو کہ قوم ثمود کو دُوری نصیب ہوتی "

چھٹی آیت میں یوں کہ :۔

خوب سُن لو کہ مدین کو دُوری ہوئی جیسی دُوری کہ ثمودؑ کو ہو چکی تھی "

ساتویں آیت میں یوں کہ :۔

اور ہم نے ثمود کو اُونٹنی دی تھی، ذریعۂ بصیرت کے طور پر، اُنھوں نے بڑا ظلم اس کے ساتھ کیا۔

آٹھویں مرتبہ یوں کہ :

(ہم نے ہلاک کیا اسی طرح) عاد اور ثمود اور اصحاب رَس کو"

نویں آیت میں یوں کہ :۔

اور قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا"

دسویں بار یوں کہ :۔

اور ہم نے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح ؑ کو بھیجا گیا"

گیارہویں مرتبہ یوں کہ :۔

اور عاد و ثمود کو (بھی ہم نے ہلاک کیا) اور یہ تم پر ان کے مسکنوں سے ظاہر ہو چکا ہے"

بارہویں آیت میں یوں کہ :۔

اور ثمود اور قوم لوطاور اصحاب ایکہ نے (بھی) تکذیب کی تھی۔

تیرہویں مرتبہ یوں کہ :۔

مجھے تمہارے لئے دوسری اُمتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے جیسا کہ قوم نوح و قومِ عاد و قوم ثمود اور اسکے بعد والوں کا حال ہوا تھا"

چودھویں آیت میں یوں کہ :۔

آپ کہہ دیجیئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی تھی"

پندرھویں مرتبہ یوں کہ :۔

اور جو ثمود والے تھے ہم نے انہیں راہِ ہدایت دکھائی مگر اُنہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا"

سولہویں مرتبہ یوں کہ :

ان لوگوں کے قبل قوم نوح اور اصحاب رس اور قوم ثمود ......
سب تکذیب پیغمبروں کی کر چکے ہیں"

سترہوں آیت میں یوں کہ :۔

"اور ثمود کے قصہ میں (بھی عبرت ہے) جبکہ اُن سے کہا گیا کہ چند روز اَور چین کر لو۔"

اٹھارویں مرتبہ یوں کہ:۔

"اور (وہ وہی ہے کہ) اُس نے ثمود کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔"

انیسویں آیت میں یوں کہ:۔

"ثمود نے جھٹلایا ڈرانے والوں کو۔"

بیسویں اور اکیسویں مرتبہ یوں ہے کہ:۔

"ثمود اور عاد نے تکذیب کی (اس) کھڑکھڑانے والوں کی۔ سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔"

بائیسویں مرتبہ یوں کہ:۔

"(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے) ثمود والوں کے ساتھ (کیا کیا) جو وادیوں میں پتھروں کو تراشتے تھے۔"

تیئسویں بار یوں کہ:۔

"قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بناء پر تکذیب کی۔"

ثمود نامی ایک مشہور سامی قوم عرب قدیم میں گزری ہے، بڑی پُرقوت و شوکت، اصل نام قوم کے مُورثِ اعلیٰ کا تھا، اور اسی کے نام پر اس وقت کے دستور کے مطابق قوم کا نام بھی پڑ گیا، شجرۂ نسب جو زیادہ مشہور ہے، یہ ہے۔ ثمود بن جیشر بن ارم بن سام بن نوح۔ سلطنتِ عرب کے شمالی و مغربی حصہ میں قائم تھی۔ دار الحکومت کا نام الحجر تھا، اب اُسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ تعمیری انجینیری اور سنگ تراشی اس قوم کے نمایاں جوہر رہے ہیں

ملاحظہ ہو عنوان: صالح

ج

۸۳ جالوت

جالوت (سُورۃ البقرۃ : رکوع ۳۳ (تین بار)

نام تینوں بار ایک ہی سیاق وسلسلۂ بیان میں آیا ہے۔

اسرائیلی اپنے غنیم کی فوج کو کثرت وشوکت کو دیکھ کر بولے، آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی سکت نہیں۔

دوسری آیت میں نام یوں آیا ہے :۔

"جب وہ لوگ جالُوت اور اُس کے لشکروں کے مُقابل آئے"

تیسری جگہ یہ ہے :۔

"کہ داؤد نے جالوت کو ہلاک کر دیا"

فلسطی فوج کا نامور سردار جالُوت بڑے تن وتوش کا پہلوان تھا، انسان کا ہے کو تھا، پورا دیوزاد تھا۔ (عہد عتیق) (سموئیل : ۱۷ : ۴ وغیرہ) میں اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے، ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قد دس فٹ کا تھا اور بجز چہرہ کے سر سے پیر تک آہن پوش رہتا تھا، تنہا اس کی سپر کا وزن تین مَن کا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام جو آگے چل کر نبوت سے بھی سرفراز ہوتے، طالوت کی فوج میں بطور ایک نوعمر سپاہی کے شامل تھے، آپ نے فلاخن سے ایک پتھر تاک کر اسے مارا کہ وہ اس کی پیشانی پر پڑا، اور وہ گر کر ہلاک ہوگیا۔

طالوت کا سالِ وفات سنہ ۱۰۱۲ ق م ہے، یہ جنگ سنہ سے چند سال قبل ہوئی تھی،

۸۴ جبرئیل

(جبرئیل) (سُورۃ البقرۃ : ع ۱۲ (۲ بار) التحریم : ع ۱)

پہلی جگہ ہے، کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبرئیل کا مخالف ہے تو انہیں نے تو اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اُتارا ہے۔ دوسری آیت میں اسی سے متصل ہے جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اُس کے فرشتوں یا اس کے پیغمبروں کا یا جبرئیل اور میکائیل کا، تو اللہ (بھی) بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔ اور تیسری جگہ رسول اللہ کے تذکرہ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی اُن کا دوست ہے اور جبرئیلؑ اور صالح مؤمن بھی۔

جبرئیلؑ، اسلامی اصطلاح میں، نام ایک فرشتہ اعظم ہے اور فرشتے معلوم ہو چکا ہے کہ نوری مخلوق ہوتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے سپرد ایک اہم ترین خدمت انبیاءِ کرام علیہم السّلام تک وحی الٰہی کے پہنچانے کی رہتی تھی، انہیں کے دوسرے نام رُوح الامین اور رُوح القُدس ہیں اور بعض نے مطلق الرّوح سے بھی اشارہ انہیں کی جانب سمجھا ہے۔ قرآن مجید میں ان کا صفاتی ذکر بھی آیا ہے مثلاً ذِی قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ہ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (تکویر) یا عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم) حدیث میں ان کے جلالت قدر اور قوت و شوکت کی بہت ساری تفصیلات ملتی ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ اِن کے پر ۶۰۰ ہیں۔

یہود وُجودِ ملائکہ کے قائل ہیں بلکہ خود حضرت جبرائیلؑ کو بھی ایک فرشتہ اعظم مانتے ہیں، لیکن اپنی نادانی سے خیال یہ جما لیا ہے کہ وہ فرشتہ عذاب و ہلاکت ہیں، چنانچہ عہد عتیق میں ذکرِ مکرر ایک ایسے فرشتے کا آیا ہے جو لوگوں کو مارتا تھا؛ (۲ : سموئیل ۲۴ : ۱۶ : ۱۷) اور احبارِ یہود نے بھی شرح یہی لکھی ہے کہ مُراد حضرت جبرئیل ہیں، مسیحی عقیدہ حضرت جبرائیلؑ سے متعلق اِسلامی عقیدہ سے قریب تر ہے۔ (انجیل : لوقا : ۱ - ۱۹ - ۲۶) میں دو جگہ اُن کا ذکر اس طرح ہے کہ حضرت زکریا اور حضرت مریم (علیہم السّلام) دونوں کو اولاد کی بشارت دینے

کے لئے یہی آتے تھے۔

ح

۸۵ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ

لکڑی اُٹھانے والی۔ (سورۃ اللّھب)

(ملاحظہ ہوں عنوانات : ابی لہب : وامرأتہٗ)

۸۶ حوارِیّون حوارئین

حواریّون / حوارئین

(سورۂ آل عمران : رکوع ۵) (سورۃ المائدہ : رکوع ۱۵) ۲ بار

سورۃ الصّف : رکوع ۲ (دو بار)

پہلی آیت میں ہے کہ جب مسیح نے کہا کہ میرا مدد گار کون ہوگا تو حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مدد گار۔

اور دوسری جگہ یہ یاد دلایا ہے کہ: جب میں نے حواریوں کو ایماء کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں۔

اور تیسری بار اسی سے بالکل متصل ہے کہ: جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسٰی ابن مریم الخ

چوتھی اور پانچویں جگہ ہے کہ جیسے عیسٰی ابنِ مریم نے حواریوں سے کہا کہ میرا کون مدد گار ہوگا اللہ کے لئے، حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مدد گار۔

حوارِی کے لفظی معنیٰ کپڑا دھو کر اُسے اُجلا کرنے والے کے ہیں۔

"اصلُ الحُورفی اللغۃ البیاضِ وحوّرتَ الثّیابِ بیضتھا (قرطبی)

حضرت مسیحؑ کے ابتدائی مُرید چونکہ عموماً دریا کے کنارے کام کرنے والے ماہی گیر تھے، اس لئے آپ کے کل رفیقوں، شاگردوں کے لئے بھی یہی نام پڑ گیا، اور اس کے مجازی معنیٰ مطلق مخلص مدد گار کے قرار پا گئے، چنانچہ حدیث

میں حضرت زبیر رض کے لئے بھی حواری رسُول کا لفظ آیا ہے۔

قرآن نے اُسے مسیح ؑ کے صحابیوں کے لئے مخصوص رکھا ہے۔

مسیح کے بارہ حواری تو مشہور ہیں لیکن بعض مسیحی نوشتوں میں ان کی تعداد ۷۰ یا ۷۲ بھی لکھی ہے۔ بارہ مشہور حواریوں کے نام انجیل، متی (۱۰، ۲، ۴) میں درج ہیں۔

د

(۸۷) داؤد

(داؤدؑ) (البقرۃ : ع ۳۲) النساء : ع ۲۲) المائدہ : ع ۱۱) الانعام : ع ۱۰) بنی اسرائیل : ع ۶) الانبیاء : ع ۶ (دوبار) النّمل : ع ۲ (دوبار) سَبا : ع ۲ (دوبار) ص : ع ۲) ع ۳ (چار بار)

ذکر ۱۶ بار آیا ہے، پہلی بار یوں کہ :۔

"داؤد نے جالوت کو ہلاک کر ڈالا اور اللہ نے ان کو بادشاہی اور دانائی عطا کی اور جو کچھ چاہا اُن کو سکھا دیا"

دوسری آیت میں یہ ہے کہ :۔

"ہم نے داؤدؑ کو ایک صحیفہ عنایت کیا"

تیسری آیت میں یہ کہ :۔

"جن لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کیا اُن پر لعنت ہوئی داؤدؑ اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے"

چوتھی جگہ یوں کہ :۔

"اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور اُن کی نسل میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور . . . . . کو"

پانچویں آیت میں یوں کہ :-

"کہ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو ایک صحیفہ عطا کیا"

چھٹی بار یوں کہ :

"اور داود اور سلیمانؑ کا بھی (ذکر کیجئیے) جب وہ کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے"

اور ساتویں آیت میں یوں کہ :-

"کہ ہم نے داؤد کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو وہ اور پرندے تسبیح کرتے رہتے تھے"

اور آٹھویں آیت میں یوں کہ :-

"اور ہم نے داؤد اور سلیمانؑ کو ایک خاص علم عطا فرمایا"

اور نویں بار یوں کہ :-

"اور سلیمان جانشین ہوتے داؤد کے"

اور دسویں بار یوں کہ :-

اور ہم نے داؤدؑ کو اپنی طرف سے ایک (بڑی) فضیلت دی تھی"

اور گیارہویں باریہ حکم کہ :-

✓ اے داؤد کے خاندان والو! تم شکریہ میں نیک کام کرتے رہو"

اور بارہویں بار یوں کہ :-

اور ہمارے بندے داؤدؑ بڑی قوت والے کو یاد کیجیئے وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے"

اور تیرھویں جگہ یوں کہ :-

آپ کو ان اہلِ مقدمہ کی بھی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پھاند کر حجرہ میں

داؤدؑ کے پاس آگئے اور آپ اُن سے گھبرا گئے"

چودھویں مرتبہ یوں کہ :-

اور داؤدؑ کو خیال ہوا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے تو اُنہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے"

اور پندرھویں مرتبہ یوں کہ :-

"اے داؤدؑ ! ہم نے زمین پر آپ کو خلیفہ بنایا ہے تو آپ لوگوں کے درمیان انصاف کرتے رہیئے"

اور سولھویں بار یوں کہ :-

"ہم نے داودؑ کو سُلیمان عطا کیا"

یہ حضرت داؤد بن یسی بن عدید (سنہ ۱۰۲۴ ق تا سنہ ۹۶۲ ق) اسرائیلی سلسلہ کے ایک ممتاز پیغمبر برحق گزرے ہیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ دنیوی حکومت وسلطنت سے بھی سرفراز تھے۔

پھر طالوت (نسل اسرائیلی کے فرمانروا) کی فوج میں ایک نوجوان سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوئے اور دادِ شجاعت غیر معمولی حد تک دی، پھر طالوت کے داماد ہوتے، پھر جب طالوت مع اپنے فرزند کے میدانِ جنگ میں کام آگئے تو قبیلہ یہوُدا نے آپ ہی کو اپنا بادشاہ منتخب کیا اور دو سال کی کش مکش کے بعد باقی اسرائیلی قبیلوں نے بھی آپ پر اتفاق کر لیا۔ سات سال تک آپ نے اپنا پایۂ تخت ہبرون (موجودہ الخلیل) رکھا۔ اس کے بعد یروشلم کو دشمنوں کے قبضہ سے نکال کر اسے اپنا دارُالحکومت بنایا، اپنے گرد وپیش کے حکمرانوں کو مُسخر و مغلوب کیا، اور اپنے حدودِ سلطنت کو خوب وسیع کیا، آپ کا عہدِ حکومت تاریخ اسرائیل میں فتوحاتِ مُلکی اور حُسنِ انتظام ملکی کے لئے یادگار ہے۔

آپ صنعت زرہ سازی سے واقف تھے اور آپ کی آواز میں وہ درد و اثر تھا کہ پرندے تک اس سے متاثر ہو جاتے، قوم اسرائیل کو آپ کی ذات پر ناز ہے اور اپنے ہاں یہ لوگ آپ کو بطورِ نمونہ یا مثال کے پیش کرتے رہے ہیں،

ذ

۸۸ ذُالقَرنَین
ذی القَرنَین

ذوالقرنین
(سُورۃ الکہف : رکوع ۱۱) تین بار

نام تین جگہ آیا ہے - پہلی جگہ ہے کہ :-

"لوگ آپ سے ذوالقرنین کی بابت دریافت کرتے ہیں"

دوسری جگہ یہ ہے کہ :-

"ہم نے کہا اَے ذوالقرنین تم چاہو تو اُنہیں سزا دو اور چاہو تو اُن کے ساتھ نرمی اختیار کرو"

اور تیسری جگہ یوں ہے کہ :-

"کہ وہ لوگ بولے کہ اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ملک میں بڑا فساد مچاتے رہتے ہیں"

نام اِنہیں تین مقامات پر آیا ہے، باقی قِصّۂ ذوالقرنین سے پورا رکوع بھرا ہوا ہے۔ خصوصًا اس کی کشور کشائیوں کے قصہ سے، سوال رسولُ اللہ صلّے اللہُ علیہ وسلّم سے قریش نے کیا تھا، یہود کے سکھانے پڑھانے سے۔

ذوالقرنین کے لفظی معنٰی "دو سینگ والے" کے ہیں۔ ایک اور معنٰی قوّت کے بھی ہیں، مجازی معنٰی اور بھی کئے گئے ہیں، محاورۂ یہود میں یہ علامت شوکت و اقتدار کی تھی، چنانچہ توریت اور عہدِ عتیق کے دوسرے صحیفوں میں بھی لفظ اسی

موقع پر آیا ہے۔ (مثلاً استثناء: ۲۳، ۱۲، ۱۷) اسموئیل: ۲، حزقی ایل ۲۹: ۲۱)

سیاقِ قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذُوالقرنین، قرآن کے مخاطبین اوّل یعنے اہلِ عرب کے لئے کوئی جانی پہچانی ہوئی شخصیت تھی۔ اَب اہلِ عرب اس نام کی چار شخصیتوں سے مانوس تھے۔

۱۔ ایک پُرقوت بادشاہ الصّعب بن فرین بن اہمال، یمن کے مُلوک حمیر میں گزرا ہے اور عرب کے مؤرخین خیال ہے کہ یہی قرآنی ذوالقرنین ہے۔

۲۔ سرحد ایران و عرب کے مُلک حیرہ کا ایک فرماں روا، خاندانِ لخمیہ کا منذر بن امرؤ القیس معروف بہ منذرُ الاکبر گزُرا ہے، اسے بھی ذوالقرنین کہتے ہیں اس لئے کہ اس کی پیشانی کے دونوں طرف گھونگر والے کاکل تھے، لیکن ان دونوں کو عرب سے باہر کوئی نہیں جانتا۔

۳۔ عام شہرت اس لقب کے ساتھ مشہور کشور کُشا سکندر مقدونوی یونانی ۳۵۶ ق م تا ۳۲۳ ق م کی ہے اور مفسرین کا بڑا گروہ اسی کو ذُوالقرنین قرآنی سمجھا ہے۔

وجب القطع بانّ المُراد بذی القرنین الاسکندر بن فیلقوسُ الیونانی (کبیر) اور آئمہ لغت نے اسے بطور ایک مسلّم حقیقت کے نقل کیا ہے اور سکندر یونانی کا فاتح شرق و غرب ہونا ظاہر ہے۔

۴۔ ایک اور مِصداق اس لقب کا ایرانی شہنشاہ و فاتح خورس (متوفی ۵۲۹ ق م) بھی سمجھا گیا ہے۔ سائرس اور کیخسرو اسی کے نام کے مختلف تلفظ ہیں، اہلِ تحقیق کا ایک گروہ اس شخصیت کے بھی حق میں ہے۔ یہ فارس اور میڈیا دونوں ملکوں کا متفقہ بادشاہ تھا، اور سکندر کی طرح یہ بھی ایک مشہور فاتح و کشور کُشا ہوا ہے۔"

سکندر مقدونوی کے ذوالقرنین قرار دینے کے حق میں جو رکاوٹ پیش آ رہی

ہے، وہ یہ کہ سکندر کے موحّد ہونے کی کوئی واضح شہادت نہیں ملتی، زیادہ سے زیادہ روایت اس کی ملتی ہے کہ وہ عام مشرک سلاطین کے برخلاف وقت کے دین توحید یعنی یہودیت کا ہمدرد تھا۔

(۸۹) ذُو الکِفْل

ذو الکِفل (الانبیاء : ع ٦)

نام ایک ہی جگہ آیا ہے اور دوسرے انبیاء پر عطف کر کے: اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذو الکفلؑ کا (آپ تذکرہ کیجئے) یہ سب صابروں میں سے تھے۔

اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آپ نبی تھے اور صفت، صابر سے یہ نکلتا ہے کہ مخالف حالات آپ کو خاص طور پر پیش آئے اور آپ ان میں ثابت قدم رہے قرآن مجید نے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا ہے، مفسرین کے ہاں اقوال مختلف ملتے ہیں، کسی نے کہا کہ آپ یوشع تھے، کسی نے کہا کہ آپ الیاس تھے اور کسی نے کہا کہ آپ زکریا تھے۔ وَقس علیٰ ھٰذا

ترجیحی قول یہ ہے کہ آپ ایک اسرائیلی نبی تھے اور عہد عتیق میں آپ کا نام حزقی ایل نبی آیا ہے۔ آپ کا تعارف صحیفۂ حزقی ایل کی ابتدائی آیتوں میں ہوا ہے اور پھر پوری کتاب میں آپ کے متعلق معلومات متفرّق و منتشر ملتے ہیں۔

کچھ اس کتاب سے اور کچھ دوسرے اسرائیلی نوشتوں سے آپ کے حالات حسبِ ذیل فراہم ہو سکے ہیں۔

۱۔ آپ کا وطن کالڈیا یا عراق تھا۔

۲۔ آپ بزرگ زادہ تو بہرحال تھے اور عجب نہیں کہ یہ نبی زادہ ہوں، آپ کے والد کا نام بوزی تھا، جو ایک قول کے مطابق یرمیاہ نبی کا دوسرا نام تھا۔

۳ سکونت تل ابیب میں تھی

۴۔ شادی شدہ تھے۔

۵۔ اسرائیلی حساب سے نبوت سے سرفراز ۵۹۲ قم میں ہوئے۔

۶۔ تربیت شام کے شہر نابلس کے قریۂ کفل میں پائی ہے۔

۷۔ مزار بیر نمرود کے قریب قریہ کفل میں ہے۔

۸۔ دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوکر وفات پاتی۔

۹۰ ذاالنّون

ذوالنّون، مچھلی والے (الانبیاء ع ۶)

ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے اور ذوالنّون کا بھی ذکر کیجیے، جب کہ وہ خفا ہوکر چلے گئے۔

آگے قِصّۂ باضافہ توضیحات تفسیری یہ مذکور ہے کہ ------ ناخوش ہوکر اپنے مُستقر کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس خیال میں رہے کہ بلا انتظار وحی اس طرح چلے جانے پر کوئی گرفت اُن پر نہ ہوگی، پھر انھوں نے تاریکی دَر تاریکی سے پُکار کر مُناجات کی، کہ اے اللہ! سوا تیرے کوئی معبود نہیں اور تُو ہی ہر عَیب سے پاک ہے، بے شک مَیں ہی قصُور وار ہوں۔ بس اللہ نے اُن کی سُن لی اور انہیں غم سے نجات دے دی جیسا کہ وہ اہلِ ایمان کو نجات دیتا ہی رہتا ہے۔

لقب حضرت یونس (علیہ السّلام) نبی کا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : یونس : صَاحِبِ الحُوتِ

ر

۹۱ رَجُلٌ مُؤمِنٌ

(ایک مردِ مسلمان) (سُورۃ المؤمن : رکوع ۴)

ذکر یوں آیا ہے کہ : ایک مَردِ مومن نے جو فرعون

والوں میں سے تھے اور اپنا ایمان چھپاتے ہوئے تھے، یوں کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو اس پر ہلاک کر دو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ الخ

اور آگے ایک لمبی گفتگو فرعون کے قائل کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی تائید و نصرت میں درج ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے اتنا تو معلوم ہی ہوگیا کہ یہ شخص تھا فرعونیوں ہی میں سے مگر حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر خفیہ ایمان لے آیا تھا، اس سے زیادہ اُس کی شخصیت کی تصریح نہ قرآن مجید میں ملتی ہے نہ تاریخ کی کتابوں میں۔

توریت سے بالاجمال اس کی تائید ہوتی ہے کہ کچھ لوگ فرعونیوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لے آئے تھے، صحیفہ خروج میں ہے :-

"فرعون کے نوکروں میں ہر ایک جو خداوند کریم کے کلام سے ڈرتا تھا۔ اپنے نوکروں اور اپنے مواشی کو گھروں میں بھگا لے آیا۔" (۹ : ۲)

(۹۲) (ال) رسُولُ النَّبِیَّ الاُمّیّ

رسول و نبی اُمّی

(سُورۃُ الاعراف ــ رکوع ۱۹)

مؤمنین کی شان میں ہے کہ :-

"جو لوگ اس اُمّی رسُول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جیسے وہ لکھا ہوا پاتے ہیں توریت اور انجیل میں۔" الخ

صاف اشارہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی جانب ہے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صفات کا ذکر کئی سطروں تک چلا گیا ہے۔

اُمّی کے کھلے ہوئے معنیٰ ناخواندہ کے ہیں، جیسا کہ آپ تھے بھی۔ دوسری مُراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ اہلِ کتاب کی دونوں قوموں سے باہر تھے۔

الرّسُولَ النّبی اس لئے کہ آپ میں رسالت، نبوّت دونوں کی شانیں کامل طور پر جمع

نفیس، ملاحظہ ہوں، عنوانات : احمد، ومحمد

۹۳ رَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی

وہ رسول جو میرے بعد آئیں گے۔
(سورۃ الصّف : رکوع ۱)

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے ذکر میں ہے کہ :۔

اُنہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ مَیں تمہاری طرف رسول (ہو کر آیا) ہوں تصدیق کرنے والا توریت کی جو مجھ سے قبل سے ہے اور بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہو گا۔"

صاف اشارہ محمد رسولُ اللہ (صلّے اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہے جو حضرت مسیحؑ سے ساڑھے پانچ سو سال بعد دنیا میں تشریف لائے اور دونوں کے درمیان کوئی اور پیغمبر نہیں آیا، انجیل کی پیشین گوئیوں میں جو نام آیا ہے اس کا مُرادف احمد ہی ہے۔"

ملاحظہ ہو عنوان : احمد

۹۴ رُوۡحُ الۡاَمِیۡنُ

(رُوحُ الامین) امانت دار فرشتہ
(سُورۃ الشعراء : ع ۱۱)

قرآن مجید ہی سے متعلق آیا ہے کہ :۔

"بے شک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے، اِسے رُوحُ الاَمین نے آپ کے قلب پر اُتارا ہے۔"

لفظی معنیٰ امانت دار فرشتے کے ہیں، اس سے مُراد حضرت جبرئیل علیہ السّلام ہیں اور اس پر سلف کا اتفاق ہے۔ وَهٰذا مما لانزاع فيه (ابن کثیر)

وصف امانت کو یہاں ممتاز کرنے سے اشارہ غالبًا اس طرف ہو کہ اُن کا لایا ہوا پیام قطعًا اور تمام تر محفوظ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : جبرائیل و رُوحُ القدس۔

۹۵ رُوحُ القدُس

(رُوح القدس) (سورۃ البقرہ : ع ۱۱ - ع ۳۳) (سورۃ المائدۃ : رکوع ۵) (النمل : ع ۱۴)

پہلی جگہ یہ ہے کہ :-

"ہم نے عیسیٰ بن مریمؑ کو روشن نشانات عطا کئے اور ہم نے اُن کی تائید رُوحُ القدس کے ذریعے سے کی۔"

دوسری جگہ بھی اسی مضمون کا اعادہ ہے اور تیسری جگہ قیامت کے ایک منظر کا بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ سے کہا جائے گا، کہ وہ وقت یاد کرو، جب میں نے تمہاری تائید رُوحُ القدس سے کی تھی، چوتھی آیت میں رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ :-

"آپ کہہ دیجئے : کہ اُسے رُوحُ القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اُتارا ہے۔"

رُوحُ القدُس اسلامی اصطلاح میں مشہور و مُمتاز و مقرب فرشتے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کو کہتے ہیں مسیحی اصطلاح اس سے بالکل الگ ہے، وہاں اس لفظ سے مُراد اُلوہیت کے اقنوم ثالث سے ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش چونکہ کسی مَصلحت تکوینی کے ماتحت غالباً مسّ ملکوتی سے ہوئی تھی، اس لئے کیا عجب جو آپ کو مناسبت عالم ملائکہ سے رہی ہو اور اسی نسبت سے استفاضہ بھی ملائکہ سے زیادہ رہتا ہو

ملاحظہ ہوں عنوانات : جبرئیل : رُوحُ الأمین

۹۶ (ال) رُوم

(رُوم والے) (سورۃ الرُّوم : رکوع ۱)

لفظ رُوم سے مُراد اہلِ رُوم لی گئی ہے اور ذکر یوں آیا ہے کہ : اہلِ رُوم ایک قریبی زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں لیکن اپنی مغلوبیت کے چند ہی سال کے اندر غالب آجائیں گے۔

جس زمانے کا ذکر ہے، دنیا میں بڑی سلطنتیں دو ہی تھیں، مشرق میں ایران اور مغرب میں رُوم اور دونوں کے درمیان آویزش اکثر رہا کرتی، ۶۱۴ء، ۶۱۵ء یا ۶۱۶ء میں ایک زبردست جنگ کے بعد شکست رُومیوں کو ہوئی تھی، اس کے چند ہی سال کے اندر جبکہ ظاہراً کوئی صورت سلطنت رُوم کے سنبھلنے کی نہ تھی۔ رُومیوں نے از سرِ نو منظم ہو کر ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ان کا بالکل ہی زور توڑ دیا۔

الرُّوم سے مُراد رُومن ایمپائر کا وہ مشرقی حصہ ہے جو ۳۹۸ء میں اس سے کٹ کر خود ایک مُستقل سلطنت بن گیا تھا، اس کا پایۂ تخت استنبول یا قسطنطنیہ تھا، اسی کو بازنطینی حکومت بھی کہتے تھے اور ایک کا ایک قدیم نام جدید رُومہ بھی تھا شام فلسطین اور ایشیائے کوچک کے سب علاقے اس میں شامل تھے، اور ملک کا فرمان روا اس وقت قیصر ہرقل تھا۔

ز

۹۷ زکَرِیّا

زکریا (سورۂ آل عمران : رکوع ۴ (تین بار)
(سُورۃ الانعام : رکوع ۱۰) مریم : ع ۱ (۲ بار) سورۃ الانبیاء : ع ۵)

پہلی اور دوسری جگہ نام حضرت مریم علیہ السّلام کے سلسلے میں یوں آیا ہے کہ:

"زکریا کو (اللہ نے) ان کا سَرپرست بنا دیا، جب کبھی زکریاؑ ان کے پاس حجرہ میں آتے تو اُن کے پاس کوئی چیز کھانے (پینے) کی پاتے"۔

تیسری جگہ اسی سلسلہ یوں کہ:۔

"بس زکریا (علیہ السّلام) وہیں دعا کرنے لگے"۔

چوتھی مَرتبہ یوں کہ دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف کر کے:۔

"ہم نے ہدایت دی کہ زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو"۔

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-

"یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی رحمت فرمائی اپنے بندہ زکریا پر"

چھٹی جگہ یوں کہ :-

"اَے زکریا! ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک فرزند یحیٰی نامی کی"

اور ساتویں جگہ یوں کہ :-

"اور زکریا (علیہ السّلام) کا ذکر کیجیئے جبکہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اَے میرے پروردگار مجھے لاوارث مت رکھ اور بہترین وارث تو تو خود ہی ہے"

یہ حضرت زکریا علیہ السّلام آخری دَور کے اسرائیلی انبیاء میں سے تھے۔ قرآن مجید اُن کی نبوّت کا اثبات شدّومد سے کرتا ہے ورنہ یہود تو آپ کے منکر ہی ہیں۔ اور مسیحی بھی آپ کو صرف ایک بزرگ ہستی سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے ہاں جو مُستند و مقدس چار انجیلیں ہیں، ان میں آپ کا ذکر صرف ایک انجیل لُوقا میں آتا ہے اور وہ بھی صرف اس قدر کہ :-

یہُودیّہ کے بادشاہ ہیرودس کے زمانے میں ابیاہ کے فریق میں زکریا نام کا ایک کاہن تھا۔ (لوقا ۱: ۵)

آپ رشتہ میں حضرت مَریم کے خالو تھے اور اُن کے والد جناب عمران کی وفات کے بعد ہیکل کے خادماؤں (یا باصطلاح یہود کاہنوں) کی سرداری بھی آپ ہی کے حِصّہ میں آئی۔ حضرت مریم کی پرورش بھی آپ ہی نے کی۔ طویل عمر پاکر وفات پائی اور روایتوں سے (جو تاریخی اعتبار سے کچھ زیادہ بُلند پایہ نہیں) یہ پایا جاتا ہے کہ وفات بصُورت شہادت ہوئی۔ جامع دمشق کے (جو کہا جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم ترین مسجد ہے) ایک گوشہ میں ایک قبر ہے جو حضرت

زکریا علیہ السّلام کی جانب منسوب ہے۔ وَاللہُ اعلم بحقیقۃ الحَالِ

آپ کا سن اچھا خاصا ہو گیا تھا۔ اور آپ کی بی بی صاحبہ بھی بظاہر عقیم تھیں آپ نے لجاجت اور خشوع کے ساتھ اَولاد کے لئے دعا کی، دُعاء قبول ہوئی اور آپ کو فرزندِ صالح حضرت یحییٰ ؑ عطا ہوئے، جو آگے چل کر خود بھی نبی ہوئے۔

⑨⑧ زَیْدًا

زیدًا (سُورۃ الاحزاب : ع ۵)

نام صرف ایک جگہ آیا ہے کہ :-

"اور جب زید نے اس (عورت) سے تعلق منقطع کر لیا تو ہم نے اس کا نکاح کر لیا تو ہم نے اُس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا، تاکہ مؤمنین کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے"

تمام صحابیوں میں یہ شرف صرف حضرت زید رضؓ کو حاصل ہے کہ آپ کا نام صَراحت کے ساتھ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور اسی بناء پر بعض لوگوں نے آپ کو افضلُ الصّحابہ قرار دیا ہے۔

پورا نام ابواُمامہ زید بن حارثہ بن شَراحِیل الکلبی ہے۔ ۸ھ میں پچپن سال کی عُمر میں غزوہ مُوتہ میں سَردار و علمبَردارِ لشکرِ اسلامی کی حیثیت سے شہید ہوئے۔

نصرانی خاندان کے تھے، ابھی بچپن ہی تھا کہ قید ہو گئے۔ حضرت حکیم بن حزام (جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے اور بعد کو ایک ممتاز صحابی ہوئے۔) ملک شام سے انہیں بطَورِ غلام خرید کر لے آئے اور لا کر محمّد رسولُ اللہ (صلے اللہ علیہ وسلّم) کی خدمت میں منتقل کر دیا، حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے اعلانِ نبوت ہوتے ہی یہ بھی ایمان لے آئے۔ اور آپ نے بھی اُنہیں آزاد کر کے اپنا فرزند بنا لیا۔ چنانچہ زید بن محمّدؐ کہلاتے جانے لگے، پھر جب اُن کے اصل والد

اُن کا پتہ لگا کر لینے آتے، تو اُن کا اخلاص وعشق رسول اللہ کے ساتھ، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفقت وحُسن سُلوک کی بناء پر، اس قدر قوی ہو چکا تھا کہ انھوں نے وطن جانے سے انکار کر دیا اور یہیں رہ پڑے۔

مؤاخات: ہجرت مدینہ سے قبل ہی خاص خاندانِ رسول میں حضرت حمزہ بن عبدُالمطلب کے ساتھ قائم ہو چکی تھی، بدر، اُحد، خندق کے غزوات میں خوب دادِ شجاعت دی اور بڑی پامردی سے لڑے بلکہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم غیر حاضری میں مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی جانشینی بھی کی، اور وہ بھی ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار، عقد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کے ساتھ ہوا جو ذرا مزاج کی تیز تھیں، اُن سے نباہ نہ ہو سکا اور آخر طلاق ہو گئی جس کے بعد موصوفہ حضورؐ کے عقد میں آئیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح اس طلاق کے بعد اور بھی متعدد ہوتے اور اُن سے اَولادیں بھی ہوتیں۔

س

۹۹ (ال) سامری

(سامری) (طٰہٰ: ع ۴) ۲ بار (طٰہٰ: ع ۵)

نام ایک ہی سلسلہ میں دو جگہ آیا ہے کہ:۔

پہلی جگہ یوں کہ:۔

"(اللہ نے) کہا کہ تمھاری قوم کو ہم نے تمھارے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور اُنھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے"

دوسری جگہ یوں کہ:۔

"(وہ لوگ) بولے کہ ہم نے آپ سے وعدہ خلافی اپنی خوشی سے نہیں کی،

بلکہ ہم پر قوم (قبط) کے زیوروں سے بوجھ لدرہا تھا، سو ہم نے اُسے ڈال دیا، اور سامری نے بھی اُسے ڈال دیا، پھر اس نے ان لوگوں کے لئے ایک گئو سالہ نکال دیا، کہ وہ ایک تھا آواز دار۔"

تیسری جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے :۔

"اے سامری (بتا) تیرا کیا معاملہ ہے؟)

اَلسَّامِرِیُّ شخصی نام نہیں، لقبی نسبت ہے، قدیم مفسرین کی تحقیق کے مُطابق قریۂ سامرہ کی جانب، گویا کہ باشندۂ سامرہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے اجداد سامرہ سے آئے ہوں اور یہ شخص اب بنی اسرائیل سے ملحق ہو کر انہیں میں شمار ہونے لگا ہو۔

بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ مصری زبان میں شمر کہتے ہیں پردیسی آفاقی غیر مُلکی کو اور اَلسَّامِرِیُّ کوئی غیر اسرائیلی تھا جو مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔

یہود کے ہاں ایک مستقل فرقہ کا نام سامریہ ہے۔ ان کی توریت اور دوسرے دینی نوشتے یہود کے مسلّم و متعارف توریت اور دینی نوشتوں سے الگ ہیں، اور انہیں ناز اپنی توحید خالص پر ہے، ہو سکتا ہے کہ قرآن کے السّامری اور اس فرقہ کے درمیان کوئی علاقہ نہ ہو، لیکن جہاں تک تاریخ یہود سے پتہ چلتا ہے۔ یہ فرقہ حضرت موسیٰؑ کا معاصر نہیں بلکہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔

یہ السّامری قرآن مجید سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شعبدہ باز تھا، جس نے بچھڑے کی شکل کی ایک جانور نما مخلوق کی، "تخلیق" بنی اسرائیل کے لئے بطور ایک بُت یا مورتی کے کر دی تھی۔

توریت موجودہ میں اسی واقعہ اضلال کو بے تکلف ایک نبیٔ محترم حضرت ہارونؑ کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے عجب نہیں کہ السّامری کی

صراحت اسی ضرورت سے کی ہو۔ قرآن مجید ہی میں ہے کہ اس جُرم عظیم کی سزا سامری کو یہ ملی، کہ ساری عُمر وُہ "لامساسی" رہا، قوم بھر میں نہ وہ کسی کو چھوتا، اور نہ کوئی اُسے چھُوتا، ہمارے فاضل معاصر علامہ گیلانی رح کا خیال تھا کہ ہندوستان کے اچھوت پن کا رشتہ ضرور اسی سامروی "لامساسیت" سے ملتا ہے۔

⑩ سُلیمان

(سلیمان) (سورالبقرہ : ع ۱۲ (۲ بار) سُورۃ النسآء : ع ۲۲۔) سورۃ الانعام : ع ۱۰) سورۃ الانعام : ع ۱۰) (سُورۃ الانبیاء : رکوع ۵) (دوبار) سُورۃ النمل : ع ۲ (چار بار) سورۃ النمل : ع ۳ (دوبار)

پہلی اور دوسری بار نام یوں آیا ہے کہ :۔

(یہُود) پیچھے لگ گئے اُس علم کے جو سُلیمان کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتا تھا اور سُلیمان نے تو (کبھی) کفر نہیں کیا"

تیسری بار دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف میں کہ :۔

"ہم نے وحی بھیجی ۔۔۔۔ یونس اور ہارون اور سلیمان پر"

چوتھی بار اسی طرح عطفی حالت میں کہ :۔

"نوح کو ہدایت دے چکے تھے ہم زمانہ قبل میں اور اُن کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو"

پانچویں مرتبہ یوں کہ :۔

"ہم نے فیصلے کی سمجھ سُلیمانؑ کو دے دی"

چھٹی بار یوں کہ :۔

"ہم نے سلیمانؑ کے تابع تیز ہوا کو (کر دیا تھا) کہ وہ اُن کے حکم سے چلتی"

ساتویں مرتبہ یوں کہ :۔

"ہم نے داؤد و سُلیمانؑ کو ایک (خاص) علم عطا کیا تھا"

آٹھویں جگہ یہ کہ :۔

"سُلیمانؑ داؤد (علیہ السّلام) کے جانشین ہوئے"

نویں جگہ یوں کہ :۔

"سُلیمان کے لئے اُن کا لشکر جمع کیا گیا"

دسویں جگہ چیونٹیوں کی زبان سے کہ :۔

"اے چیونٹیو ! اپنے سوراخ میں جا گھسو، کہیں سلیمانؑ (علیہ السّلام)

اور اُن کے لشکر تمہیں رَوند نہ ڈالیں"

گیارہویں مرتبہ ایک مکتوب کے سلسلہ میں کہ :۔

" وہ سُلیمانؑ کی طرف سے ہے"

بارہویں جگہ سفر ملکۂ سَباء کے سلسلہ میں :۔

"جب وہ سلیمانؑ کے پاس پہنچی تو آپ نے کہا"

تیرہویں جگہ ملکۂ سَبا بلقیس کی زبان سے کہ :۔

"میں سُلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ پروردگار عالم پر ایمان لے آئی"

چودھویں جگہ یہ کہ :۔

"اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ (فرزند) عطا کئے، بہت اچھے بندے

تھے (اللہ کی طرف) بہت رجوع ہونے والے"

پندرہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور بھی) آزمائش میں ڈالا"

سلیمان بن داؤدؑ (سنہ ۹۹۰ ق م تا سنہ ۹۳۲ ق م) سلسلۂ اسرائیل میں ایک نامور پیمبر گزرے ہیں، وہ پیغمبری کے علاوہ اپنے والد ماجد ہی کی طرح، بلکہ اُن سے بھی بڑے تاجدار بھی تھے، آپ کے حدودِ حکومت علاوہ ملک شام و فلسطین کے

مشرق کی سمت میں عراق کے دریائے فرات تک اور مغرب کی سمت میں سرحد مصر تک وسیع تھے، قرآن مجید نے آپ کی جاہ وحشمت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آپ کے متعدد قصے بیان کئے ہیں، یہود نے اپنے اکثر اکابر کی طرح آپ کے بھی تقوای بلکہ ایمان تک کو اپنے مقدس نوشتوں میں داغدار کر کے دکھایا ہے۔ قرآن مجید نے آپ کی صفائی پیش کر کے دو... انبیاء کی طرح آپ کو بھی صالحیت کے اعلا مرتبہ پر دکھایا ہے اور اب یہی فضلاء بھی آپ کی عصمت کے قائل ہوتے جاتے ہیں، آپ کے حرم متعدد تھے اور آپ کو ہوا پر بھی قدرت حاصل تھی۔

۱۰۱ سُوَاعًا (سواع) (نوح : ع ۲)

حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت کے مشہور پانچ دیوتاؤں میں سے ایک یہ تھا اور اس کا ذکر باقی چار کے ساتھ یوں آیا ہے کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وَدّ اور نہ سُوَاع کو اور نہ یعوق اور یغوث اور نہ نسر کو۔"

یہ حسن ومحبوبی کا دیوتا تھا اور اس کی مورتی ایک حسین عورت کی شکل سے ملتی تھی، اس کی پوجا عرب کے قبائل کنانہ ہذیل وغیرہ میں جاری تھی۔

اسکے جاتریوں کے تلبیہ کے الفاظ یہ نقل ہوئے ہیں۔ لبیك اللھم لبیك، لبیك ابنا الیك ان سواع طلبن الیك

ملاحظہ ہوں عنوانات : نسر : ودّ : یغوث : یعوق

ش

۱۰۲ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اس عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ) (سورۂ یوسف : رکوع ۳)

ذکرِ حضرت یوسف ؑ کی پاکدامنی کے سلسلے میں یوں آیا ہے کہ :۔

" (زلیخا) ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی (اور بتایا کہ) یُوسف کا کُرتا۔ اگر آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور وُہ جھوٹے ہیں اور اگر ان کا کُرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور وہ سچے ہیں "

یہ گواہ کون تھا روایت اس باب میں کوئی مضبوط اور مُستند موجود نہیں ۔

۱۰۳ شَاھِدٌ مِن بنی اِسرائیل

(بنی اسرائیل میں سے) ایک گواہ (سُورۃ الاحقاف : رکوع ۱)

ذکر یوں آیا ہے کہ :۔

" آپ کہہ دیجئیے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی اس جیسی کتاب پر گواہی دے دے " الخ

شَاھِدٌ صیغہ نکرہ میں ہے اس لئے بآسانی ہو سکتا ہے کہ متعین شخصیت کوئی بھی مُراد نہ ہو، بلکہ تنوین محض اظہارِ عظمت کے لئے ہو، لیکن ایک گروہ نے کہا ہے کہ مراد حضرت موسیٰ علیہ السَّلام ہیں اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ اشارہ صحابی رسُول حضرت عبدُاللہ بن سلام رضؓ کی جانب ہے گو اس پر اعتراض یہ ہوا ہے کہ سورۃ مکی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام ایمان لاتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قیامِ مدینہ کے آخر زمانے میں ۔

۱۰۴ شَدِیدُ القُوٰی

(سُورۃ النجم : رکوع ۱)

وحی قرآنی سے متعلق رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ " اُن کا کلام تو) تمام تر وحی ہی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی

ہے، اُنہیں بڑی قوّت والا (فرشتہ) سکھلاتا ہے۔

مشرکینِ عرب معتقد تھے کہ کاہنوں کے پاس عُلُوم غیبی شیطانوں کے واسطہ سے پہنچتے ہیں، اُن کے رَد میں ارشاد ہوا ہے کہ سرچشمۂ وحی تو رحمانی ہی ہے اور واسطۂ وحی بھی ملکوتی ہے، یعنے ایسے زبردست فرشتہ کا واسطہ جس پر گمان کسی شیطانی اَثر سے تأثر و مغلوبیت کا ہو ہی نہیں سکتا، اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

ای ملك شدید قواہ وھو جبرئیل علیہ السّلام عند الجمھور (مدارک التنزیل)

مُلاحظہ ہوں عنوانات: جبرئیل، رُوحُ الامین، رُوحُ القدس

(۱۰۵) شعیب (شعیب)

(الاعراف: ع ۱۱ (۲ بار) ہود: ع ۸ (۴ بار)
(الشعراء: ع ۱۰) عنکبوت: ع ۴)

پہلی بار نام یوں آیا ہے کہ:۔
(ہم نے) مَدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا“
دوسری جگہ یوں کہ:۔
”کہ اُن کی قوم کے زور دار متکبّر لوگوں نے اُن سے کہا کہ اے شعیبؑ ہم تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لاتے ہیں ان کو بھی اپنی بستی سے باہر نکال کریں گے یا یہ کہ تم پھر ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ“
تیسری جگہ یوں کہ:۔
”اُن کے مؤمنین سے قوم کے کافر بڑے لوگوں نے کہا کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے“

چوتھی اور پانچویں جگہ ہے کہ :۔

"جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا (ایسے مٹے کہ) گویا یہ لوگ گھروں میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا، بڑا نقصان اُٹھانے والے وہی رہے ہے"

اور چھٹی بار یہ کہ :۔

"اور مدین کی طرف (ہم نے) اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا"

ساتویں مرتبہ اُن کی قوم کی زبان سے کہا کہ

"اے شعیب کیا یہ تمھاری نماز تمہیں تعلیم دیتی ہے کہ ہم اُن چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے آتے ہیں"

آٹھویں بار یہ کہ :۔

"اے شعیب! تمھاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں تو آئی ہیں اور ہم تم کو تو اپنے مجمع میں کمزور ہی دیکھتے ہیں"

نویں جگہ ہے کہ :۔

"جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے بچالیا شعیب کو اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمتِ خاص سے"

دسویں مرتبہ ہے کہ :۔

پیغمبروں کو اَیکہ والوں نے جھٹلایا، جبکہ اُن سے شعیبؑ نے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے"

گیارھویں اور بارھویں جگہ یہ ہے ۔

"کہ (ہم نے) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا"

ابن پیغمبر شعیبؑ بن میکیل کا نام توریت میں کہیں تیرو یا (JETHRO) آیا

ہے مثلاً خروج ۳۰ : ۱ اور کہیں حویاب (HOBAB) مثلاً گنتی ۱۰ : ۲۹) میں۔ نسب نامہ ہماری تفسیروں میں یوں درج ہے۔ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ خلیلؑ کی تیسری زوجہ محترمہ کا نام بی بی قتورہ تھا، اُن کے بطن سے ایک صاحبزادہ مدین نامی تھے۔ جب شہر آباد ہونے لگا تو قدیم دستور کے مطابق اُنہیں کے نام سے موسوم ہوا۔ مدین کا محلِ وقوع بحرِ احمر کا ساحل تھا۔ کوہِ طور کے جنوب و مشرق میں۔

آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر تھے، آپ کی صاحبزادی بی بی صفورہ اُن کے عقد میں تھیں، توریت کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بحرِ احمر کو عبور کر کے مصر سے جزیرہ نمائے سینا میں آگئے تو حضرت شعیبؑ بھی ان کی بیوی اور دونوں صاحبزادوں کو لے کر اُن کے پاس آئے، اہلِ مدین ایک تجارت پیشہ قوم تھے آپ کی تبلیغ کا خلاصہ دعوتِ توحید کے بعد یہی تھا کہ کاروبار میں پوری دیانت اختیار کرو اور ہر قسم کی خیانت سے بچو، قوم نے آپ کی بات نہ سُنی اور بالآخر عذاب سے ہلاک ہوئی، اہلِ کتاب ہی کی کتابوں میں بعض فاضلوں کا قول نقل ہوا ہے کہ حضرت کا نام "جو باب" تھا جو عربی اِملا میں آکر "شعیب" ہوگیا اور یثرو محض ایک تعظیمی لقب تھا۔

ص

⑩⑥ صَاحِبِ الحوت

صاحبِ الحُوت (مچھلی والے)

(سُورۃ القلم : رکوع ۲)

رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ :۔

"اپنے پروردگار کی تجویز پر صبر کئے رہیئے اور مچھلی والے (پیمبر) کی طرح نہ ہوجایئے، جبکہ اُنھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا، اس حال میں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے"۔

مُراد حضرت یونس علیہ السّلام ہیں جنھیں مچھلی نگل گئی تھی اور وہ پھر زندہ برآمد ہو ہوگئے تھے اس موقع پر اُن کا یہ ذکر ہے کہ پروردگار نے اپنے فضل سے اُن کی مناجات کو بطن ماہی کے اندر سے سُن کر اُنھیں مُصیبت سے نجات دے دی۔ ورنہ اگر اُن کی توبہ قبول نہ ہوگئی ہوتی تو وہ شکم ماہی سے نکل آنے کے بعد بھی بیابان میں خستہ حال میں پڑے رہتے لیکن ایسا نہ ہونے پایا بلکہ وہ مقام مقبولیت پر از سرِ نو قائم کردیئے گئے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذوالنّون و یونسؑ

۱۰۷ صَاحِبُکُم

(تمھارے ساتھی) (سورۃ السباء : ع ۶)
(سُورۃ النجم : ع ۱) (سُورۃ التکویر)

پہلی جگہ مشرکین عرب سے خطاب کرکے ہے کہ :

"تم لوگ اللہ کے واسطے کھڑے ہوجاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمھارے (ان) ساتھی کو (کہیں) جنون تو نہیں ہے"۔

اور دوسری آیت میں ہے کہ :-

(یہ) تمھارے ساتھی نہ راہ سے بھٹکے نہ غلط راستے پر ہوئے"۔

اور تیسری جگہ ہے کہ :

"تمھارے (یہ) ساتھی ذرا بھی مجنون نہیں ہیں"۔

مُراد تینوں جگہ حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم ہیں، مشرکین مکّہ کو بتایا ہے کہ یہ تو تمھارے درمیان ہر وقت کے رہنے والے ہیں انھیں خوب جانچ سکتے ہو۔

۱۰۸ **صَاحِبُه** اپنے رفیق (سے) (التوبہ : ع ٦)

ذکر یوں آیا ہے کہ رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب غار میں اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو۔"

صاحِب سے اشارہ حضرت عبدُاللہ ابُوبکر صدِیق صحابیٔ رسُولؐ کی جانب ہے جو سفرِ ہجرت مدینہ کے وقت غارِ ثور میں رسُولُ اللہ کے ہمراہ ٹھہرے ہوئے تھے۔"

۱۰۹ **صَاحِبِهِمْ** ان کے ساتھی (کو) (سورۃ الاعراف : رکوع ۲۳)

مُشرکینِ عرب کی طرف اشارہ کرکے ہے کہ کیا اُن لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اُن کے ساتھی کو ذرا بھی جنون نہیں ہے وہ تو محض ایک کھلم کھُلا ڈرانے والے ہیں،

مُراد ظاہر ہے کہ رسُولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

۱۱۰ **صَالِح** (صالح) (سورۃ الاعراف : رکوع ۱۰) ۳ بار (ہود : ع ٦) (۳ بار)

صَالِحًا ہُود : ع ۸ (سُورۃ الشعراء : ع ۸) (سُورۃ النمل : ع ۴)

پہلی جگہ نام یوں آیا ہے کہ :۔

"اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح (علیہ السّلام) کو بھیجا۔"

اور دوسری جگہ :۔

"قوم ثمود کے اہلِ وجاہت عوام مومنین سے کہتے ہیں کہ تمہیں یقین ہے کہ صالح (علیہ السّلام) اپنے پروردگار کے فرستادہ ہیں"

تیسری آیت میں پھر انہیں کی زبان سے کہ :۔

اے صالح، اگر پیغمبر ہو تو اس عذاب کو لے آؤ جس کی دھمکی تم ہم کو دیتے ہو"

چوتھی آیت میں یہ کہ :۔

"ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔"

پانچویں آیت میں قوم ثمود کی زبان سے یہ کہ :-

"اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں بڑے ہونہار تھے"

چھٹی آیت میں یہ کہ :-

"جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو اُن سے ساتھ ایمان لے آئے تھے۔ اپنی رحمت سے بچالیا"

ساتویں آیت میں حضرت شعیبؑ کی زُبان سے اپنی قوم کو مخاطب کرکے کہ :-

کہیں تم پر وہی مصیبت آپڑے جیسی مُصیبت کہ آپڑی تھی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر"

آٹھویں آیت میں یہ کہ :-

"ثمود نے پیمبروں کو جُھٹلایا جب کہ اُن کے بھائی صالحؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم لوگ ڈرتے نہیں"

نویں جگہ یہ کہ :-

"اور ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح (علیہ السّلام) کو بھیجا"

شمالی عرب کے ایک قدیم ترین پیغمبر کا نام ہے جن کا زمانہ حضرت ہُودؑ کے بعد کا ہے، توریت میں ایک نام اُن سے ملتا ہوا سلح آتا ہے، اگر اُنہیں کو صالح فرض کیا جاتے، تو سلسلۂ نسب یوں ٹھہرتا ہے۔ صالح بن ارفخشند بن سام بن نوح

سرسید احمد خان نے اپنے خطبات احمدیہ میں ایک شجرہ یوں دیا ہے اور صالح بن عبید بن آصف بن شیخ بن عبید بن جُود بن ثمود۔

مزار مبارک جزیرہ نما تے سینا کے مشرقی کنارے پر وادی سیر میں نبی صالح کے نام سے آج بھی زیارت گاہِ خلائق ہے

آپ کی قوم یعنے قومِ ثمود عرب کے شمالی و غربی علاقہ وادی القرای میں آباد

تھی اور اپنے زمانے کی بڑی متمدّن اور ترقی یافتہ قوم تھی۔

ض

(۱۱۱) ضَیۡفِ ابراھِیۡمِ — ابراہیم کے مہمان

(سورۃ الحجر : ع ۴) (والذّاریات : ع ۲)

پہلی جگہ ہے کہ :۔

"اُنہیں خبر دیجیئے ابراہیمؑ کے مہمانوں (کے قِصّہ) کی"

اور دوسری جگہ یوں کہ :۔

کیا آپ تک ابراہیمؑ کے معزّز مہمانوں کی حکایت پہنچی"

یہ تین مہمان دراصل فرشتے تھے۔ جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیمؑ کے ہاں بطور مہمان اس زمانے میں وارد ہوتے، جب آپ اپنے برادرزادہ حضرت لوط علیہ السّلام سے الگ ہو کر شام میں وطن گزین ہو چکے تھے اور آپ اور آپ کی حرمِ محترم حضرت سارہ رضؓ دونوں بہت مُسِن ہو چکے تھے، آپ نے اُن کے آگے کھانا پیش کیا اور اس کے بعد آپ کو پتا چلا کہ وہ انسان نہیں فرشتہ ہیں پھر اُنہوں نے آپ کو بشارت دی کہ اس کبرِسنی کے باوجود آپ کے ایک صاجزادہ اسحاق نامی تولد ہوں گے اور اس کے بعد یہ مہمان شہرِ لوط کو روانہ ہو گئے اور یہ شہر انہیں کے لائے ہوئے عذاب سے برباد ہوا۔

سُورہ ہُود رکوع ۸ میں بھی یہ قِصّہ ایک دوسرے عنوان سے بیان ہوا ہے۔

ط

(۱۱۲) طالُوت — طَالوت

(سُورۃ البقرۃ : رکوع ۳۲)

تاریخ بنی اسرائیل کے ایک دَور کے سلسلہ میں آتا ہے کہ :-

"ان لوگوں سے اُن کے نبی نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے"۔

طالوت بن کش وہی ہیں جن کا ذکر توریت میں ساؤل کے نام سے آیا ہے تاریخ میں یہ اسرائیل کے پہلے بادشاہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ زمانہ حکومت ۱۰۲۸ سنہ ق م تا ۱۰۱۲ سنہ ق م مملکت فلسطین۔

توریت میں اُن کے نصب حکومت کا ذکر بڑی طوالت کے ساتھ موجود ہے اُن کے معاصر نبی حضرت شموئیل تھے، اللہ تعالےٰ نے اُن کے بجائے جہاد و قتال کے لئے امیران کو، گو انہیں کے ذریعے سے منتخب گیا، یہ اس وقت تک نسبتاً گمنام تھے، قرآن مجید میں ذکر اُن کی صرف ایک ہی جنگ کا آتا ہے جو یہ فلسطینیوں کے سردار اور اُس وقت کے نامور پہلوان جالوت کے مُقابلہ میں کامیابی سے لڑے۔ عہدِ عتیق اور تاریخ یہود میں اُن کے متعدد جنگی کارناموں کا۔ اور آخر میں فلسطینیوں کے ہاتھوں اُن کی ہزیمت و قتل کا ذکر بھی آتا ہے، یہودی نوشتوں میں اُن کی ہمت اور شجاعت سرگرمئ عمل اور غیر معمولی حسنِ صورت کا ذکر بار بار آیا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایک دن میں ۱۲۰ میل تک دھاوا مار لیتے تھے، ساتھ ہی ان کی ہجو بھی یہود کے ہاں بہت آئی ہے۔

ع

---

⑪۳ **عاد** (عاد) (سُورۃ الاعراف : ع ۹) سورۃ التوبہ : رکوع ۹)
عادًا (سورۃ ہُود : ع ۵) (سورۃ ہود : ع ۵) تین بار) سُورۃ ابراہیم : ع ۲)
(سُورۃ الحجر : ع ۶) سُورۃ الفرقان : ع ۴) سُورۃ الشعراء : ع ۷) سورۃ عنکبوت : رکوع ۴)

سُورۃ ص : ع ۱) سُورۃ المؤمن : ع ۴) سُورۃ حٰمٓ السجدہ : ع ۲) (دو بار) سُورۃ الاحقاف، ع ۳)
(ق : ع ۱) سورۃ والذاریات : ع ۲) سُورۃ النجم : ع ۳) سُورۃ القمر : ع ۲) الحاقۃ : ع ۱ (۲ بار) والفجر۔

ذکر ۲۳ بار آیا ہے، پہلی بار یوں کہ :۔

"اور عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہُود کو (پیغمبر بناکر) بھیجا"

دوسری جگہ یوں کہ :۔

"کیا ان (اہلِ عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے قبل ہو چکے ہیں (مثلاً) قومِ نوح و قومِ عاد و قومِ ثمود"

تیسری بار یوں کہ :۔

"اور عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہُود (علیہ السّلام) بھیجا"

چوتھی بار یوں کہ :۔

"یہ قوم عاد تھی انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں سے ضِد کر کے انکار کیا"

پانچویں اور چھٹی بار یہ کہ :۔

"خوب سُن لو کہ قوم عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، خوب سُن لو کہ ہُود کی قوم عاد کو دُوری نصیب ہوئی"

ساتویں آیت میں یوں کہ :۔

"کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے قبل ہو چکے مثلاً قومِ نوح و مثلاً قومِ عاد و قومِ ثمود"

آٹھویں مرتبہ یوں کہ :۔

"اُن کے قبل قوم نوح و عاد و ثمُود بھی تو تکذیب کر چکے ہیں"

نویں آیت میں یوں کہ :۔

"ہم نے اسی طرح ہلاک کیا قوم عاد و ثمود و اصحاب رَس کو"

دسویں مرتبہ یوں کہ :-

"(قوم) عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن کے بھائی ہُودؑ نے اُن سے کہا

گیارہویں آیت میں یوں کہ :-

"اور (قوم) عاد و ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کیا اور تم پر اُن کے مسکنوں سے ظاہر ہو چکا

بارہویں آیت میں یوں کہ :-

"اُن سے قبل بھی تکذیب کر چکے تھے، قوم نوح و عاد اور فرعون جس کے کھونٹے گڑے ہوتے تھے"

تیرہویں آیت میں یوں کہ :-

"مجھے تمہارے لئے دوسری اُمتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور اُن کے بعد والوں کا حال ہوا تھا"

چودھویں مرتبہ یوں کہ

"میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی تھی"

پندرھویں بار یوں کہ :-

"پھر جو لوگ عاد کے تھے وُہ ملک میں ناحق تکبر کرنے لگے"

سولہویں مرتبہ یوں کہ :-

"آپ ذکر کیجئے قوم عاد کے بھائی (ہُود) کا جب کہ اُنھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا"

سترھویں آیت میں یوں کہ :-

"اُن کے قبل تکذیب کر چکے تھے قوم نوح اور اصحابِ رَس اور ثمود اور عاد"

اٹھارہویں مرتبہ یوں کہ :-

"اور عاد (کے قِصّہ میں بھی عبرت ہے) جب کہ ہم نے ان پر ایک نامبارک آندھی بھیجی تھی"

اُنیسویں بار یوں کہ :۔

وہ وہی ہے کہ اُس نے عادِ اوّل کو ہلاک کر دیا ''

بیسویں آیت میں یوں کہ :۔

'' قوم عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا ''

اکیسویں بار یوں کہ :۔

ثمود اور عاد نے تکذیب کی (اس) کھڑکھڑا دینے والے واقعہ کی ''

بائیسویں بار یوں کہ :۔

اور رہے عاد تو وہ ایک تیز اور تند ہوا سے ہلاک کئے گئے

اور تئیسویں آیت میں یوں کہ :۔

کہ کیا تو نے اُس پر نظر نہیں کی کہ تیرے پروردگار نے کیا معاملہ کیا، عاد (والوں) کے ساتھ کیا ''

عاد عرب کی ایک قدیم ترین قوم کا نام ہے، جُنوبی عرب میں آباد تھی، اور اُس کے حدُود مشرق میں خلیج فارس کے شمال تک اور مغرب میں بحرِ قُلزم کے جنوب تک وسیع تھے، گویا آج کے یمن اور عمّان وغیرہ سب اسی میں شامل تھے اور یہ قوم عرب کے پورے جنوبِ مشرق پر قابض تھی، ملک کا پایۂ تخت یمنی شہر حضرموت تھا۔ اپنے زمانے کی بڑی پُر قوت و حشمت قوم تھی، فن تعمیر و ہندسہ میں ماہر، اس کے برجوں، قلعوں وغیرہ کی شہرت مدتِ دراز تک رہی۔

قوم کا نام اپنے مُورثِ اعلیٰ کے نام پر ہے اور اُس کا مشہور نسب نامہ یہ ہے عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح۔

قرآن مجید میں آگے چل کر جس علاقے کا ذکر الأحقاف کے نام سے آیا ہے۔ (پارہ نمبر ۲۶، سُورۃُ الاحقاف) وہ اسی قوم کے زیرنگین تھا اور طُول میں نجد سے حضرموت

تک اور عرض میں عمان سے یمن تک ۳ لاکھ مربع میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔
ملاحظہ ہو عنوان : ھود

(۱۱۴) عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ

ہمارے جنگجو بندے۔
(بنی اسرائیل : ع ۱)

بنی اسرائیل کو خطاب کر کے ہے کہ:

پھر جب دو بار میں سے پہلی کی میعاد آئے گی تو ہم تمہارے اوپر اپنے (ایسے) بندوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور وہ گھروں میں گھس پڑیں گے۔"

اشارہ بخت نصر، تاجدار بابل (کلدانیہ) کے حملۂ اسرائیل واقع ۵۸۶ ق م کی جانب ہے، یہ لوگ بڑے جنگجو و جنگ آزما تھے اور بخت نصر کی خون آشامیوں کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں، اس کے لشکر نے سرزمین شام کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یروشلم میں ہیکل سلیمانی کو شہید کیا۔ اور شہر میں آگ لگا دی، گھروں میں گھس گھس کر جان و مال و ناموس سب کو برباد کیا۔

(۱۱۵) عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا

ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ
(سورۃ الکہف : رکوع ۹)

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کے رفیقِ سفر کے سیاق ذکر میں ہے کہ:

(ان) دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، جس کو ہم نے اپنا ایک خاص فضل مرحمت کیا تھا، اور ہم نے اُسے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم سکھایا تھا۔

صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں ان مقبول و برگزیدہ بندے کا نام خضر آیا ہے، جن کی نبوت ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، قرآن مجید کی شہادت

ہے کہ اُنہیں ایک خصوصی علم بلا واسطۂ اسباب حضرت حق سے مرحمت ہوا تھا اور محققین نے شرح یہ کی ہے کہ یہ علم اسرارِ کونیہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اِنہیں بزرگ کے پاس حسبِ ہدایت خداوندی کچھ سیکھنے گئے تھے۔ اور بہت کچھ سیکھ کر اور تجربے حاصل کر کے واپس آ گئے، روایتوں میں آیا ہے، اُنہیں عمر ابدی عطا ہوئی ہے اور یہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بھی بتا دیا کرتے ہیں۔

⑪⑥ عَبْدَنَا

(ہمارا بندہ) (سورۃ الانفال : رکوع ۵)

پہلی آیت میں ہے کہ :-

"اگر تم اس (کلام) کی بابت شک میں ہو جو ہم نے بندہ پر نازل کی ہے۔"

اور دوسری آیت میں ہے :-

اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جسے ہم نے اپنے بندہ پر فیصلے کے دن نازل کیا تھا۔ (یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم)

دونوں جگہ اشارہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے پہلی آیت میں ذکر قرآن کا ہے اور دوسری آیت میں غزوۂ بدر کا ہے اور دونوں جگہ نسبت اپنی جانب کرنا کمال تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔

⑪⑦ (ب) عَبْدِهٖ

(وہ) اپنے بندہ (کو)

(بنی اسرائیل : ع ۱) الفرقان : ع ۱) (والنجم : ع ۱) حدید : ع ۱)

پہلی آیت میں ہے کہ :

"پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو راتی رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰے تک لے گیا۔"

اور دوسری آیت میں ہے کہ :-

"بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے (یہ) فیصلہ اپنے بندہ (خاص) پر

نازل کیا تاکہ وہ بندۂ دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔"

تیسری آیت میں ہے کہ :۔

سو (اللہ) نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی"

اور چوتھی جگہ یہ ہے کہ :۔

"وہ (اللہ) وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلے ہوئے نشان اتارتا ہے کہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے"

چاروں جگہ اشارہ ذات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے اور پہلی آیت میں سیاق معراج کا ہے اور باقی آیتوں میں قرآن یا کلام الٰہی کا چاروں جگہ عبدیت کی نسبت اللہ نے اپنی جانب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قرب و اختصاص کے اظہار کے لئے سرکی ہے۔

۱۱۸ عَجُوزًا (بوڑھی عورت ضعیفہ)

(سورۃ الشعراء : رکوع ۹) (سورۃ والصّٰفّٰتِ : رکوع ۴)

پہلی جگہ حضرت لوط علیہ السلام کے سلسلہ میں ہے کہ :۔

"ہم نے نجات دے دی اُن کو اور اُن کے سارے اہلِ بیت کو بجز ایک ضعیفہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھیں"

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں یہی مضمون آیا ہے۔

دونوں جگہ حضرت لوطؑ کی کافر بی بی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اِمْرَأَتَكَ ، امرأة لُوطٍ ، اِمْرَأَتَهُ

۱۱۹ عُزّٰی

عزّٰی (والنجم : رکوع ۱)

نام لات اور مَنات کے ساتھ یوں آیا ہے، بھلا تم نے لَات اور عُزّٰی اور اس تیسری مَنات کے حال میں بھی کبھی غور کیا ہے ؟

یہ عرب میں قوت وطاقت کی دیوی تھی جیسے ہندوستان میں درگاہِ دیوی یہ دیوی قبیلۂ غطفان کی تھی اور اُس کی مورتی نخلہ میں نصب تھی، ظہورِ اسلام کے وقت اسی کا نام دیویوں میں سب سے زیادہ مشہور تھا، اسی مورتی کے پاس ہی ایک مقدّس درخت بھی تھا، اُس کے پروہت بنی صرمہ کے لوگ تھے اور قریش بھی اس کی تعظیم کرتے تھے۔

اس کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ما احبنا اليك

رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے اپنے زمانے میں حضرت خالد بن الولید صحابی کو بھیجا، اُنھیں نے جاکر مورتی توڑی، مَندر کو گرایا اور درخت کو کاٹ ڈالا۔

(۱۲۰) عُزیر (عزیر) (سورۃ التوبہ : رکوع ۵)

نام کے ساتھ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے : یہود کہتے ہیں کہ عُزیر خدا کے فرزند (مجازی) ہیں۔

عُزیرؔ یا توریت کے تلفظ میں عزرا (متوفی غالباً ۴۸۵ ق م) یہود کے مذہبی نوشتوں میں نبی سے زیادہ کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں اور کاتب سے مُراد کاتبِ توریت ہے، بخت نصر (متوفی ۵۶۱ ق م) کے حملہ یروشلم اور اس کی کامل تباہی وبربادی کے بعد جب توریت کا نسخہ بھی یہود کے پاس سے غائب ہوگیا تو اُنھیں حضرت عزرا نے اُسے اپنی یادداشت سے دوبارہ لکھا اور اسی خدمت جلیلہ کے صلہ میں یہود نے انھیں مثیل موسیٰ کہنا شروع کیا، بلکہ بعض نے انھیں اس مرتبہ سے بھی بڑھا دیا۔ ابن کا اطلاق برخلاف ولد کے مجازی بیٹے پر بھی ہوتا ہے یعنے لاڈلے اور چہیتے پر۔

چنانچہ ان کو اس معنیٰ میں ابنُ اللہ کہہ کر انھیں اپنا مطاعِ کُل سمجھتے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان : اَلَّذِی مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ

(۱۲۱) (اَل) عزیز (عزیز) (یوسف : ع ۴) (یوسف : ع ۹)

نام کل دو جگہ آیا ہے :۔

" پہلی جگہ زنانِ مصر کی زبان سے کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب نکالنے کو پھسلا رہی ہے "

" دوسری جگہ برادرانِ یوسف کی زبان سے جب وہ مصر میں غلّہ لینے کو آتے ہیں اور بن یامین کی گرفتاری سرقہ کی علّت میں ہو چکی ہے کہ اے عزیز اس کا باپ بہت بوڑھا ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیجیے۔

عزیز کوئی شخصی نام نہیں، ایک اُونچے عہدہ کا سرکاری نام ہے جیسے وزیرِ اعلیٰ صدر، وزیرِ اعظم، دیوانِ ریاست وغیرہ کے عہدے ہوتے ہیں، اسی قسم اور اسی مرتبہ کا یہ بھی ایک اعلیٰ عُہدہ قدیم مصر میں تھا، پہلے عزیزِ مصر وہ شخص تھے، جن کے گھر میں آکر حضرت یوسف علیہ السّلام بطور غلام فروخت ہوتے تھے اور پھر آگے چل کر خود حضرت یوسفؑ اس عُہدہ پر پہنچ گئے

توریت میں اسے فوطیفار سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر صحیفہ پیدائش میں دوبار آیا ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان : اَلَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا

(۱۲۲) عُصْبَةٌ (مِّنْکُمْ) (تم میں کا ایک گروہ) (سورۃ نور : ع ۲)

مؤمنین و منافقینِ مدینہ کو مخاطب کر کے اور حرمِ رسولؐ سے متعلق ایک تفصیلی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوا ہے۔

" جن لوگوں نے یہ طوفان اُٹھایا ہے وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے "

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے چھوٹے سے

گروہ کے افراد کے یہ چار نام سیرت کی کتابوں میں منقول چلے آتے ہیں (۱) عبداللہ بن اُبیّ (مشہور منافق اور اس تہمت کا بانی) (۲) حسّان بن ثابت (۳) مسطح بن اثاثہ (۴) اور حمنہ بنت جحش

(۱۲۳) عِیسٰی

(عِیسٰی) (سُورۃ البقرۃ : ع ۱۱) (سُورۃ البقرۃ : ع ۱۶) (سُورۃ البقرہ : ع ۳۲) سورۃ آل عمران : ع ۴) (دوبار) سورۃ آل عمران : ع ۹) (سُورۃ النّساءِ : ع ۲۲) (سُورۃ النّساء : ع ۲۳) (سُورۃ المائدہ : ع ۷) (سُورۃ المائدہ : ع ۱۱) (سُورۃ المائدہ : ع ۱۵) دوبار (سُورۃ المائدہ : ع ۱۶) (سُورۃ الانعام : ع ۱۰) (سورۃ مریم : ع ۲) (سُورۃ الاحزاب : ع ۱) (سورۃ الشوریٰ : ع ۲) (سُورۃ الزخرف : ع ۶) (سُورۃ الحدید : ع ۴) (سُورۃ الصف : ع ۲) (سورۃ الصّف : ع ۲)

نام نامی ۲۳ مرتبہ آیا ہے، پہلی جگہ یوں ہے کہ :-

"ہم نے عیسٰی بن مریم کو روشن نشانات عطا کئے اور ہم نے اُن کی تائید رُوحُ القدس سے کرائی۔"

دوسری جگہ دوسرے پیمبروں کے ساتھ عطف ہیں :-

"کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر .... جو موسٰی اور عیسٰی کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔"

تیسری جگہ یوں کہ :-

"اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو روشن نشانات دیئے اور ہم نے ان کی تائید رُوحُ القدس کے ذریعے سے کی۔"

چوتھی مرتبہ فرشتوں کی زبان سے کہ :-

"اے مریم ! اللہ تعالےٰ آپ کو خوش خبری دے رہا ہے، اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، ان کا نام و لقب مسیح عیسٰی بن مریم ہوگا۔"

پانچویں مرتبہ یوں کہ :-

"پھر جب عیسیٰ ؑ نے اُن کی طرف سے انکار ہی پایا تو بولے ......"

چھٹی آیت میں یوں کہ :-

"وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ ؑ! مَیں تم کو موت دینے والا ہوں"

ساتویں آیت میں یوں کہ :-

"بے شک عیسیٰ کا حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے"

آٹھویں بار دوسرے پیغمبروں پر عطف کرکے یوں کہ :-

"آپ کہہ دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر جو کچھ ہمارے اُوپر اُتار اگیا ....
اور اس پر جو موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ اور دوسرے پیغمبروں کو دیا گیا"

نویں مرتبہ اسرائیلیوں کے سیاق میں :-

"یہ بسبب اُن کے اس قول کے کہ ہم نے مار ڈالا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو"

دسویں مرتبہ دوسرے پیغمبروں پر عطف کرکے یوں کہ :-

"ہم نے وحی بھیجی ابراہیم ؑ اور اسمٰعیل ؑ اور عیسیٰ ؑ اور ایوب ؑ اور ...... پر"

گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

"اور ہم نے اُن کے پیچھے بھیجا عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والے اپنے قبل کی کتاب یعنے توریت کے"

بارہویں بار یوں کہ :-

"اور جنھوں نے کفر اختیار کیا، بنی اسرائیل میں سے، ان پر لعنت ہوئی داؤد اور عیسیٰ بن مریم ؑ کی زبان سے"

تیرہویں آیت میں یوں کہ :-

"اور وہ وقت یاد میں رکھو، جب اللہ عیسیٰ بن مریم سے کہتے گا، میرا انعام اپنے اور اپنی والدہ کے اُوپر یاد کرو"۔

چودھویں آیت میں حواریوں کی زبان سے کہ:۔

اَے عیسیٰ بن مریمؑ! کیا آپ کا پروردگار اس کو جائز رکھتا ہے کہ ہم پر خوان آسمان سے اُتارے"۔

پندرھویں آیت میں یوں کہ:۔

وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے، جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریمؑ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ خدا کے علاوہ مجھے اور میری والدہ کو بھی معبُود بنالو"۔

سولھویں مَرتبہ یوں کہ:۔

اور ہم نے ہدایت دی تھی زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو، یہ سَب صالحین میں سے تھے"۔

سترھویں آیت میں یوں کہ:۔

"یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (یہ ہے وہ) سچی بات جسمیں لوگ جھگڑ رہے ہیں"۔

اٹھارہویں باریوں کہ:۔

اور وہ وقت بھی قابلِ ذِکر ہے جب ہم نے (تمام) پیمبروں سے ان کا عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مَریمؑ سے بھی"۔

انیسویں مَرتبہ یوں کہ:۔

"اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرّر کیا ہے جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے آپ کے پاس وحی کی ہے اور ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی یہی حکم دیا تھا"۔

بیسویں آیت میں یوں کہ :

"اور جب عیسیٰؑ کھُلے ہوتے نشان لے کر آئے تو اُنہوں نے فرمایا کہ ....."

اِکّیسویں مَرتبہ یوں کہ :-

"پھر ہم نے یکے بعد دیگرے اُن کے پیچھے اور رسُول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسیٰ ابن مریمؑ کو بھیجا"

بائیسویں مَرتبہ یوں کہ :-

"اور وہ وقت بھی قابلِ ذِکر ہے جب عیسیٰ بن مَریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیلؑ میں تمہاری طرف اللہ کا رسُول ہوں"

تیئیسویں بار یوں کہ :-

"اَے ایمان والو! اللہ کے مَددگار ہو جاؤ، جب کہ عیسیٰ ابن مَریم نے حواریوں سے کہا کہ اللہ کے لیئے کون مَددگار ہے"

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام "ملقب بالمسیح" سلسلۂ نبوّت بنی اسرائیل کے خاتم ہیں سنۂ عیسوی آپ ہی کی جانب منسوب ہے، مسیحی تقویم میں ۳ سال کی غلطی شروع سے چلی آرہی ہے، اس لحاظ سے سمجھنا چاہیئے کہ آپ کی ولادت ۴ ق م کی ہے۔ ملک شام کے علاقۂ ارضِ گلیل میں ایک قصبۂ ناصرہ نامی ہے، آبائی وطن وہی ہے۔ اور اسی نِسبت سے آپ مسیح ناصری مشہور ہیں، لیکن آپ کی پیدائش بیت المقدس کے ایک گوشہ میں ہوئی، خاندانِ یوسف بن یعقوب بن ماثان نامی ایک حکیم کا تھا یہ یوسف لکڑی کا کاروبار کرتے تھے، اس لیئے یوسف نجّار کے نام سے مشہور تھے، یہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مَریم کے شوہَر تھے، پیدائش آپ کی ایک عجیب وخارق عادت کے طور پر ہوئی، یعنے قبل اس کے کہ آپ کی والدہ اپنے شوہر کی خلوت میں جائیں محض مسّ ملکوتی سے حاملہ ہو گئیں۔ اور اس پر برادری والے طرح طرح سے

مطعون بھی کرتے رہے، شام اس زمانے میں رومی مملکت کا ایک نیم خود مختار صوبہ تھا اور ہیرود اس وقت والیٔ شام تھا۔

کئی سال کی تبلیغ و دعوت کے بعد ۳۳ سال کی عمر میں اور غالباً ۲۹ئہ میں آپ پر رومی عدالت میں مقدمۂ الزام بغاوت میں، یہود کی تحریک پر چلا اور انہیں کے شور و غوغا کی بناء پر آپ کو سزا بھی حاکم عدالت نے سولی کی دے دی، اب اس کے بعد مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ آپ سولی پر وفات پاکر اور مدفون ہو کر تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے، اور آسمان پر چلے گئے، لیکن جمہور اسلام کے عقیدہ کے مطابق آپ مصلوب ہونے سے بچ گئے اور جس طرح آپ کی ولادت خارق عادت ہوتی تھی، اسی طرح بطور خرقِ عادت آپ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے، سیّد احمد خان اور بعض اور حدیث العہد فرقے اس کے نہیں بلکہ آپ کی وفات طبعی کے قائل ہیں۔

آپؐ کی تعلیمات مسیحی عقیدہ کے مطابق اناجیلِ اربعہ میں محفوظ ہیں، ان میں سب سے زیادہ زور حلم و عفو، صلح و آشتی، صدقہ و خیرات پر ہے۔

انجیل مرقس ۶ : ۳ میں ذکر آپ کے چار بھائیوں یعقوب، یوسیس، یہودا اور شمعون کا نام لے کر آتا ہے اور اجمالی طور پر آپ کی بہنوں کا بھی۔

نیز انجیل۔ متی ۱۳ : ۵۶ میں

غ

(۱۲۴) غلام

(لڑکا) (سورۃ الحجر : ع ۴)

(سورۃ الصّافات : ع ۳) (سورۃ الذاریات : ع ۳)

تینوں جگہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ایک فرزند کی دی گئی ہے پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں

جو بڑا عالم ہوگا۔ اور دوسری جگہ ہے کہ ہم نے اُنہیں بشارت دی کہ حلیم المزاج فرزند کی، تیسری جگہ بھی فرشتوں ہی کی زبانی ہے کہ (فرشتوں نے) انہیں بشارت دی ایک فرزند کی جو بڑا عالم ہوگا۔

پہلی اور تیسری جگہ مُراد حضرت اسحٰقؑ ہیں اور دوسری جگہ حضرت اسمٰعیل

ف

۱۲۵ (ل) فتَاہُ

(اپنے خادم) (سُورۃ الکہف : ع ۹ (دوبار)

پہلی جگہ حضرت مُوسٰی علیہ السّلام کے سفر کے سلسلہ میں آتا ہے کہ جب موسٰیؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں اسی طرح برابر چلتا رہونگا تاآنکہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں۔ دوسری جگہ اسی سیاق میں ہے کہ پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے تو (موسٰی) اپنے خادم سے بولے کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔ ہم آج کے سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔

فتٰی کے لفظی معنٰی جوان کے ہیں اور مجازی معنٰی غلام یا خادم کے، مُراد حضرت یوشع بن نون ہیں جو حضرت موسٰیؑ کے عزیز خاص وخادم خاص بھی تھے اور جو بعد کو غالباً نبوّت سے خود بھی مشرّف ہوئے، حسبِ روایت ایک سو دس کی عُمر میں وفات پائی۔

توریت میں آپ کا ذکر تفصیل سے ہے اور خود قرآنِ مجید میں بھی بغیر نام کی تصریح کے دو جگہ تذکرہ آیا ہے۔ ایک جگہ تو وہی سفر کے سلسلے میں اور دوسری جگہ فلسطین پر ارادۂ فوج کشی کے سلسلے میں۔

ملاحظہ ہو عنوان : رَجُلَانِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ۔

۱۲۶ فِتْیَۃٌ

(چند) جوان (سُورۃ الکہف : ع ۲)

ذکر یوں آیا ہے: یہ لوگ (چند) نوجوان تھے جو اپنے پروردگار

پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے اُنہیں ہدایت میں ترقی دی تھی۔

اشارہ اصحابِ کہف کی جانب ہے۔ ڈی، سی، اس رُومی (دقیانوسی) متوفی ۲۸۱ئہ کے زمانے کے یہ چند نوجوان تھے، جنہوں نے مروّج دین شرک کو چھوڑ کر وقت کے نئے دینِ توحید، یعنے حقیقی مسیحیّت کو اختیار کیا تھا، اور طرح طرح کے ظلم و ستم بَرداشت کئے تھے، قرآن مجید میں اُن کا ذِکر تفصیل سے آیا ہے، تعداد میں غالباً پانچ تھے اور اُن کے ساتھ اُن کا کُتّا بھی تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان : اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ

۱۲۷ فِرۡعَوۡنَ

(فرعون)

(سورۃ الاعراف : ع ۱۳ (دو بار) سُورۃ الاعراف : ع ۱۴ (دو بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۱۵) (سورہ یونس : ع ۸ (۲ بار) (سورہ یونس : ع ۹ (چار بار) (سورۂ ہُود : ع ۹) (تین بار) (بنی اسرائیل : ع ۱۲ (دو بار) (سورۂ طٰہٰ : ع ۱) (سورہ طٰہٰ : ع ۲) (سورہ طٰہٰ : ع ۳) (سُورۃ طٰہٰ ع ۴) (سُورۃ الشعراء : ع ۲ (تین بار) (سورۃ الشعراء : ع ۳ (دو بار) (الشعراء : ع ۴) (سُورۃ النمل : ع ۱) ۲ سُورۃ القصص : ع ۴ (۵ بار) (سورۃ القصص : ع ۴ (دو بار) (سورۃ العنکبوت : ع ۵) (سُورۃ المؤمن : ع ۳ (دو بار) (صٓ : ع ۱) سُورۃ المؤمن : ع ۴) (چار بار) (سورۃ المؤمن : ع ۵) سُورۃ الزخرف : ع ۵) (سورۃ الدخان : ع ۲) (سورۃ الدخان : ع ۳) (سُورہ قٓ : ع ۱) (۲ بار) سُورۃ ذاریات : ع ۲) (سُورۃ التحریم : ع ۲) (سُورۃُ المزمّل : ع ۱ (دو بار) (الفجر)

کل نام اتنے موقعوں پر آیا ہے اور ان مفصّل حوالوں کے بعد قرآن مجید میں ہر جگہ بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید کے سارے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعونِ مصر نہ صرف ظالم اور ستمگر تھا، بلکہ بَد دینی میں ترقی کر کے دعوٰیِ اُلوہیت و رُبوبیت تک پہنچ گیا تھا اور مغرور و متکبّر بھی تھا، حضرت موسٰی علیہ السّلام جن کی پرورش ایک معجزانہ طریقے پر

محلِّ شاہی ہی میں ہوئی تھی، اُن کے اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السّلام کی افہام وتفہیم، پند وموعظت اس پر بے اثر رہی اور نہ وہ خدائے واحد پر ایمان لایا اور نہ اپنے ظلم وسرکشی سے تائب ہوا۔ اُلٹا انہیں دونوں پیمبرانِ برحق کی تکذیب وتضحیک کرتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے خوارق کا طالب ہوا، اور جب آپ کی تائید میں معجزات ظاہر ہونے لگے تو ان کا بھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا، ہر بڑے معجزہ کے ظہور کے وقت ہنگامی طور پر وہ خائف ومرعوب ہوجاتا اور بظاہر توبہ کرتا نظر آتا، لیکن معًا بعد پھر اُس کی اکڑ عود کر آتی اور انکار میں شدّت اَور بڑھ جاتی "

اس نے اور اس کے اَرکانِ دَولت نے تشخیص یہ کی کہ یہ دونوں بھائی سحر و نیز نجات کے ماہر ہیں، ان کا مقابلہ سلطنت کے ماہرینِ سحر سے کرا دیا جائے، چنانچہ بڑی دُھوم دھام اور سُلطانی پروپیگنڈا کی مَدد سے اس نے یہ مقابلہ کرایا، ساحروں کو شکستِ فاش ہوئی، انھیں یہ یقین ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ سحر سے برتر وبالاتر کوئی رُوحانی قوت ہے، وہ ایمان لے آتے۔ فرعون نے انہیں بھی بڑی شقاوت کے ساتھ ہلاک کر ڈالا۔

آخر ایک شب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے ہمراہ قوم اسرائیل کو لے کر فلسطین کے ارادہ سے مِصر سے نکل کھڑے ہوتے، رات کے اندھیرے میں راستہ سے بھٹک کر سمندر کے کنارے جا پہنچے، پیچھے سے فرعون اور لشکرِ فرعون نے آلیا، معجزۂ خداوندی سے سمندر پایاب ہوگیا، حضرت موسیٰؑ معہ اپنی قوم کے پار ہوگئے۔ فرعونیوں نے جب قدم بڑھاتے تو سمندر پھر سے مل گیا اور فرعونی ڈوب گئے، خود فرعون جب غرق ہونے لگا، تو تائب ونادم ہوا، اَب وقت توبہ گزر چکا تھا، حکم ہوا کہ نجات صرف جسم کو ملے گی اور اسے دنیا کی عبرت کے لئے باقی رکھا جائیگا۔

قرآنی بیانات کا لب لُباب اتنا ہی تھا۔

تاریخِ مصر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کسی بادشاہ کا شخصی نام نہیں، بلکہ کئی صدیوں کی مدت تک شاہانِ مصر کا عمومی لقب رہا جیسے قیصر رُوم، کسرائے ایران سلطانِ ترکی، اور فراعنۂ مصر کا ذکر بہ صیغۂ جمع اسی طرح آتا ہے جیسے قیاصرہ، اکاسرہ اور سلاطین کا۔ توریت کے بین السطور سے ایسا معلوم ہوتا ہے اور شارحین و عُلمائے توریت کا مستحکم خیال ہے کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے معاصر ایک نہیں دو فرعون ہوتے ہیں، ایک کا نام غالباً رعمیس ثانی تھا اور دوسرے کا نام غالباً منپتاہ ثانی، ایک کے زمانے میں ظلم و ستم اسرائیلیوں پر ہوتے اور دوسرے کے عہد میں اسرائیلیوں کو مجبوراً مصر چھوڑنا پڑا، ناموں کی یہ تعیین محض ظن و تخمین سے ہے، مصر کے اوراقِ تاریخ میں کوئی بات صاف نہیں ملتی۔

قرآن مجید کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے معاصر اگر متعدد شاہان مصر بھی ثابت ہوجائیں تو فرعون کا عمومی لقب سب پر حاوی ہوگا۔

مشرکینِ مصر کا سب سے بڑا دیوتا سورج تھا اور یہ فرعون مصری عقیدہ میں اسی سُورج دیوتا کے مظہر یا اوتار ہوتے تھے، جیسے ابھی ہمارے زمانے میں شاہانِ جاپان مظہر اللہ یا خدا کے مقدس اوتار ہوتے تھے، حضرت موسیٰؑ کے معاصر فرعون میں انانیت اور زیادہ بڑھ گئی تھی، اور اپنے اقتدار کو وہ عملاً خدائی اقتدار کا ہم پلّہ سمجھنے لگے تھے۔ تاریخ کے صفحات رعمیس ثانی اور منپتاہ ثانی دونوں کی ستم رانیوں کی خونین داستان سے رنگین ہیں۔

مصر کے شہر تھیبس (THEBES) میں ایک فرعون مغروق کی نعش محفوظ تھی، جو بعد کو قاہرہ کے عجائب خانہ میں منتقل ہو آئی، یہ نعش عجب نہیں کہ اسی فرعون موسوی کی ہو۔

ق

۱۲۸ قَارُون (قارون)

(سورۃ القصص: ع ۸)(۲ بار) (عنکبوت: ع ۴) (مؤمن: ع ۳)

نام چار جگہ آیا ہے، پہلی جگہ یوں کہ:

"قارون موسیٰؑ کی قوم کا آدمی تھا سو اس نے اُن کے مقابلہ میں زیادتی اختیار کی۔"

اور دوسری جگہ ہے کہ:

"جو لوگ دنیوی زندگی کے طلبگار تھے وہ بولے کہ کاش ہم کو بھی ویسا ہی سازوسامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔"

تیسری جگہ ہے کہ:۔

"قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہم نے ہلاک کر دیا) اور بالیقین مُوسیٰ ان کے پاس کھلے نشان لے کر آتے تھے۔"

اور چوتھی آیت میں ہے کہ:۔

"اور ہم نے مُوسیٰؑ کو اپنے احکام اور کھُلی ہوتی دلیل دے کر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو وہ لوگ بولے کہ یہ جادوگر ہے، اور بڑا جھوٹا ہے۔"

قارون جس کا نام توریت میں قرح آتا ہے، اسرائیلی تھا، قبطی یا فرعون کا ہم قوم نہ تھا، بلکہ توریت کے نسب نامہ کے مطابق، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا، اپنی بے انداز دولت کے گھمنڈ میں آکر موسیٰؑ اور ربِ موسیٰؑ سب سے باغی ہو بیٹھا۔

توریت میں ہے کہ اس کو اصل حسد و عناد حضرت ہارون اور حضرت موسیٰؑ سے تھا اور اسرائیلیوں کی ایک ٹکڑی ڈھائی سو آدمیوں کی اس کے ساتھ ہوگئی۔

(گنتی : ۱۶ : ۳۲)

آخر میں اپنے خزانہ کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ اس کا خزانہ اتنا بڑا تھا کہ اُس کے کلید برداروں ہی کا اس کو ایک مستقل عملہ رکھنا پڑا تھا (اور ہو سکتا ہے کہ کلید برداروں سے مراد خزانچی، نائب خزانچی، سیاہ نویس، چپڑاسی وغیرہ سب ہی ہوں جیسا کہ آج کے بینکوں میں ہوتے ہیں) قرآن مجید ہی میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قوم کے سامنے بڑے فخر و ناز سے نکلا، جس سے بہت سے لوگ اس پر رشک بھی کرنے لگے اور جب لوگوں نے اُسے سمجھایا کہ اتنا اِترامت بلکہ اپنی اس بے اندازِ دولت میں سے کچھ خدا کی راہ میں بھی نکال، تو اُس نے تمرّد و طغیان کے ساتھ انکار کر دیا، پھر اس کے انجام سے بہتوں کو عبرت بھی حاصل ہوئی

⑫⑨ قریش

(قریش) (سُورۃ القریش)

ذکر یوں آیا ہے کہ :-

قریش کے لئے عہد ؐ دلانے کی خاطر، جاڑے اور گرمی میں ان کے سفر کے لئے عہد دلانے کی خاطر، چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور اُنہیں خوف سے امن دیا۔

قریش شمالی اہلِ عرب کی نسل میں شریف ترین اور مشہور ترین قوم کا نام ہے۔ اس کے مُورثِ اعلیٰ کا نام نضر بن کنانہ تھا، قریش کے لغظی معنی مجمع یا اجتماع کے ہیں، جب سے قصّی بن کُلاب نے انہیں مکّہ میں اکٹھا کر دیا، اسی معنی کے لحاظ سے اُن کا نام قریش پڑ گیا۔

قوم قریش متعدِد قبیلوں پر شامل تھی، مشہور ترین قبیلے یہ دو تھے۔

۱۔ **بنی ہاشم** : جس میں رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ حضرت علی رضؓ، عبّاس رضؓ، حمزہ رضؓ، جعفر، ابُوطالب، ابولہب وغیرہ ہوتے ہیں۔

۲۔ **بنی امُیّہ** : جس کے اکابر میں نام حضرت عثمان رضؓ، ابُوسفیان رضؓ امیر معاویہ رضؓ کے لئے جا سکتے ہیں۔

نسبتاً کم مشہور پھر بھی اپنے زمانے میں اچھّے خاصے متعارف ومعروف، حسبِ ذیل قبیلے بھی اس قوم کے گزُرے ہیں۔

(۱) بنی مخزوم (ابُوجہل اور خالدبن ولید رضؓ کا قبیلہ)

(۲) بنی عدی (حضرت عمر رضؓ کا قبیلہ)

(۳) بنی تمیم (حضرت ابوبکر رضؓ صدیق کا قبیلہ)

(۴) بنی اسد، بنی سہم وغیرہ

جنگ جوئی ونبرد آزمائی تو سارے عرب میں مُشترک تھی، اس سے قطع نظر قریش کا مخصوص شُغلِ تجارت اور کاروبار تھا۔ تجارت معمُولی درجے کی نہ تھی۔ قریش تاجر بڑی دُور، دُور، اپنے ملک سے باہر نکل جاتے تھے اور اُن کے تجارتی قافلے شمال، جنوب، مشرق، مغرب چاروں سمتوں میں شام، یمن، عراق، حبشہ برابر آتے جاتے رہتے تھے

قریش، پاس عہد، ذوق سیاحی اور تجارتی معاملات میں مہارت میں ملکوں ملکوں نام پاتے ہوتے تھے اور وقت کی تہذیب وتمدّن کے لحاظ سے سارے عرب میں ایک سرادارانہ حیثیت رکھے ہوتے تھے

قریش محض خشکی کے تاجر نہ تھے۔ بحری تاجر بھی تھے، یہ اس وقت کی دنیا کے لئے ایک بڑی امتیازی چیز تھی، بحرِ ہند سے لے کر بحرِ احمر بلکہ بحرِ رُوم تک اُن کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔

اور ریاستِ مکّہ کی سرداری تو بہرحال قریش ہی کسی نہ کسی شاخ کے حصّہ میں رہتی۔

اکابرِ قریش مثلاً ہاشم جدِّ نبیؐ کے قریبی ملکوں کے بادشاہوں سے تعلقات بڑھا کر اُن کا اعتماد اس درجہ حاصل کرلیا تھا کہ ان ملکوں سے مُسافروں کے، یا تجارتی قافلوں کے گزرنے کے لئے پاسپورٹ یا پروانۂ راہداری اُنہیں اکابرِ قریش کے دستخط سے جاری ہوتے تھے۔ اور اس طرح قریش کی اُونچی حیثیت ملکی ہی نہیں، بین الملکی طور پر بھی مسلّم تھی۔

۱۳۰ قوماً جبّارین

(ایک زبردست قوم)
(سُورۃ المائدہ : رکوع ۴)

بنی اسرائیل کی زبان سے حضرت مُوسٰی علیہ السّلام کی ترغیب جہاد کے موقعہ پر : وہ بولے کہ اَے مُوسٰی ! اس سرزمین پر تو بڑی زبردست قوم (آباد) ہے اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جائیں گے، جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جاتے

اور یہ ذِکر اُس زمانے کا ہے، جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر اَرضِ سیناء میں تھے، اور اُنہیں حکم یہ ملا تھا کہ اپنے وطن فلسطین یا کنعان پر قبضہ کرنے کے لئے جہاد و قتال کریں، قوم نے اُس سے انکار کیا اور عذر یہ پیش کیا کہ وہاں جو قوم آباد ہے وہ بڑی زبردست، جنگ جُو اور ہٹّے کٹّے والی ہے اور ہم اُن سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔

مراد قوم عمالقہ سے ہے جس سے اسرائیلیوں سے مدّت دراز تک جنگ جاری رہی، توریت میں ہے:۔

"وہ لوگ جو وہاں بستے ہیں، زور آور ہیں اور اُن کے شہر بڑے مضبوط قلعوں میں ہیں اور ہم نے بنی عناق کو وہاں بھی دیکھا اور اُس زمین

میں دکھن کی طرف عمالیقی بستے ہیں ...... ہمیں زور نہیں کہ ہم اُن لوگوں پر چڑھیں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں۔"

(گنتی : ۱۳ : ۲۸ : ۳۲)

(۱۳۱) قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

قوم جس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا۔

(مجادلہ: ع ۳) (ممتحنہ : ع ۲)

پہلی آیت میں ہے:۔

"کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے تھے جن پر اللہ تعالےٰ نے غضب نازل کیا ہے۔"

اور دوسری آیت میں ہے کہ:۔

"اے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرو۔ جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے۔"

مراد دونوں جگہ مشرکین اور یہود ہیں بلکہ یہود کی طرف اشارہ اور واضح معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ اوّل تو انہیں کی مغضوبیت کا ذکر قرآن مجید میں اور بھی جا بجا ہے اور دوسرے یہ کہ دوسری آیت میں معًا بعد یہ الفاظ بھی ہیں قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ یعنی آخرت کی طرف سے بے آس ہو گئے ہیں اور یہ صفت بھی یہود ہی پر زیادہ منطبق ہوتی ہے، انہیں نے اپنے مذہبی نوشتوں سے یہاں تک کہ خود توریت اور عہدِ عتیق کے دوسرے صحیفوں سے ذکرِ آخرت اس طرح نکال ڈالا ہے کہ گویا ان کے دین کا کوئی تعلق ہی عالمِ آخرت سے نہیں اور ان کا مطمح نظر تمام تر فلاحِ دنیوی ہی ہے۔

(۱۳۲) قَوْمًا قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ

(وہ قوم جو پیشتر گمراہ ہو چکی ہے)

(مائدہ :)

اہلِ کتاب خصوصاً مسیحیوں کے مُشرکانہ عقائد کے سلسلہ میں ہے :-

"اے اَہلِ کتاب اپنے دِین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی مَن مانی باتوں پر نہ چلو، جو پہلے (خود بھی) گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کر چکے اور راہِ راست سے (بہت) بھٹک چکے ہیں"

اشارہ مِصر، یونان، رُوم کی ان قدیم قوموں کی جانب ہے، جن کے مُشرکانہ عقائد مسیحیوں میں کثرت سے گھُس آتے تھے، اور مِصر و یونان کے مشرکیہ خیالات سے اکابر یہود بھی اچھے خاصے متأثر ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔ مِصر کے جوگیوں، کاہنوں اور اشراقیوں کے، نیز یونان کے فلسفیوں کے عقائد و خیالات عموماً مشرکانہ ہی تھے، پہلے تو ان سے اکابرِ یہود ہی مرعوب و متاثر ہوتے اور اپنے خالص توحیدی نظام کو اُنہیں کے مطابق بنانے لگے، پھر جب پولوس (پال) "مسیحی" کا زور ہونے لگا تو اُس نے اُنہیں نیم مشرکانہ تعلیمات کو لے کران پر پیوند رُوم کے صریح مُشرکانہ عقائد کا لگا دیا۔

ل

(۱۳۴) (ال) لات (لات) (سُورۃ النجم : رکوع ۱)

نام یوں آیا ہے کہ :

"بھلا تم نے لات اور عزّٰی اور تیسری منات کے حال میں بھی غور کیا ہے"۔

عرب کی ایک بڑی مشہور اور وقیع دیوی کا نام ہے۔ قدیم نباطی کتبات تک میں اس کا نام موجود ہے، یہ قبیلۂ ثقیف کی دیوی تھی، اور سُورج دیوتا کی مَظہر تھی، اس کی مُورتی طائف میں ایک ٹیلے پر نَصب تھی، اس کے مندر کو کعبہ کے مدِ مقابل سمجھا جاتا تھا اور کعبہ ہی کی طرح غلاف و پوشش اس کے

لئے بھی تھی اور خانہ کعبہ ہی کی طرح اس کے لئے بھی ایک "حرم" قائم تھا، اس کے مجاور آل ابی العاص تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رضؓ صحابیوں کو بھیجا، جنھوں نے جاکر اس کی عمارت کو منہدم کیا۔ (المحبّر)

۱۳۴ لُقمان

(لقمان) (سورۃ لقمان : ۳۴) (دوبار)

نام دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے، پہلی جگہ ہے کہ :-

"بے شک ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی اور (یہ حکم) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو"

اور دوسری جگہ یہ کہ :-

"وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب لُقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے بٹیا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے"

ان کا مقبول و برگزیدہ ہونا تو قرآن مجید سے ظاہر ہی ہو رہا ہے لیکن مسلک جمہور کے مطابق وہ نبی نہ تھے۔ والجمہور علی انہ کان حکیما لم یکن نبیا۔ (عکرمہ) صرف حضرت عکرمہ رضؓ وغیرہ سے ان کی نبوت کی بابت قولِ منقول ہے۔

کلام جاہلیت میں ایک نہیں، تین شخصیتوں کا نام لقمان آتا ہے اور اُن میں سے لقمان ثانی کا نام لقمانِ حکیم بھی مشہور ہے، عجب نہیں کہ قرآن مجید کا اشارہ انہیں کی جانب ہو، اُن کے متعلق روایاتِ تاریخی میں آتا ہے کہ یہ ایک آزاد شدہ غلام اور حضرت داود علیہ السلام کے ہمعصر تھے اور باشندے حبشہ یا سوڈان کے تھے۔ تاریخ یونان میں بھی ایک حکیم الیسپ (۶۱۹ ق م تا ۵۶۴ ق م) کا آتا ہے، ان کے بعض حالات میں حضرت لُقمان کے ساتھ مشابہت ہے۔

قرآن مجید نے صرف ان کا موعظہ ان کے فرزند کے نام درج کیا ہے جو اہم دینی، اخلاقی، معاشرتی ہدایتوں پر شامل ہے۔

(۱۳۵) لُوط ، لُوطًا (لُوطؑ)

(سُورۃ الانعام : رکوع ۱۰) (سُورۃ الاعراف: ع ۱۰) (سورۃ ہُود : ع ۸) (تین بار) (سُورۃ ہود : ع ۹) (سُورۃ الحجر : ع ۴) (سُورۃ الحجر : ع ۵) (سُورۃ الحج : ع ۶) (سورۃ الانبیاء : ع ۵) (دوبار) (سُورۃ الشّعراء ع ۸) (تین بار) (سُورۃ النمل : ع ۴) (دوبار) (سورہ عنکبوت : ع ۳) (سورۃ عنکبوت ع ۴) (دوبار) (سورۃ صافات : ع ۴) (سُورۃ صافات : ع ۴) (سورہ ص: ع ۱) (سورۃ ق : ع ۱) (سُورۃ القمر : ع ۲) (سُورۃ التحریم : ع ۲)

نام ۲۶ بار آیا ہے، پہلی آیت میں یوں کہ :۔

"اور (ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یُونس اور لُوط کو اور اُن میں سے ہر ایک کو ہم نے دُنیا جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔"

دوسری آیت میں یوں کہ :۔

"اور ہم نے لوط کو (بھی بھیجا) جب کہ اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا ارے! تم تو ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے اس سے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا۔"

تیسری جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیمؑ سے یوں کہ :۔

"ڈرتے نہیں ہم تو قومِ لُوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔"

چوتھی مرتبہ یوں کہ :۔

"پھر جب ابراہیمؑ سے خوف زائل ہو گیا اور اُن کو خوش خبری مل گئی تو وہ لگے ہم سے قومِ لُوط کے بارے میں بحث کرنے۔"

پانچویں جگہ یوں کہ :۔

اور جب ہمارے فرستادے لُوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ اُن کی وجہ سے

کڑھے"۔
چھٹی جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت لُوطؑ سے یوں کہ :۔
"ہم تو آپ کے پروردگار کے فرستادے ہیں، اُن کی رسائی آپ تک نہ ہو سکے گی"۔
ساتویں جگہ حضرت شعیبؑ کی زبان سے اپنی قوم سے یوں کہ :۔
"اور قوم لُوط تو تم سے کچھ بھی نہیں ہوئی ہے"۔
آٹھویں جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیم سے یوں کہ :۔
"ہم مُجرم قوم لوطؑ کی جانب بھیجے گئے ہیں بجُز خاندانِ لوط کے کہ اُنہیں ہم بچا لیں گے"۔
نویں بار یوں کہ :۔
"پھر جب وہ فرستادے لُوط کے گھرانے میں آئے تو (اُن سے) کہا کہ"
دسویں مرتبہ یوں کہ :
"اُن کے قبل بھی .... قوم لُوط اور اہلِ مدین بھی (اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں"۔
گیارہویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں یوں کہ :۔
"ہم نے اُنہیں اور لُوط کو ایسی سرزمین کی طرف پہنچ کر بچا لیا جس کو ہم نے دُنیا جہاں والوں کے لئے باعثِ برکت بنا دیا تھا"۔
بارہویں جگہ یوں کہ :۔
"اور لُوط (علیہ السّلام) کو بھی ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا"۔
تیرہویں اور چودہویں جگہ یوں کہ :۔
"قوم لوطؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ اُن کے بھائی لُوط نے اُن سے کہا"۔

پندرہویں بار قوم لُوط کی زبان سے یوں کہ :۔

"اے لُوط ! اگر تم باز نہ آتے تو ضرور تم نکال دیتے جاؤ گے "

سولھویں مرتبہ یوں کہ :۔

"اور لوط کو بھی (ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا

سترہویں جگہ قوم لوط کی زبان سے یوں کہ :۔

لُوط والوں کو اپنی بستی سے نکال دو کہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں "

اٹھارہویں مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں یوں کہ :۔

" پھر لُوطؑ ان پر ایمان لاتے "

انیسویں بار یوں کہ :۔

اور لُوط کو بھی (ہم نے پیغمبرؑ بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم والوں سے کہا "

بیسویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے فرشتوں سے یوں کہ :۔

(مگر) وہاں تو لُوط بھی ہیں "

اکیسویں مرتبہ یوں کہ :۔

' پھر جب وہ فرستادے لُوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ (ان کے آنے سے) کڑھے "

بائیسویں بار یوں کہ :۔

اور بے شک لوط بھی پیغمبروں میں ہوتے ہیں "

تیئیسویں مرتبہ یوں کہ :۔

" اور ثمود اور قوم لُوط اور اصحاب الایکہ نے بھی تکذیب کی تھی "

چوبیسویں بار یوں کہ :-

"اُن کے قبل تو ــــــــــــــــ فرعون اور لوط والے اور اہل ایکہ اور قوم تبّع سب تکذیب پیغمبروں کی کر چکے ہیں"

پچیسویں بار یوں کہ :

"قوم لُوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا"

چھبیسویں جگہ یوں کہ :-

"اور اللہ ان لوگوں کے لئے جو کافر ہیں مثال بیان کرتا ہے، نوح کی بیوی اور لُوط کی بیوی"

حضرت لُوط بن حاران بن تارح (آذر) اللہ کے پیغمبر برحق حضرت ابراہیم خلیل کے بھتیجے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے عراق یا شام کو چلے گئے تو آپ بھی اس ملک میں ہجرت گزیں ہو گئے جسے اب شرق یرون کہتے ہیں آپ کی نافرمان وجُرم پیشہ اُمّت علاوہ بے دینی کے طرح طرح کی بد اخلاقیوں اور بدکرداریوں میں مُبتلا تھی، آخر فرشتوں کے ذریعے عذاب الٰہی آیا اور وہ بستی اُلٹ دی گئی اور تخمیناً کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ ۲۰۶۱ ق م میں وقوع میں آیا، شہر سُدوم اور عمورہ ان بستیوں کے نام منقول چلے آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ بستیاں بحرِ مردہ (DEAD SEA) کے عین کنارے پر تھیں۔

توریت میں ہے کہ :-

"آپ کی دو صاحبزادیاں عذاب الٰہی سے محفوظ آپ کے ساتھ ہی رہیں، آپ کی بیوی نافرمانوں سے ملی ہوئی تھیں اور اُن کا بھی انجام وہی ہوا جو ساری قوم کا ہوا"

توریت میں آپ کا ذکر بڑی تفصیل سے ہے (صحیفۂ پیدائش : باب

۱۱ تا ۱۹ باب ۱۹۔ البتہ محرفین توریت نے حسب عادت آپ کی جانب بھی بعض بڑی گندی باتیں منسوب کر دی ہیں۔

م

(۱۳۶) ماجوج

(ماجوج) (سورۃ الکھف : ع ۱۱) (الانبیاء : ع ۷)

پہلی جگہ ذکر یوں ہے کہ :۔

"ذوالقرنین جب اپنے ایک مہم میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان کے بیچ میں جو قوم آباد تھی، اس نے ذوالقرنین سے کہا۔ یاجوج و ماجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، تو کہئے تو ہم آپ کے لئے سرمایہ جمع کر دیں، جس سے ہمارے ان کے درمیان کوئی روک قائم کر دیں۔"

اور دوسری جگہ قربِ قیامت کے سیاق میں ہے کہ :۔

"یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں اور سچا وعدہ قریب آ لگے۔"

یاجوج و ماجوج کا اشتقاق اہلِ لغت نے مادہ ا ج ج سے کیا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے تموج و تلاطم کے ہیں اور لکھا ہے کہ ان کے یہ نام اُن کی شدتِ شورش کی بناء پر پڑے۔

یاجوج و ماجوج دونوں نام قرآن مجید میں دونوں جگہ ساتھ ہی آئے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ دو منگولی قبیلے تھے۔ جو وسطِ ایشیا میں پہاڑی دروں کی آڑ میں آباد تھے اور موقع پا کر یلغار کرتے ہوئے ترکوں کے درمیان گھس آتے تھے۔

عہدِ عتیق کے صحیفہ حزقی ایل کے باب ۳۸، ۳۹ میں یاجوج و ماجوج کا ذکر بار بار آیا ہے اور پیشگوئیاں بھی درج ہیں، لیکن کچھ تفصیلات بیان نہیں ہوتی

ہیں اور بائبل کے شارحین آج تک اُن کی تعیین اور صحیح تعبیر میں مُذبذب اور متردِد ہیں اور اُن کی تحقیقات سے کچھ زیادہ روشنی قرآنی یاجوج وماجوج پر نہیں پڑتی۔ ایک قول ہے کہ ان قبیلوں کی سکونت ایشیاءِ کوچک اور آرمینیا میں تھی اور ایک قول ہے کہ یہ وہی قومیں ہیں جو (SEYTHIANS) یاتورانی کہلاتی ہیں۔ قرآنی اشاروں سے بس اتنا نکلتا ہے کہ یہ کوئی شورش پسند، شورہ پُشت پہاڑی قبیلے تھے، جن کی آفتوں سے عاجز آکر پڑوس کی قوموں نے ذوالقرنین سے فریاد کی اور انہوں نے کوئی مستحکم دیوار روک کے لئے تعمیر کرادی اور قرآن ہی میں یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت میں یہ بند توڑ دیا جائیگا۔

عہدِ جدید کے صحیفہ مُکاشفہ یُوحنا میں بھی یاجُوج ماجُوج کے قید سے چھوٹنے کی پیشگوئی درج ہے۔

اور جب ہزار برس پورے ہوچکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا اور اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی۔ یعنے یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر پھیل جائے گی" (۲۰ : ۸)

۱۳۷ مَارُوت

(ماروت) (سُورۃ البقرہ : ع ۱۲)

حضرت سُلیمان ؑ کے سلسلہ میں آتا ہے کہ:-

"کہ اُن کے زمانے کے شیاطین پیچھے لگ گئے اس علم کے بھی بابل میں دوفرشتوں ہاروت وماروت پر اُتارا گیا تھا"

روایات کے تتبّع سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت وماروت نام کے دو فرشتے ملک بابل میں کسی مَصلحت تکوینی سے پیکرِ انسانی میں بھیجے گئے تھے۔ اور اُنہیں عُلومِ سحر، کہانت ونیرنجات میں ملکہ تھا، لوگ اُن کے پاس آکر پہلانے

بہانے اُن سے اس قسم کے خرافاتی علوم سیکھ لیتے تھے۔

(۱۳۸) مُحمّد

(محمد) (سُورۂ آل عمران : ع ۱۵) (سُورۂ احزاب: رکوع ۵) (سورۂ محمدؐ : رکوع ۱) (سورۂ الفتح : رکوع ۶)

پہلی آیت میں ہے کہ :۔

محمدؐ تو بس ایک رسول ہی ہیں ان کے پیشتر بھی پیغمبر گزرے ہیں"

دوسری آیت میں ہے کہ :۔

"محمدؐ تم میں سے کسی مَرد کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ اور پیمبروں کے خاتم ہیں"

تیسری میں ہے کہ :۔

"جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے ہیں اس پر جو اُتارا گیا ہے محمدؐ پر، اللہ اُن سے اُن کی بُرائیاں دُور کر دے گا اور اُن کی حالت سنوار دے گا"

چوتھی میں ہے کہ :۔

"محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں"

اس نام کی صراحت کے ساتھ ذکر انہیں چار موقعوں پر آیا ہے باقی ایک جگہ نامِ مُبارک اَحمد آیا ہے۔ متعدِد مقامات پر اشارتًا ذِکرِ عبد کے ساتھ آیا ہے اور کہیں النبیؐ کہیں "النَّبِیِّ الاُمِّیِّ" اور کہیں اَور اَور طریقوں سے کل ذکر بڑی کثرت سے آیا ہے۔

مُراد ہر جگہ محمّد بن عبدُاللہ بن عبدُالمطّلب ہاشمی قریشی ہیں، پَیدائشِ مکّہ معظمہ میں اپریل ۵۷۱ء میں وفات شریف، مدینہ منوّرہ میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ (۸ جون ۶۳۲ء کو، عَرب کے متمدّن ترین قبیلہ اور شریف ترین خاندان میں پَیدا

ہوتے، لڑکپن، نوجوانی، جوانی کا ہر دور انتہائی پاکیزگی و شرافت کے ساتھ گزارا۔ تجارت پیشہ قوم میں بحیثیت ایک کامیاب و متدین تاجر کے بھی شہرت حاصل کی، عبادت و یادِ الٰہی میں شروع سے ممتاز رہے۔ تقوٰی کی ہر شاخ میں دوسروں کے لئے نمونہ ثابت ہوتے، ۴۰ سال کی عمر میں مرتبۂ نبوّت سے سرفراز ہوئے، مختلف مصلحتوں اور ضرورتوں سے متعدد عقد فرماتے، اَولادیں بھی خاصی ہوتیں جَوان ہو کر صرف چار صاحبزادیاں زندہ رہیں۔ بعد نبوّت ساری عمر دعوت توحید، اور تبلیغی و اصلاحی مشاغل میں صرف کی اور جہاد کی ہمہ جہتی کوششوں کے ساتھ قتال کی بھی نوبت بارہا آئی، اور بڑے بڑے معرکے سَر کئے، اپنے بعد دنیا میں اللہ تعالٰے کی بھیجی ہوئی بہترین کتاب کے علاوہ خود اپنے ملفوظات و معمولات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اور اپنے مخلص پیرؤوں کی ہزار ہا ہزار کی تعداد چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

"محمّد" کے لفظی معنیٰ ہیں، ستُودہ صفات، یعنی وہ جس کی مدح بار بار کی جاتے یا جو صفاتِ حَسَنہ کا جامع ہو، عرب میں یہ نام عام طور سے شائع نہ تھا، ایک عَرب مؤرّخ نے کل سات شخصیتیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم سے قبل اس نام کی گنائی ہیں اور ایک شخص سے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ اس کے والد نے یہی سُن کر کہ اگلے پیمبر کا نام محمّد ہو گا، اپنے لڑکے کا یہی نام رکھ دیا قرآن مجید نے آپ کے کمالات اور کرامات کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اور بڑا زور آپ کی عبدیّت و رسُولیّت پر دیا ہے تاکہ عقیدۂ ابنیّت، مظہریت وغیرہ کی جڑ ہمیشہ کے لئے کٹ جاتے، دنیا کی تاریخ میں یہی نہیں کہ کامیاب ترین شخصیت آپ کی ہوئی ہے بلکہ تاریخیّت کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیّت بے نظیر ہے۔ جس تعداد میں اور جتنی جُزئی تفصیل کے ساتھ حالاتِ زندگی آپ کے ملتے ہیں۔ مشاہیر

عالم میں کسی ایک شخص کے بھی نہیں ملتے۔

ملاحظہ ہو عنوان : احمد

(۱۳۹) مریم

(مریم) (سورۃ آل عمران : رکوع ۴) (دو بار) (سورۃ آل عمران : ع ۵) (۴ بار) (سورۃ النساء : ع ۲۲) (سورۃ النساء : ع ۲۳) (دو مرتبہ) (سورۃ مریم : ع ۲) (دو بار) (سورۃ التحریم : رکوع ۲)

پہلی جگہ والدۂ مریم کی زبان سے ہے کہ :۔

مَیں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا ہے اور مَیں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں (اَے اللہ) دیتی ہوں۔

دوسری جگہ حضرت زکریاؑ کی زبان سے ہے کہ :۔

"اَے مریمؑ ! تجھے یہ (کھانے پینے کی نعمتیں) کہاں سے مل جاتی ہیں"

تیسری اور چوتھی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :۔

اَے مریمؑ : بے شک اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اَے مریم ! اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرتی رہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

پانچویں جگہ پھر فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :۔

"اے مریم ! تم کو خوشخبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی۔ کہ ان کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا"

چھٹی اور ساتویں جگہ صرف نام آیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم۔

آٹھویں جگہ حضرت عیسیٰؑ کے سلسلے میں ہے کہ :۔

"وہ تو اللہ (تعالیٰ) کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک"

نویں جگہ یہ ہے کہ :-

"(اس) کتاب میں ذکر کیجیے مریم کا اور پھر ذکر دور تک چلا گیا ہے"۔

دسویں جگہ یہود کی زبان سے ہے کہ :-

"جب آپ اُن کے پاس اپنے بچہ عیسیٰؑ کو لے کر آتی ہیں کہ اے مَریم! تم نے تو یہ بڑے غضب کی حرکت کی ہے"۔

گیارہویں جگہ یوں کہ :-

"اور اللہ (تعالےٰ) مریم بنت عمران کا (بھی) حال بیان کرتا ہے جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اُن میں اپنی رُوح پھونک دی، اور اُنھوں نے تصدیق کی اپنے پروردگار کے پیاموں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اطاعت کرنے والیوں میں تھیں"۔

نام اتنے ہی موقعوں پر آیا ہے، باقی تذکرہ اور بھی متعدِّد طریقوں پر آیا ہے کبھی یہود کی زبان سے۔ "اخت ھارُون" کے تحت میں، کبھی حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے اُمّی کے ماتحت اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے خطاب میں والدتک کے زیرِ عنوان

یہ مَریم بنتِ عمران بن ماثان، بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین گھرانے میں ہیکل سلیمانی کے خادموں کے خاندان میں پیدا ہوئیں، والدہ ماجدہ کا نام حنّہ تھا، اپنے والدین کے زمانہ ضعیفی کی اولاد تھیں۔ بڑی تمنّاؤں اور دعاؤں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ زمانۂ شاہ ہیروڈس (متوفی سنہ ق م) فرماں روائے یہودیہ کا تھا۔

رُشد : سعادت، صالحیت کے آثار بچپن ہی سے نمایاں تھے، عصمت وعِفّت میں اپنی نظیر آپ تھیں، مسیحی روایتوں کے بموجب شادی قصبۂ ناصرہ

کے یوسفؑ نجّار کے ساتھ ہوتی، لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، کہ آپ کے بطن سے ولادت اعجازی طور پر عیسٰی مسیح (حسبِ املائے انجیل یسُوعؑ) کی ہوگئی، اس کے بعد اور بھی اولادیں آپ کے بطن سے ہوئیں۔ انجیل متّی میں ذکرِ یسُوعؑ کے اور بھائیوں کا بھی آیا ہے۔ (۱۲ : ۴۶ : ۱۳: ۵۵ وغیرہ)

اور بعض انجیلی روایتوں میں تصریح بھی چار بھائیوں اور بہنوں (بصیغۂ جمع) کی ہے، مسیحی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی مصلوبی کے وقت آپ موجود تھیں، چنانچہ انجیل یوحنا میں ہے :۔

اور یسوعؑ کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی ماں کی بہن مریم کلو پاس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں، یسوعؑ نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے محبّت رکھتا تھا، پاس کھڑے ہو کر ماں سے کہا کہ اے عورت! دیکھ، تیرا بیٹا یہ ہے، پھر شاگرد سے کہا کہ دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اسی وقت سے وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا" (۱۹ : ۲۵ : ۲۷)

قرآن مجید نے واضح طور پر آپ کو دنیا کی بزرگ ترین خواتین میں سے بتایا ہے اور آپ کی عصمت، پاکیزگی، برگزیدگی کی برملا شہادت دی ہے۔

سالِ وفات مسیحی روایتوں کے مطابق ۴۸ء ہے۔

۱۴۰ (ال) مَسِیح

(مسیح) (سُورۃ آل عمران : ع ۵) (سورۃ النساء : ع ۲۲) (سورۃ النساء : ع ۲۴) (سُورۃ المائدہ : ع ۳) (تین بار) (سورۃ المائدہ : رکوع ۱۰) (تین بار) سُورۃ التوبہ : ع ۵) (دو بار)

پہلی آیت میں ہے کہ :۔

اے مریم! اللہ تمہیں خوش خبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، اُن کا نام (ولقب) مسیح عیسٰی بن مریم ہوگا"

دوسری آیت میں یہود کی زبان سے کہ :-

"ہم نے مار ڈالا عیسیٰ ابن مریم کو جو مسیح اور اللہ کے پیمبر تھے"

تیسری جگہ یہ کہ :-

"مسیح عیسیٰ ابن مریم تو بس اللہ کے ایک پیمبر ہی ہیں"

چوتھی جگہ یوں کہ :-

"مسیح اس سے ہرگز عار نہ کریں گے کہ وہ اللہ کے ایک بندہ ہی ہیں"

پانچویں اور چھٹی جگہ یہ کہ :-

"وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے، جنھوں نے کہا کہ خدا تو عین مسیح ابن مریم ہے آپ کہہ دیجیے کہ اچھا تو اللہ سے کون کچھ بھی بچا سکے گا، اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے مسیح ابن مریم اور اُن کی والدہ کو"

ساتویں اور آٹھویں جگہ یوں کہ :-

"یقیناً وہ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ خدا ہی تو عیسیٰ ابن مریم ہے حالانکہ خود مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو"

نویں مرتبہ یوں کہ :-

"یہ مسیح ابنِ مریم اور کچھ نہیں ہیں بجز ایک رسول کے"

دسویں بار یوں کہ :

"نصرانیوں نے کہا کہ مسیح فرزندِ خدا ہیں"

گیارہویں بار مسیحیوں سے متعلق کہ :-

"ان لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے علاوہ خدا بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی"

لفظ غالباً عبرانی سے معرب ہو کر آیا ہے، بہر صورت لقب خصوصی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہے اور مُراد اس سے مبارک ہے، مسیحی اور یہودی اصطلاح میں اس سے مُراد وہ مُنجی ہے جو نسلِ اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے آنے والا تھا۔ (ملاحظہ ہو: عنوان: عیسٰی)

(۱۴۱) (ال) منوٰۃ

(مناۃ) (سُورۃ النجم : رکوع ۱)

نام صرف ایک جگہ آیا ہے کہ:-

دوسری دیویوں کے ساتھ میں، کیا تم نے لات اور عُزّٰی پر نظر کی ہے اور تیسری (دیوی) منات پر بھی"

عرب کی مشہور ترین دیویوں میں اس کا بھی شمار تھا، یہ دیوی تقدیر و قسمت کی تھی، ہندوستان کی لکشمی دیوی سے ملتی ہوتی، اس کی مُورتی بحرِ احمر کے ساحل پر ندیمہ میں نصب تھی، بندرگاہ ینبُوع اور بندرگاہ رابغ کے درمیان، اس کے خاص پُجاری مدینہ کے قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ اور یہ بھی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بنی ازد بھی۔ ان کے یاتریوں کا تلبیہ حسبِ ذیل تھا۔

لبّیك اللّٰھُمّ لبّیك - لبّیك لولا ان بکرًا دونك یتبرّك النّاس وبجیرونك مَازال الحجّ عثج یأتونك انا علیٰ عدو انھم مّن دُونِك۔

ارزقی کی اخبارِ مکّہ میں ہے کہ یہ دیوی بنی ازد اور بنی غسّان کی تھی، وہ اس کا حج کرتے اور اس کی تعظیم بجا لاتے تھے اور جب خانہ کعبہ کا طواف کر کے اور عرفات ہو کر منٰی سے فراغت پا کر واپس آتے تھے۔ تو اپنے سر کے بال منات ہی کے پاس آکر اُترواتے تھے، اس کے ڈھانے کو سعد بن زید اشہلی روانہ ہوتے تھے اور اُنہیں نے یہ مہم سر کی، ابنِ ہشام میں اس خدمت کو ابوسُفیان

کی جانب منسوب کیا ہے اور شک کے ساتھ حضرت علیؓ کی جانب۔

(موسیٰ)

⑭ مُوسیٰ

(سورۃ البقرہ : رکوع ۶ (چار بار) (البقرہ : ع ۷ (دو بار) البقرہ: ع ۸ : (البقرہ : ع ۱۱) (دو بار البقرہ : ع ۱۲) (البقرہ : ع ۱۶) البقرۃ : ع ۳۲) (سورۃ آل عمران : ع ۹) (سُورۃ النساء : ع ۲۲) دو بار (سورۃ النساء : ع ۲۳) سُورۃ المائدہ : ع ۴ (تین بار) (سُورۃ الانعام ع ۱۱) (سُورۃ الانعام : ع ۱۹) (سورۃ الاعراف : ع ۱۳) (دو بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۱۴) (تین بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۱۵) (دو بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۱۶) (تین بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۱۷) (پانچ بار) سُورۃ الاعراف : ع ۱۸) (دو بار) (سورۃ الاعراف : ع ۱۹ (دو بار) (سُورۃ الاعراف : ع ۲۰) (دو بار) (سورۃ یونس : ع ۸ (چار بار) (سورہ یونس : ع ۹) (چار بار) (سورۃ ہُود : ع ۲) (سورۃ ہود : ع ۱۰) (سورہ ابراہیم : ع ۱) (دو بار) (سورۃ ابراہیم : ع ۲) (سورہ بنی اسرائیل : ع ۱) (سورۃ بنی اسرائیل : ع ۱۱ (دو بار) (سورۃ الکہف : ع ۹ (دو بار) (سورۃ مریم : ع ۴) (سورۃ طٰہٰ : ع ۱) چار بار سُورۃ طٰہٰ : ع ۲ (تین بار) (سُورۃ طٰہٰ : ع ۳) (پانچ بار) (سُورۃ طٰہٰ : ع ۴ (چار بار) (سُورۃ طٰہٰ : ع ۵) (سورۃ الانبیاء : ع ۴) (سُورۃ الحج : ع ۶) (سورۃ المؤمنون : ع ۳) (دو بار) (سُورۃ الفرقان : ع ۴) (سُورۃ الشعراء : ع ۲) (سُورۃ الشعراء : ع ۳) (تین بار) (سُورۃ الشعراء : ع ۴ (چار بار) (سُورۃ النمل : ع ۱) (تین بار) (سُورۃ القصص : ع ۱) (سورۃ القصص : ع ۲) (چار بار) (سورۃ القصص : ع ۴ (چھ بار) (سُورۃ القصص : ع ۵ (چار بار) (سُورۃ القصص : ع ۸) (سُورۃ العنکبوت : ع ۴) سُورۃ الاحزاب : ع ۹) سُورۃ الصافات : ع ۴ (دو بار) (سُورۃ المؤمن : ع ۳ (تین بار) (سُورۃ المؤمن : ع ۴) (سُورۃ المؤمن : ع ۶) سورۃ حٰمٓ السجدہ : ع ۶) (سورۃ الشوریٰ : ع ۲) (سُورۃ زخرف ع ۵) سُورۃ الاحقاف : ع ۴) (سُورۃ الذاریات : ع ۲) (سُورۃ النجم : ع ۳) (سُورۃ الصف : ع ۱) (سُورۃ النازعات : ع ۱) (سُورۃ الاعلیٰ : ع ۱)

نام نامی ۱۲۸ بار آیا ہے اور اس کثرت سے قرآن مجید میں ذکر کسی دوسرے

انسان کا نہیں آیا ہے۔

موسیٰ بن عمران نسل لاوہ بن یعقوب (اسرائیل) سے تھے اور سلسلۂ اسرائیل کے مشہور ترین پیغمبر گزرے ہیں، توریت میں تصریح کے ساتھ ہے کہ عمر ۱۲۰ سال کی پائی، پیدائش مصر میں ہوئی اور وفات دشتِ سینا کے علاقے موآب میں کوہِ بنو پر۔

مورخین اور اثریین کا خیال ہے کہ آپ کا زمانہ پندرہویں اور سولہویں صدی قبل مسیح کا تھا، سر چارلس مارسٹن کے تخمینہ میں ولادت سنہ ۱۵۲۰ ق م میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۴۰۰ ق م میں ایک دوسرا تخمینہ سنہ ۱۵۷۱ تا سنہ ۱۴۵۱ ق م کا بھی ہے۔

توریت میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام یوکبد تھا، اور آپ کے ایک بھائی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام جو خود بھی پیغمبر ہوئے اور ایک بہن مریم نامی

آپ کی ولادت کے وقت فرعون قاہر نے حکم دے رکھا تھا کہ حدودِ مصر میں کوئی اسرائیلی بچہ زندہ نہ چھوڑا جائے بلکہ پیدائش کے وقت ہی مار ڈالا جاتے، آپ معجزانہ طور پر بچ گئے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے اشارۂ غیب پاکر صندوق میں لٹا کر اسے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ نیل قصرِ شاہی کے نیچے سے گزرتا تھا، فرعون معہ ملکہ کے اتفاق سے اس وقت دریا کی سیر دیکھ رہا تھا، بہتا ہوا صندوق دیکھ کر بچہ کو نکال لیا، ملکہ کو بہت محبوب لگا اور فرعون سے پرورش کرنے کو مانگ لیا۔ اس پر پرورش و پرداخت شاہی محل میں ہونے لگی، جب آپ جوان ہوئے تو ایک روز سرِ راہ ایک مصری (قبطی) ایک اسرائیلی کو پیٹ رہا تھا، اس نے آپ سے فریاد کی۔ آپ نے مظلوم کی حمایت میں اس کے ایک مُکّا مار دیا، اور اتفاق سے وہ اس کے ایسا لگا کہ وہ وہیں ختم ہوگیا، دوسرے دن بات پھوٹی اور آپ کی تلاش شروع ہوئی، آپ مصر چھوڑ کر مدین پہنچے، اور یہاں حضرت

شعیب علیہ السّلام کے ہاں اُن کا کاروبار دیکھنے پر مُلازمت کرلی۔
اور یہیں اُن کی ایک صاحبزادی بی بی صفورہ کے ساتھ آپ کا عقد بھی ہو گیا، اُن کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے جیرسوم اور الیعزد نامی بھی ہوتے۔ کئی سال بعد آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو لے کر مصر واپس ہوتے اور راستہ میں ایک اندھیری رات میں آپ کو کوہِ طُور پر روشنی نظر آتی، آگ کی تلاش میں آپ قریب گئے تو معلوم ہوا کہ تجلّیِ خداوندی ہے، وہیں آپ کو نبوّت اور باری تعالےٰ سے ہمکلامی کی سرفرازی حاصل ہوتی، ساتھ ہی یہ حکم مِلا کہ مِصر جاکر فرعون کو دعوت توحید و ایمان دو اور آپ کی درخواست پر حضرت ہارون علیہ السّلام بھی اس خدمت میں آپ کے شریک قرار پاتے۔
آپ نے مصر پہنچ کر ہر طرح کی کوشش دعوت و تبلیغ کے سِلسلہ میں کرڈالی معجزات وخوارق بھی اِذنِ خداوندی سے طرح طرح کے دکھاتے، فرعون اور اس کے درباریوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ فرعون اپنے کو سُورج دیوتا کا اوتار اور اس لئے اپنے کو خود بھی معبُود یا دیوتا سمجھ رہا تھا، اس کی سمجھ ہی میں خدائے واحد کی دعوت اور اپنی عبدیّت کسی طرح نہ آتی اور وہ اپنی ضد اور ہٹ پر اَڑا رہا۔ مُعجزات وخوارق دیکھ کر یہ سمجھا، کہ یہ سب سحر کی کرشمہ سازی ہے۔ بڑے بڑے ماہرینِ سحر کو بُلاکر پیمبرؑ سے مقابلہ کرایا۔ ساحروں کو شکست فاش ہوئی اور مُوسیٰ کی پیمبری پر ایمان لے آتے، فرعون اُلٹا اُن پر بھی برہم ہوا، اور اُنھیں سخت سزاؤں کے ساتھ ہلاک کرڈالا۔ آخر میں عذاب الٰہی کی گرفت ہوئی، سالہا سال کے بعد اشارہ خداوندی سے حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام اپنی ساری قوم کو لے کر وطنِ اسرائیل ارضِ فلسطین کے ارادہ سے شباشب روانہ ہوئے، اور راستہ بھول کر بجائے خشکی خشکی نکل جانے کے بحرِ قلزم کی ایک شاخ کے سامنے آگئے، فرعون کو

خیر ہوئی تو مع لشکر کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ پیغمبر نے حکم خداوندی سے سمندر میں قدم رکھ دیا تھا، اور سمندر معاً سمٹ کر اسرائیلیوں کے لئے پایاب ہوگیا اور اسرائیلی دوسرے کنارے پر سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے، لیکن جب یہ دیکھ کر فرعون نے بھی سمندر پار کرنا چاہا تو پانی کی سمٹی ہوئی دیواریں یکبارگی پھر مل گئیں، اور فرعون مع لشکر کے غرق ہوگیا۔

اب صحرائے سینا سامنے تھا کہ شمال کی سمت میں کچھ اور آگے بڑھ کر اپنے آبائی مُلک فلسطین (کنعان) پر قبضہ کرلو جس پر اب عمالقہ قابض ہوگئے تھے اور اسرائیلی اس قوم کی حربی شوکت وحشمت سے مرعوب ہوچکے تھے، اپنے میں اُن سے مقابلہ کی سکت نہ پاکر ہمّت چھوڑ بیٹھے۔ اس بزدلی وپست ہمّتی پر عتابِ الٰہی نازل ہوا کہ اچھا اب ۴۰ سال تک اسی صحرا میں بھٹکتے پھروگے۔ اسی درمیان میں ایک اہم واقعہ قارون (توریت کی زبان میں قرح) کی بغاوت کا پیش آیا، یہ آپ ہی کے خاندان کا ایک شخص تھا اور بہت بڑا مہاجن اور سرمایہ دار، اپنی دولت کے غرور میں آکر دینِ حق سے برگشتہ ہو بیٹھا۔

توریت میں ہے کہ اُسے حضرت مُوسیٰ اور حضرت ہارُون علیہما السّلام سے حسد تھا اور ڈھائی سو اشخاص کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کی ہمنوا بن گئی، آخر اُسے عبرت ناک سزا سب کے سامنے یہ ملی کہ اُسے مع اس کے سارے خزانہ کے زمین دھنسا دیا گیا۔

قرآن مجید ہی نے حیات موسوی کے بعض اور واقعات بھی ذرا تفصیل سے بیان کئے ہیں، مثلاً ایک مقرب ومقبول بندہ سے جو اسرارِ کونیہ کے ماہر تھے۔ ملاقات اور ہمسفری، قوم کو ایک مخصوص قسم ورنگ کی گائے کے ذبیحہ کا حکم اور اس کی تعمیل میں قوم کا لیت ولعل و قوم کو صحرا میں غذا کا سامان قدرتی طور پر لے

لے جانا اور اس سے اُکتا کر قوم کی طرف سے طرح طرح کی زمینی پیداوار کی فرمائش اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی عارضی غیر حاضری کے زمانے میں ایک گمراہ شخص سامری کے اغوا میں آکر قوم کی گئو سالہ پرستی وغیرہا۔ اور ان میں سے اکثر واقعات کی تفصیل توریت میں بھی مذکور ہے، اِن سب کا ذکر انشاءَ اللہ تعالےٰ راقم السّطور کی قِصص القرآن میں ملے گا۔

اسی زمانۂ قیام میں حضرت کی طلبی کوہِ طُور پر مع چند بزرگانِ قوم کے ہوئی اور نُزولِ توریت کے سرفرازی ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت تاریخی اعتبار سے دنیا کی چند مشہور ترین اور بزرگ ترین شخصیتوں میں سے ہے۔ یہود تو آپ کو اپنا قبلۂ ایمان سمجھتے ہی ہیں، عیسائی دنیا بھی آپ کی پیغمبرانہ عظمت وجلالت کی قائل ہے اور قرآن مجید نے بار بار آپ کی ذات کو بطور ایک مثالی کردار کے پیش کیا ہے۔

(میکال) (سُورۃ البقرہ : ع ۱۲)

(۱۴۳) میکال

نام یوں آیا ہے :۔

"جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو اللہ تعالےٰ بھی بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔"

میکائیل ایک فرشتہ مقرب کا نام ہے جن کا کام بندوں کو رزق پہنچانا اور پانی برسانا ہے اور ان کا شمار اُن چار ملائکہ مقربین میں ہے جن میں سے ان کے علاوہ جبرئیل، اسرافیل وعزرائیل ہیں۔

یہودی عقیدے میں یہ خدا کا مُقرّب ترین ومعظّم ترین فرشتہ ہے، قوم اسرائیل کا مستقل حامی وشفیع جو خدا سے ہمہ وقت اسرائیلیوں کے حق میں دعائے خیر کرتا رہتا ہے۔ صحیفۂ دانیال کی پیش گوئیوں میں ہے :۔

"اس وقت میکائیل وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے، اُٹھے گا" (۱۲ : ۱۱)

اور اسی صحیفہ میں دو جگہ اور بھی نام اسی عظمت کے ساتھ آیا ہے :۔

"اور دیکھ میکائیل جو سرداروں میں بڑا ہے میری مدد کو پہنچا" (۱۰ : ۱۲)

"اور کوئی نہیں ہے جو ان کے مقابلے میں میری کمک کرنے کے لئے کمر باندھے گا مگر میکائیل جو تمہارا سردار ہے" (۱۰ : ۲۱)

مسیحیوں کے ہاں بھی اس کی عظمت مُسلّم ہے۔ عہد جدید میں دو جگہ نام آیا ہے (یہوواہ کا عام خط ۹ و مُکاشفہ : ۱۲ : ۷) اور دو جگہ بطور مقرب فرشتہ کے"۔

عام یہودی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السّلام پر توریت بھی حضرت میکائیلؑ ہی کے واسطہ سے نازل ہوئی تھی۔

ن

(۱۴۴) نسآء النّبیّ

پیغمبر کی بی بیو)

(سورۃ الاحزاب : ع ۴) (الاحزاب : ع ۴)

ذکر صرف دو جگہ آیا ہے :۔

"اے نبی کی بیبیو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اسے دُہری سزا دی جائے گی"۔

دوسری جگہ یہ کہ :۔

"اے نبی کی بیبیو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جب کہ تم تقوٰی اختیار کرو"۔

فقہاء و مفسّرین نے ازواج النّبی (صلّے اللہ علیہ وسلّم) کی فضیلت خصوصی

پہلی ہی آیت سے نکالی ہے اور پھر دوسری آیت نے قرآن کی نص صریح کی مُہر اُس پر لگا دی۔

ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یا اُمّہاتُ المؤمنین متفقہ طور پر حسبِ ذیل تھیں۔

۱۔ حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلدؓ (متوفیہ سنہ ۱۲ ق ھ)

۲۔ حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ (متوفیہ سنہ ۵۴ ھ)

۳۔ حضرت عائشہؓ بنتِ ابی بکرؓ (متوفیہ سنہ ۵۸ ھ)

۴۔ حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ (متوفیہ سنہ ۴۵ ھ)

۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہؓ (متوفیہ سنہ ۴ ھ)

۶۔ حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ اُمیّہ (متوفیہ سنہ ۶۳ ھ)

۷۔ حضرت زینب بنت جحش (متوفیہ سنہ ۲۰ ھ)

۸۔ حضرت جویریہ بنت الحارثؓ (متوفیہ سنہ ۵۰ ھ)

۹۔ حضرت ام حبیبہ بنتِ ابی سفیانؓ (متوفیہ سنہ ۴۴ ھ

۱۰۔ حضرت صفیہ بنت حیؓ (متوفیہ سنہ ۵۰ ھ)

۱۱۔ حضرت میمونہ بنتُ الحارثؓ (متوفیہ سنہ ۵۱ ھ)

بعض اور بی بی صاحبان کے نام بھی آئے ہیں مگر وہ روایتیں قطعی نہیں ہیں۔ ان گیارہ میں سے دو بیویاں حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ عنہما) کا انتقال ان آیتوں کے نزول سے قبل ہو چکا تھا۔ اس وقت صرف نو ازواجِ مطہرات موجود تھیں۔

(۱۴۵) **نسرا** (نسر) (سورۃ نوح : ۲)

قوم نوح کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلے میں اس کا نام آیا ہے، جب ان لوگوں نے کہا: اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا، اور نہ وَدّ کو اور

نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق اور نسر کو۔

نسرؔ دور بینی اور حدّتِ نظر کا دیوتا تھا، اُس کی مورتی شکاری پرندہ (باز یا عُقاب) کی شکل کی تھی، اس کی پرستش جنوب عرب وغیرہ میں بھی ہوتی تھی، اس کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ لبیک اللّٰھمّ لبّیک اننا عبید وکلّنا سیرۃ عتید وانت ربّنا الحمید اردد الینا ملکنا والصّید

ملاحظہ ہوں، عنوانات : سواع : ود : یعوق : یغوث

(۱۴۶) **نُوح** (نوح)
نُوحًا (سورۃ اٰل عمران : ع ۴) (النساء : ع ۲۳) (سورۃ الانعام : ع ۱۰)

(سُورۃ الاعراف : ع ۸) (سُورۃ الاعراف : ع ۹) (سُورۃ التوبۃ : ع ۹) (سورہ یونس : ع ۸) (سورہ ہُود : ع ۸) (سورہ ہُود : ع ۴) (سورۃ ہود : ع ۴) (سورہ ہود : ع ۸) (چار بار) سورۃ ابراہیم : ع ۲) (سُورۃ بنی اسرائیل : ع ۱) (سُورۃ بنی اسرائیل : ع ۲) (سورہ مریم : ع ۴) (سورۃ الحج : ع ۴) (سورۃ المؤمنون : ع ۲) (سُورۃ الفرقان : ع ۴) (سُورۃ الشعراء : ع ۶) (تین بار) (سورۃ عنکبوت : ع ۳) (سورۃ الاحزاب : ع ۱) (سورۃ الصّافات : ع ۳ (دو بار) (سورہ ص : ع ۱) (سورۃ المؤمن : ع ۴) (سورۃ الشوریٰ : ع ۲) (سورۃ ق : ع ۱) (سورۃ الذاریات : ع ۳) (سورۃ القمر : ع ۱) (سُورۃ الحدید : ع ۱) (سورہ نوح : ع ۱) (سورہ نوح : ع ۲) (دوبار)

اسم سامی چالیس بار آیا ہے اور پہلی جگہ ذکر یوں کہ :۔

"بے شک اللہ نے آدم اور نوحؑ اور خاندانِ ابراہیمؑ اور خاندانِ عمران کو دنیا جہان والوں پر برگزیدہ کیا"

اور دوسری آیت میں یوں کہ :۔

یقیناً ہم نے آپ پر وحی بھیجی جیسی کہ ہم نے نوح اور اُن کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی"

تیسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے سلسلہ میں کہ :۔
"اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں"
چوتھی جگہ یوں کہ :
"بالیقین ہم نے نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا"
پانچویں آیت میں حضرت ہودؑ کی زبان سے کہ :۔
"وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں بعد قوم نوحؑ کے آباد کیا تھا"
چھٹی جگہ یوں کہ
"کہ کیا انہیں خبر ان قوموں کی نہیں پہنچی جو اُن سے قبل ہو چکی ہیں"
ساتویں جگہ یوں کہ :۔
"آپ اُنہیں نوح علیہ السّلام کا قصّہ پڑھ کر سُنایئے۔
آٹھویں جگہ یوں کہ :
"بالیقین ہم نے نوحؑ کو بھیجا اُن کی قوم کی طرف"
نویں جگہ یوں کہ :۔
(اُن کی قوم والے) بولے کہ اَے نوحؑ تم ہم سے بحث کر چکے تو اب تم وہ لے آؤ جس سے ہم کو دھمکایا کرتے تھے"
دسویں مرتبہ یوں کہ :
نوحؑ کی طرف وحی بھیجی گئی کہ اب تمہاری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا بجز اُن کے جو اب تک لا چکے"
گیارہویں مرتبہ یوں کہ :۔
"نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ کنارے پر تھا"
بارہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"نوح ؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا"

تیرہویں جگہ یوں کہ :۔

"اللہ نے فرمایا کہ اے نوح ! یہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں "

چودھویں بار یہ کہ :۔

"ارشاد ہوا کہ اے نوحؑ ! اُترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لے کر اپنے اُوپر بھی اور اپنی جماعتوں پر بھی جو تمہارے ساتھ ہیں"

پندرہویں بار حضرت شعیبؑ کی زبان سے کہ :۔

اے میری قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر وہ مُصیبت آپڑے جو آپڑی تھی قومِ نوح اور قوم ہود اور قوم صالح پر"

سولہویں مرتبہ یوں کہ :۔

کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے قبل ہو چکے ہیں (مثلاً) قوم نوح و عام و ثمود ۔

سترہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"اے ان لوگوں کی نسل جنہیں ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں سوار کیا تھا"

اٹھارہویں جگہ یوں کہ

"اور ہم نے کتنی ہی اُمتوں کو نوحؑ کے بعد سے ہلاک کر ڈالا ہے "

انیسویں جگہ یوں کہ :۔

اور بعض (پیغمبر) ان کی نسل سے تھے انہیں ہم نے نوحؑ کے ہمراہ کشتی پر سوار کیا تھا"

بیسویں بار یہ کہ :۔

اس سے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح و عاد و ثمود والے"

اکیسویں آیت میں یہ کہ :۔

"بے شک ہم نے نوح ؑ کو بھیجا اُن کی قوم کی طرف"

بائیسویں جگہ یہ کہ :۔

"ہم نے قوم نوح کو بھی غرق کر دیا جب اُنھوں نے پیمبروں کو جُھٹلایا اور انہیں لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیا"

تئیسویں اور چوبیسویں بار یہ کہ :۔

"نوح ؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن کے بھائی نوح ؑ نے اُن سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں"

پچیسویں بار یہ کہ :۔

"وہ لوگ بولے کہ اگر اے نوح ؑ ! تم باز نہ آئے تو ضرور ہی سنگسار کر دیتے جاؤ گے"

چھبیسویں مرتبہ یہ کہ :

"اور بالیقین ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم طرف پیغمبر بنا کر بھیجا"

ستائیسویں جگہ یہ :۔

"اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب ہم نے (تمام) پیمبروں سے اُن کا عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور ..... سے بھی"

اٹھائیسویں مرتبہ یہ کہ :۔

"اور ہم کو نوح ؑ نے پُکارا اور ہم بہترین فریاد سُننے ولے ہیں"

انیتسویں بار یہ کہ

"نوح ؑ پر رحمت ہو عالم والوں کی"

تیسویں جگہ یہ کہ :۔

اور اس سے پہلے بھی جھٹلا چکے تھے قوم نوح اور عاد اور فرعون والے جس کے کھونٹے گڑے ہوئے تھے "۔

اکتیسویں جگہ یوں کہ :۔

"اُن کے قبل قوم نوح بھی تکذیب کر چکی اور اُن کے بعد کے گروہ بھی "۔

بتیسویں بار یوں کہ :۔

" مجھے تمہارے لئے (دوسری) اُمتوں کے سے عذاب کا اندیشہ ہے ...... جیساکہ قوم نوح و عاد و ثمود اور اُن لوگوں کے بعد والوں کا حال ہوا تھا "۔

تنتیسویں بار یوں کہ :۔

" اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مُقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا۔ اور جس کی اس نے آپ کی طرف وحی کی ہے "۔

چونتیسویں مرتبہ یوں کہ :۔

" ان کے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح اور اصحاب رَس اور ...."

پینتیسویں بار یوں کہ :۔

" اور اُن سے قبل قوم نوح کا بھی یہی حال ہو چکا تھا، وہ بڑے نافرمان لوگ تھے "۔

چھتیسویں بار یوں کہ :۔

" اور اس سے قوم نوح نے جُھٹلایا سو انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا "۔

سینتیسویں بار یوں کہ :۔

" ہم ہی نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور اُن کی نسل میں نبوّت اور کتاب رکھ دی "۔

اڑتیسویں جگہ یوں کہ :-

"ہم نے ہی نوح ؑ کو بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ"

انتالیسویں بار یوں کہ :-

"نوح ؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی"

چالیسویں جگہ یوں کہ :-

"نوح نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! زمین پر اب کوئی کافر نہ چھوڑیو"

حضرت نوح بن لمک کا شمار دنیا کے قدیم ترین انبیاء میں ہے، حسبِ روایت توریت حضرت آدم ؑ سے دسویں پشت میں تھے۔ وطن ملک عراق، عمر ۹۵۰ سال کی پائی۔ زمانۂ شارحین توریت کے ظن وتخمین کے مطابق از ۲۹۴۸ ء تا ۱۹۹۸ ق م ایک دوسرے اندازے کے مطابق از ۳۸۰۰ ء تا ۱۹۹۸ ق م توریت کے صحیفہ پیدائش میں آپ کا مفصل ذکر باب ۵ سے باب ۹ تک موجود ہے، لیکن اس میں توریت کے حسبِ دستور مناقب کے ساتھ ساتھ مثالب بھی ہیں۔

شرک کا زور آپ کے زمانے میں پوری طرح سے ہو چکا تھا اور اہم ترین بت یہ پانچ تھے :-

وَدّ : یہ دیوتا قوت مردانہ اور محبت وعشق کا تھا اور اس کی مورت ایک قوی وتوانا مرد کی شکل میں تھی۔

سواع : حسن ومحبوبی کی دیوی تھی، اس کی مورت ایک حسین عورت کی شکل میں تھی۔

یغوث : یہ دیوتا جسمانی قوت وشہ زوری کا تھا اور اس کی مورتی شیر یا بیل کی شکل کی ہوتی تھی۔

یعوق : یہ دیوتا بھاگ دوڑ اور تیز روی کا تھا اور اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں تھی۔

نسر : یہ دیوتا دور بینی اور حدتِ نظر کا تھا، اس کی مورتی شکاری پرندہ، باز یا عُقاب کی شکل کی ہوتی تھی۔

آپ نے عُمر آجکل کے معیار سے نہایت طویل پائی لیکن ۹۵۰ سال کی عمر اس وقت کے معیار سے کچھ ایسی غیر معمُولی نہیں کہی جا سکتی، آپ کے والد کی عمر (حسبِ روایت توریت) ۷۷۷ سال کی ہوئی تھی اور جدِ امجد کی ۹۶۹ سال کی، آپ کے زمانے میں بلکہ آپ ہی کی بَددُعاء سے وہ طوفانِ عظیم آیا، جس سے ساری ساری نسلِ انسانی ڈوب گئی (اور وہ اس وقت سمٹی سمٹائی) ہوئی کل دوابہ دجلہ و فرات میں آباد تھی، بجُز آپ کے صاحبِ ایمان عزیزوں اور رفیقوں کے۔ دوبارہ نسلِ آدم زمین پر آپ ہی کے واسطے سے چلی۔

و

⑭⑦ **وَدًّا** (وَدّ) (سورۃ نوح : ع ۲)

نام قوم کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا، نہ وَدّ کو نہ سواع کو، نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔

یہ دیوتا قوت مَردانہ اور عشق و محبّت کا تھا، اس کی مُورت ایک قوی ہیکل مَرد کی شکل میں تھی، اس کے جاتریوں کا تلبیہ، تلبیہ، حج کی طرح یہ تھا، لبّیک اللّٰھُمّ لبّیک لبّیک معذرۃً الیک اس کی پوجا شمالی عرب میں بھی جاری تھی اور اہلِ عرب اس سے خوب مانوس ہو گئے، اس کا استھان عَرب میں دومۃُ الجندل میں تھا۔

ملاحظہ ہوں، عنوانات: یغوث، یعُوق، سواع، نسر

ہ

(ہاروت) (سُورۃ البقرہ : ع ۱۲)

۱۴۸ ھاروت

حضرت سلیمانؑ کے زمانے کے شیاطین کے لئے آیا ہے کہ وہ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو ملک بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اُتار اگیا تھا؛

ملاحظہ ہو عنوان : ماروت۔

ھارون

۱۴۹ ھارُون

(سورۃ النساء : ع ۲۳) (سُورۃ الانعام : ع ۱۰) (سورۃ الاعراف : ع ۱۴) (سورۃ الاعراف : ع ۱۷) (سورۃ یونس : ع ۱۸) (سورۃ مریم ، ع ۴) (سورہ طٰہٰ : ع ۴) (سورہ طٰہٰ : ع ۳) (تین بار) (سُورۃ الانبیاء : ع ۴) (سُورۃ المؤمنون : ع ۲) (سُورۃ الفرقان: ع ۴) (سُورۃ الشعراء : ع ۲) (سورۃ الشعراء : ع ۳) (سُورۃ القصص : ع ۴) (سورۃ الصّٰفّٰت : ع ۴ (دو بار)

ذکرِ مُبارک اٹھارہ بار آیا ہے، پہلی آیت میں دوسرے پیمبروں پر عطف کرکے یوں آیا ہے کہ :۔

"ہم نے وحی بھیجی ابراہیم ۔۔۔۔ اور یُونس اور ہارون اور سُلیمان پر"

دوسری آیت میں بھی دوسرے انبیاء کے سلسلے میں یوں کہ :۔

"اور نوحؑ کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور اُن کی نسل میں سے ۔۔۔۔۔۔۔ اور مُوسٰیؑ اور ہارون کو"

اور تیسری جگہ ساحرانِ فرعونی کی زبان سے یوں کہ :۔

ہم ایمان لے آتے پروردگارِ عالم پر، وہی پروردگار ہے موسٰی اور ہارون کا"

چوتھی مرتبہ یوں کہ :۔

"اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری جانشینی کرنا"

پانچویں جگہ یوں کہ :-

"پھر ہم نے اُن کے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس"

چھٹی جگہ حضرت مُوسیٰؑ علیہ السّلام کے ذکر میں یوں کہ :-

"اور ہم نے اپنی رحمت سے انہیں اُن کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت سے عطا کیا"

ساتویں جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے یوں کہ :-

"اور میرے گھر والوں میں سے میرا ایک معاون کر دیجئے (یعنی) ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں"

آٹھویں بار یوں کہ :-

"پھر ساحر سجدہ میں گر گئے اور بولے کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور مُوسیٰ (علیہما السّلام) کے پروردگار پر"

نویں مرتبہ یوں کہ :-

اُن لوگوں سے ہارونؑ نے قبل ہی کہا تھا کہ اے میری قوم والو! تم اس کے سبب سے گمراہی میں پھنس گئے ہو"

دسویں مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :-

"اے ہارونؑ! تمھیں اس سے کون سا امر مانع ہوا کہ تم میرے پاس چلے آتے، جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ بھٹک گئے ہیں"

گیارہویں مرتبہ یوں کہ :-

"اور بالیقین ہم عطا کر چکے ہیں، موسیٰ اور ہارون کو ایک چیز فیصلہ کی اور

روشنی کی اور نصیحت کی پرہیزگاروں کے لئے۔

بارہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ "

تیرہویں جگہ حضرت موسیٰؑ کے سلسلے میں یوں کہ :۔

"اور ہم نے اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارون کو ان کا مُعین بنا دیا"

چودہویں بار حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :۔

"اے میرے پروردگار ! مجھے اسی کا اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں، سو تُو ہارُون کے پاس بھی وحی بھیج دے "

پندرہویں مرتبہ ساحرانِ فرعونی کی زبان سے کہ :

"ہم ایمان لے آتے پروردگارِ عالم پر موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر"

سولہویں جگہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہ :۔

"اور میرے بھائی ہارون کہ وہ مجھ سے زیادہ خوش بیان ہیں، انہیں بھی میرے ساتھ رسالت میں دیجئے مددگار بنا کر"

سترہویں آیت میں یوں کہ :۔

"اور ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر بھی احسان کیا "

اٹھارہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"کہ سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر "

(یہ حضرت ہارون بن عمران حضرت موسیٰؑ کے بھائی تھے۔ عُمر میں آپ سے تین سال بڑے تھے) ۱۰۲ سال کی عمر میں بمقام ایدوم وفات پائی، زوجہ محترمہ کا نام الشبع تھا، اور ان سے آپ کے چار فرزند تولّد ہوتے، خوش بیانی میں آپ

حضرت موسیٰؑ سے بڑھے ہوئے تھے اور انہیں کی درخواست پر آپ کو پیغمبری بھی عطا ہوئی تھی ، تاکہ فرعون کے دربار میں تبلیغی تقریریں پوری فصاحت کے ساتھ کرسکیں ، توریت مروّجہ میں آپؑ پر بے دھڑک الزام گئوسالہ پرستی کا لگا دیا گیا ہے ، قرآن مجید نے اس اتہام سے آپ کی پوری صفائی پیش کی ہے ، حضرت موسیٰ علیہ السّلام جب نزولِ توریت کے وقت کوہ طور پر طلب ہوئے تھے ، تو اُن کی غیبت میں اُن کی قائم مقامی آپ ہی نے فرمائی تھی ، تقویٰ اور تدین میں آپ کو مثالی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا۔

⑮⓪ ھامان

(ھامان) ((سُورۃ القصص : ع۱) (دو بار)
(سورۃ عنکبوت : ع۴) (سورۃ المؤمن : ع۴)

نام چار بار آیا ہے ، پہلی جگہ یوں کہ :۔

"اور ہم کو یہ منظور ہوا کہ .... فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو ان میں سے وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ بچنا چاہتے تھے ۔"

دوسری بار یوں کہ :

"بے شک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکری بڑے خطا کار تھے ۔"

تیسری آیت میں یوں کہ :۔

"اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا ۔")

چوتھی مرتبہ یوں کہ :

"فرعون نے کہا کہ اے ہامان ! میرے لئے بلند عمارت بنوا ، کہ میں اس سے آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچوں ۔"

چاروں جگہ ہامان کا ذکر فرعون ہی کے سلسلے میں آتا ہے اور جس طرح فرعون کسی فرد کا شخصی نام نہیں بلکہ ایک خاندان کے فرماں رواؤں کا عمومی

لقب تھا۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہامان بھی کوئی اُونچا سرکاری لقب تھا، تاریخ سے تو اتنا بہرحال ثابت ہے کہ مصر کے ایک بہت بڑے دیوتا کا نام آمن تھا۔ اور اس کے بڑے پجاری کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوتے تھے عجب نہیں ہے کہ وہی سرکاری لقب عربی تلفظ میں آکر ہامان بن گیا ہو۔

(۱۵۱) **ھُود** (ھود) (سُورۃ الاعراف : رکوع ۸)

ھُودًا (سورۃ ہود : ع ۵) (چار بار) (سورۃ ہُود : ع ۸) (سُورۃ الشعراء : ع ۷)

پہلی جگہ ہے کہ :۔

"اور ہم نے عاد کی طرف سے اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا"

دوسری جگہ بھی بالکل یہی مضمون ہے، تیسری جگہ قوم کی زبان سے ہے "

"اَے ہُودؑ! تم ہمارے پاس کوئی سَند لے کر تو آتے نہیں ہو"

چوتھی جگہ یوں کہ :

"جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچا تو ہم نے ہُود کو اور ان لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی رحمت سے بچالیا"

پانچویں بار یوں کہ :۔

"خوب سُن لو! کہ عاد قومِ ہُودؑ کو دُوری نصیب ہوتی"

چھٹی مرتبہ حضرت شعیبؑ کی زبان سے اپنی قوم کو مخاطب کرکے ہے کہ :۔

"کہیں تم پر بھی مصیبت آپڑے جیسی مُصیبت آپڑی تھی قوم نوح یا قوم ہود یا قومِ صالح پر"

ساتویں بار یہ کہ :۔

"اُن سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں "

حضرت ہُودؑ سامی نسل کے قدیم ترین پیمبروں میں سے ہوتے ہیں۔

جنوبی عرب میں آج بھی قبر بنی ہُود کے نام سے ایک مقام مرجع خلائق و زیارت گاہ ہے۔ فرنگی سیّاحوں نے بھی اس کا ذکر بار بار کیا ہے

آپ کی قوم جنوبی عرب میں آباد تھی، اس کے حدُودِ مشرق میں خلیج فارس کے شمال تک وسیع تھے اور مغرب میں بحرِ قُلزم کے جُنوب تک، گویا آج کے یمن، عمّان وغیرہ سب پر شامل۔

بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ توریت کے صحیفۂ پیدائش میں آپ ہی کا نام عبر (HABER) کر کے آیا ہے۔

ی

⑮۲ یاجُوج :

(یاجوج) (سُورۃ الکہف : ع ۱۱) (الانبیاء : ع ۷)

(ملاحظہ ہو : عنوان : ماجوج)

⑮۳ یحییٰ

(یحییٰ) (سورہ آل عمران : ع ۴) (سُورۃ الانعام : ع ۱۵) (سورہ مریم : ع ۱) (دوبار) (سُورۃ الانبیاء : ع ۶)

پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ :-

"(اے زکریا) اللہ آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو کلمۃُ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدًا اور بڑے ضبطِ نفس کرنے والے"

دوسری جگہ دوسرے انبیاء کرام پر عطف کر کے ہے کہ :

"(ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسٰی اور الیاس (علیہم السّلام) کو، یہ سب صالحین میں سے تھے"

تیسری جگہ حضرت زکریاؑ کو خطاب کر کے ہے کہ :-

"ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے یحییٰ نامی کی"

چوتھی مرتبہ خود انہیں سے خطاب ہے کہ :-

"اے یحییٰ! مضبوط پکڑو کتاب کو"

پانچویں جگہ حضرت زکریا ؑ کے سلسلہ میں ہے کہ :-

"سو ہم نے اُن کی پکار سن لی اور ہم نے اُنہیں کو یحییٰ عطا کیا"

یہ یحییٰ بن زکریا، جن کا نام عہدِ جدید میں یوحنّا آیا ہے، اسرائیلی انبیاء میں بجز حضرت عیسیٰ ؑ کے، سب سے آخری نبی ہوتے ہیں، یہود آپ کی نبوت کے شدید منکر ہیں اور قرآن مجید نے آپ کی نبوّت کا اثبات انہیں کے مقابلہ میں کیا ہے۔

آپ کی والدہ بی بی الیشبع حضرت مریم ؑ کی بہن ہوتی تھیں اور اس طرح آپ حضرت عیسیٰ ؑ کے خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اور اُن سے صرف چھ مہینے قبل دنیا میں تشریف لائے، توحید کے ساتھ ساتھ آپ کی خصوصی دعوت زہد و اتقاء کی تھی، اپنی زندگی بھی انتہائی سادگی بلکہ تنگ حالی کے ساتھ گزاری۔ والیٔ شام ہیرو ڈلیس نے شادی اپنی بھاوج کے ساتھ کر لی تھی، جو یہودی شریعت میں جائز نہ تھی، آپ نے اس پر ٹوکا، اس سے اس کو آپ کے ساتھ دشمنی پیدا ہو گئی، پہلے اُس نے آپ کو قید خانہ میں ڈالا اور پھر اس نے ایک جشنِ مسرت کے موقع پر اس نئی بیوی کے اشارہ سے اس نے آپ کا سَر قلم کرنے کا حکم دے دیا، اور آپ ۳۰ سنہ میں شہید ہو گئے۔

مسیحی صحیفوں میں آپ ؑ کو حضرت عیسیٰ ؑ کے نقیب و منّاد کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، آپ کی دعوت و تبلیغ کا میدان یہودیہ کا بیابان اور وادیٔ یرزن تھی۔ انجیل متی میں ہے کہ آپ کا لباس اُونٹ کے بالوں کا رہتا تھا اور غذا جنگل کا شہد اور ٹڈیاں، اور ایک چمڑے کا پٹکا باندھے رہتے تھے، آپ کی درویشانہ عظمت اور صالحانہ مرتبہ کو اکابرِ یہود (مثلاً مؤرخ جوزیفس) نے بھی تسلیم کیا ہے۔

۱۵۴ یَعقوب (یعقوب)

(سُورۃ البقرہ : ع ۱۶)(چار بار)(سورہ آل عمران : ع ۹)(سُورۃ النّساء : ع ۲۳)(سُورۃ الانعام : ع ۱۰)(سورۃ ہُود : ع ۷)(سورۃ یوسف : ع ۵)(سورہ یوسف ع ۹)(سورۃ مریم : ع ۳)(سُورۃ الانبیاء : ع ۵)(سورۃ عنکبوت : ع ۳)(سورہ ص : ع ۴)

نام نامی چودہ بار آیا ہے، پہلی بار یوں کہ :-

"ابراہیم اس کی (یعنی توحید کی) ہدایت کر گئے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوبؑ بھی اپنے بیٹوں کو۔ دوسری جگہ یوں کہ : بھلا کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت آپہنچی، تیسری بار دوسرے پیمبروں پر عطف ہو کر یوں کہ : کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اُتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر۔ چوتھی آیت میں یوں کہ : کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) یہُودی یا نصرانی تھے۔ پانچویں جگہ یوں کہ : آپ کہہ دیجیے کہ ہم ایمان لاتے اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے اوپر اُتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر اتارا گیا۔ چھٹی بار یوں کہ : ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) .... پر ساتویں آیت میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے یوں کہ : ہم نے اُنہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کئے۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ آٹھویں بار۔ حضرت سارہ رضؓ کا ذکر کر کے یوں کہ : ہم نے اُنہیں بشارت دی اسحٰق کی اور اسحٰق کے آگے یعقوب کی۔ نویں جگہ حضرت یوسفؑ کی زبان سے کہ : مَیں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے دین کی پیروی کر رکھی ہے۔ دَسویں مرتبہ : فرزندانِ یعقوب کے قافلہ مصر کے سلسلے میں کہ : جب وہ داخل ہوئے جس طرح اُن کے باپ نے اُنہیں حکم دیا تھا تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی

کام نہ آسکا اور وہ تو ایک ارمان تھا یعقوب کے دل میں جو اُنھوں نے پورا کر لیا۔ گیارہویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے کہ: ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب کو عطا کیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔ بارہویں جگہ حضرت ابراہیم کے سلسلے میں ہے کہ: ہم نے اُنہیں عطا کیا اسحٰق کو اور یعقوب کو بطور پوتے۔ اور ہم نے ہر ایک کو صالح بنایا۔ تیرہویں جگہ بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کے سلسلے میں ہے کہ: ہم نے اُنہیں اسحٰق اور یعقوب کو عطا کیا۔ چودھویں مرتبہ یوں کہ: یاد کیجئے! ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔

یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم خود ہی نبی نہیں بلکہ نبی زادے اور ایک نبی کے پوتے بھی تھے۔ زمانہ تخمیناً ۳۰۰۰ سنہ تا ۱۸۵۳ سنہ ق م۔ عمر حسب روایت توریت ۱۴۷ سال کی پائی۔ دوسرا نام اسرائیل ہے اور قوم بنی اسرائیل آپ ہی کی جانب منسوب ہے، چار عقد فرماتے، بی بی لیا۔ اور بی بی راحیل سے۔ بارہ فرزند چھوڑے جن سے بہت نسل چلی، مولد فلسطین یا کنعان۔ غالباً ۱۸۷۰ سنہ ق م میں اپنے صاحبزادہ حضرت یوسفؑ کے پاس مصر تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔

مُلاحظہ ہوں عنوانات: آلِ یعقوب و اسرائیل۔

(۱۵۵) یعُوق

(یعوق) (سورہ نوح: رکوع ۲)

نام قوم نوح کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں آیا ہے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نہ نسر کو۔

یہ دوڑ بھاگ اور تیز رفتاری کا دیوتا تھا، اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں ہوتی تھی، اس کی پوجا یمن بھی پائی گئی ہے۔

اس کے پجاریوں کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے لبیك اللھم لبیك

بغض الینا الشرّ وحبّب الینا الخیر ولا تبطرنا فنأثر ولا تندحنا بثار

ملاحظہ ہوں عنوانات : سواع : نسر : ودّ : یغوث

(یغوث) (سورۃ نوح : ع ۲)

۱۵۶ یغوث

نام نوح کی قوم والوں کی زبان سے اس سلسلے میں آیا ہے : اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو، اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

قوم نوح کے پانچ اہم ترین دیوتاؤں میں ہے۔ جن کی پرستش نزولِ قرآن کے وقت بھی عرب و اطرافِ عرب میں جاری تھی۔ یہ دیوتا قوتِ جسمانی و شہ زوری کا تھا۔ اس کی مورتی شیر یا بیل کی شکل میں ہوتی تھی، اس کی پوجا کا رواج جنوب عرب و یمن میں تھا، عبد یغوث نام کا رواج عرب کے شمال و مشرق میں بھی تھا۔ اس کے جاتریوں کا تلبیہ تھا۔ لبیك اللّٰھمّ لبیك اجتنا بما لدیك فنحن عبادك قد صرنا الیك

ملاحظہ ہوں عنوانات : سُواع، نسر، ودّ، یعوق۔

(یوسف)

۱۵۷ یوسف

(الانعام : ع ۱) (یوسف : ع ۱) (یوسف : ع ۲) (پانچ دفعہ) (یوسف : ع ۳) (دوبار) (یوسف : ع ٦) (یوسف : ع ۷) (دوبار) (یوسف : ع ۸) (یوسف : ع ۹) (تین بار) (یوسف : ع ۱۰) (سات بار) (یوسف : ع ۱۱) (دوبار) (المومن : ع ۴)

پہلی جگہ نام صرف دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر آیا ہے :۔

"اور نسلِ نوح میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ .... "

دوسری جگہ یوں کہ :۔

"کہ جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سُورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا"

تیسری بار یہ کہ :۔

"یقیناً یوسفؑ اور اُن کے بھائیوں کے قصّے میں نشانیاں موجود ہیں سوچنے والوں کے لئے"

چوتھی بار سوتیلے بھائیوں کی زبان سے یوں کہ :۔

"یوسفؑ اور اُن کا حقیقی بھائی ہمارے باپ کو ہم سے کہیں زیادہ پیارے ہیں"

پانچویں مرتبہ یوں یہ کہ :۔

"(وہ بولے) یوسفؑ کو ہلاک کر ڈالو یا ڈال آؤ جا کر کسی سرزمین پر"

چھٹی جگہ یوں کہ :۔

"ان میں سے ایک بولنے والا بول اُٹھا کہ یوسفؑ کو ہلاک نہ کرو بلکہ انہیں ایک اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو"

ساتویں مرتبہ یوں کہ :۔

"وہ بولے کہ اے ہمارے باپ! آپ کو یہ کیا ہے کہ آپ یوسفؑ کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے"

آٹھویں جگہ یوں کہ :۔

"ہم نے یوسف (علیہ السّلام) کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، تو بھیڑیا اُنہیں کھا گیا"

نویں بار یہ کہ :

"اور ہم نے اس طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب تمکین دی،

کہ ہم اُنہیں خوابوں کی تعبیر کی تعلیم دی "۔

دسویں جگہ یوں کہ :۔

"اے یوسفؑ! تم اسے جانے دو اور اے عورت تو اپنے قصور پر معذرت کر"۔

گیارہویں مرتبہ ایک سرکاری اہل کار کی زبان سے :۔

"اے یوسف! اے صدقِ مجسّم! ہم کو حکم تو بتایئے اس خواب کا"۔

بارہویں جگہ یوں کہ :۔

"اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں بااختیار بنا دیا کہ ملک بھر میں جہاں چاہیں رہیں سہیں"۔

تیرہویں مرتبہ یوں کہ :۔

"اور یوسفؑ کے بھائی بھی آئے پھر اُن کے پاس پہنچے"۔

چودھویں جگہ یوں کہ :۔

"اور یہ لوگ جب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے اپنے (حقیقی) بھائی کو اپنے پاس جگہ دی"۔

پندرھویں بار یوں کہ :۔

"اور اس طرح کی تدبیر ہم نے یوسفؑ کی خاطر کر دی"۔

سولہویں بار یہ کہ :۔

"بس یوسفؑ نے اُسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اُسے اُن پر ظاہر نہ ہونے دیا"۔

سترہویں بار سب سے بڑے بھائی کی زبان سے دوسرے بھائیوں کو مخاطب کرکے یوں کہ :۔

"اور اس کے قبل تو یوسفؑ کے بارے میں تم تقصیر کر ہی چکے ہو"۔

اٹھارہویں جگہ حضرت یعقوبؑ کے ذکر میں کہ :

"کہنے لگے کہ ہائے یوسف، اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سُفید پڑ گئیں۔"

انیسویں جگہ برادرانِ یوسفؑ کی زبان سے :-

"تم تو واللہ! یوسفؑ ہی کی یاد میں سدا لگے رہو گے۔"

بیسویں مرتبہ حضرت یعقوبؑ کی زبان سے کہ :

"اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔"

اکیسویں جگہ خود حضرت یوسفؑ عزیزِ مصر کی زبان سے اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے ہے کہ :-

"تمہیں وہ بھی یاد ہے جو تم نے یوسف اور ان کے بھائی سے برتاؤ کیا تھا۔"

بائیسویں بار بھائیوں کی زبان سے ہے کہ: "تو کیا تم یوسف ہی ہو۔"

تیئیسویں مرتبہ خود حضرت یوسفؑ کی زبان سے ہے کہ :-

"(ہاں) مَیں ہی یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی۔"

چوبیسویں مرتبہ خود حضرت یعقوبؑ کی زبان سے اپنے لڑکوں کو مخاطب کر کے کہ:

"اگر تم مجھے بالکل سٹھیایا ہوا نہ سمجھو تو مجھے تو یُوسُف کی خوشبُو آ رہی ہے۔"

پچیسویں بار یوں کہ :-

"جب (سب) یوسُف کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی۔"

چھبیسویں جگہ ایک مِصری مردِ مؤمن کی زبان سے :

"اور تمہارے پاس یوسُف بھی اس کے اس کے قبل کھلے ہوئے دلائل لے کر آ چکے ہیں لیکن تم شک ہی میں پڑے رہے ہے۔"

یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیمؑ : جن کے خاندان میں تین پشتوں سے پیمبری چلی آرہی تھی، خود بھی پیمبر تھے، وطن و مسکن ارضِ فلسطین میں وادی حبرون تھا جسے اَب تحلیل بھی کہتے ہیں اور مدفن بھی یہی ہے، یروشلم سے اٹھارہ میل جنوب مغرب میں، عمر بقول اغلب از ۱۹۱۰ ق م تا ۱۸۰۰ ق م

والدہ ماجدہ حضرت یعقوبؑ کی محبوب ترین بیوی حضرت راحیل تھیں، خود بھی حسین و خوبرو اور اپنے والد ماجد کی نظر میں محبوب ترین تھے، آثارِ رُشد بچپن ہی سے نمایاں تھے، آگے چل کر سچائی اور پاک دامنی میں اپنی نظیر آپ نکلے، عزیزِ مصر کی بی بی آپ پر ترنجھی اور بے طرح ترنجھی - اس پر بھی آپ نے اپنے نفس کو ہر طرح سے قابو میں رکھا۔

سوتیلے بھائیوں کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، کنوئیں میں پھینکے گئے، جان کے لالے پڑ گئے، کڑی سے کڑی آزمائشوں اور عزیزِ مصر کی غلامی کی منزل سے گزرتے ہوئے وزارت مملکتِ مصر بلکہ تختِ شاہی تک پہنچے، عُلومِ نبویّہ الٰہیّہ کے علاوہ تدبیرِ سلطنت میں بھی ملکہ رکھتے تھے اور قحط و خشک سالی کے انتظام میں نام دُور دُور پایا۔

قرآن مجید میں ایک پوری اور بڑی سُورت آپ کے نام سے موسوم آپ ہی کے سبق آموز حالات و واقعات کے لئے وقف ہے۔

(۱۵۸) یُونُس

(یونس) (سورۃ النساء : ع ۲۳) (سورۃ الانعام : ع ۱۰) (سورۃ یونس : ع ۱۰) (سورہ والصافات : ع ۵)

پہلی جگہ صرف نام دوسرے انبیاءِ کرام پر عطف ہو کر آیا ہے کہ :-

"ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ اور عیسٰیؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر"

دوسری جگہ بھی کچھ اسی طرح کہ :۔

"(ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یُونس اور لوطؑ کو"۔

تیسری جگہ یوں کہ :۔

"کوئی بستی ایمان نہ لاتی کہ اس کو اس کا ایمان نفع پہنچاتا بجز قوم یُونس کے"۔

اور چوتھی بار یوں کہ :۔

"بے شک یونس پیمبروں میں سے تھے"۔

یہ یُونس بن متیٰ اللہ کے ان پیغمبروں میں تھے جن کی نبوّت کے قائل اہلِ کتاب بھی ہیں، عہدِ عتیق میں آپ کا نام جونا (JONAH) آیا ہے اور ایک مستقل صحیفہ یوناہ کے نام سے ہے۔ آپ کا زمانہ تخمینی طور پر آٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط کا سمجھا جاتا ہے۔ آپ معاصر اسرائیلی بادشاہ یربعام کے تھے۔ اور اُس کا عہد ۷۸۱ سنہ سے ۷۴۱ سنہ ق م تک رہا۔

آپ موجودہ شہر موصل کے متصل نینوا کے باشندہ تھے جو اسیریا (اشوریہ) کی پُرقوت سلطنت کا پایۂ تخت تھا، اس وقت اس کا رقبہ اٹھارہ سو ۱۸۰۰/- ایکڑ تھا اور آبادی حسبِ روایت عہدِ عتیق۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے اُوپر (یوناہ ۴ : ۱۱) زمانۂ حال کے تخمینے اُسے ایک لاکھ چوہتر ہزار تک پہنچاتے ہیں۔ قرآن مجید نے بکمالِ بلاغت اِسے ایک لاکھ سے زائد بیان کیا ہے۔

قبل اجازتِ خداوندی، آمدِ عذاب کے ابتدائی آثار دیکھ، اپنے مستقر سے روانہ ہو گئے، اس پر تنبیہ ہوئی، سفر دریائی تھا۔ آپ کشتی سے دریا میں ڈال دیئے گئے اور کوئی عظیم الجُثّہ مچھلی شارک کی قسم کی آپ کو زندہ نگل گئی، خدا خدا کر کے اس سے نجات ہوئی قرآن مجید میں جا بجا قصّہ کی تفصیلات مذکور ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذوالنون، صاحبُ الحُوت

کتبہ حافظ گلزار احمد، رحیم یار خان ۲۸ شعبان ۱۴۲۲ھ ۱۵ نومبر ۲۰۰۱ء